چکڑالوی پر اقبالی ڈگری

چکڑالوی نے ایک رسالہ موسومہ باشاعۃ القرآن شائع کیا ہے۔ اسمین اکثر ان الزامات کو جو اشاعۃ السنۃ نمبر ۵-۶-۷- جلد ۱۹ مین اسپر قائم کئے گئے ہین۔ تسلیم کرلیا ہے۔ اور بعض الزامات سے گو انکار بھی کیا ہے مگر اس انکار کے ساتھ اُنکا اقرار بھی اُسکے کلام مین پایا جاتا ہے۔ جسکو وہ بحکم "دروغگورا حافظہ نباشد" بھولتا ہے یا دانستہ دہوکہ دہی کی غرض سے اُن سے انکاری ہوتا ہے۔ لہذا وہ فتوے جو علماء وقت نے اُسپر لگایا ہے۔ اور وہ نمبر ۷ جلد ۱۹ مین شائع ہوا ہے۔ اُسپر اقبالی ڈگری ہے۔

اس مضمون مین اس فتوے کی تائید و تصدیق مین اور علماء کے فتوے جو پشاور۔ آرہ ضلع شاہ آباد وغیرہ اضلاع بنگال کے پہنچے ہین نقل کئے جائینگے۔ مگر اس نقل سے پہلے چکڑالوی کے تازہ اعترافات نقل کرنے ضروری ہین۔

پس واضح ہو کہ منجملہ ان الزامات کے جنکی نظر سے علماء وقت نے اسپر فتوے کفر لگایا ہے۔ **بڑا بھاری الزام** یہ تھا۔ کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جملہ احادیث کو جو احکام قرآن مجید کی تفصیل و تشریح کرتی ہین۔ یا اُنمین احکام قرآنی پر زیادتی پائی جاتی ہے۔ منکر ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صرف قرآن کے الفاظ کا ایک **چٹھی رسان** ڈاک خانہ یا ندکوری **تحصیل** کی مثل مبلغ (پیغام رسان) جانتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا تعالی کی طرف سے تشریع احکام حلال و حرام و توضیح و تشریح مطالب و معانی قرآن کا منصب عطا ہونے کا منکر ہے۔ سو اس **الزام** کا اُس نے اس رسالہ مین **کھلے بند** اقرار کرلیا ہے۔ اور سابق سے بڑھکر احادیث نبویہ سے جنمین احکام قرآن کی تشریح یا انپر زیادتی پائی جاتی ہے۔ صاف صریح انکار کیا ہے۔ **سوال اول** خاکسار کے جواب مین تو اُسنے تعلیم عملی مین حدیث شریف کی ضرورت و سخت احتیاج کو تسلیم کیا تھا۔ (اشاعۃ السنۃ نمبر ۵۔ جلد ۱۹ و مباحثہ مطبوعہ چکڑالوی صفحہ ۴ ملاحظہ ہو) اور اب حدیث نبوی سے بلا تفصیل و بغیر تمیز کے کلی انکار کیا ہے۔ چنانچہ اس رسالہ کے

صفحہ ۳۵ پر اپنے اصطلاحی حدیث پر بحث شروع کرکے کہا ہے۔

اہل حدیث کا اعتقاد ہے۔ کہ رسول اللہ پر دو طرح کی وحی آتی تھی۔ ایک وحی جلی یا متلو۔ دوسری وحی خفی یا غیر متلو۔ وحی جلی سے مراد قرآن ہے وحی خفی سے حدیث رسول اور یہ بھی انکا اعتقاد ہے کہ قرآن مجید مین جسقدر احکام بیان ہوئے ہین وہ سب کے سب مجمل ہین وحی خفی مین انکی تفصیل کی گئی ہے اگر یہہ تفصیل و تشریح نہ ہوتی۔ تو قرآن مجید کے کسی حکم پر بھی عمل کرنا ممکن نہ تہا۔ (اس اعتقاد نمبر ۲ کے بیان مین چکڑالوی نے جھوٹ بولا ہے۔ اور اہلحدیث پر افترا کیا ہے۔ اہلحدیث یا اہل فقہ یا اہل کلام یا اہل اصول مین سے کوئی بھی یہ اعتقاد نہین رکھتا۔ کہ جسقدر احکام قرآن مین بیان ہوئے ہین۔ وہ سب کے سب مجمل ہین۔ حدیث انکی تفصیل نہ کرتی تو قرآن مجید کے کسی حکم حکم پر پر عمل ممکن نہ تہا۔ بلکہ برخلاف اس اعتقاد کے اس فتوے مین جو نمبر ۷ مین منقول ہے بصفحہ ۲۱۲۔ سطر ۱۰۔ صاف تصریح ہے۔ کہ ایک حکم بھی منجملہ ان احکام کے جو شرعی اور اسلامی اصطلاح کے احکام ہین۔ اور صرف لغت عرب انکے سمجھنے کیواسطے کافی نہین بغیر مدد حدیث اور تفسیر نبوی کے سمجھ اور عمل مین نہین آسکتا" ناظرین ان الفاظ منجملہ ان احکام اور اسلامی اصطلاح اور لغت عرب کو ملاحظہ کرین۔ اور چکڑالوی کے مفتری ہونے کا یقین کرین) پہر چکڑالوی نے صفحہ ۳۶ مین بیان اعتقاد ۳ اہلحدیث مین کہا ہے اور صدہا مسائل ایسے ہین جنکا قرآن مین ذکر نہین ہوا۔ وہ صرف وحی خفی کے ذریعے حدیث رسول مین بیان ہوئے ہین۔ اور بہت سے مسائل ایسے ہین۔ جو قرآن مجید اور حدیث رسول (حدیث مرفوع) مین نہین ہین۔ وہ حدیث صحابہ و تابعین (حدیث موقوف و حدیث مقطوع) سے ملتے ہین۔ (اس اعتقاد نمبر ۴ کے بیان مین بھی چکڑالوی نے جھوٹ بولا اور اہلحدیث پر دوسرا بہتان باندھا ہے۔ اہلحدیث حدیث موقوف اور حدیث مقطوع کو حجت شرعیہ نہین جانتے اور کسی ایک یا دو یا چار یا دس صحابی یا تابعی کے اختلافی قول یا فعل کو دلیل شرعی نہین سمجھتے۔ ہان وہ تمام اہلسنت و الجماعت کے شمولیت مین جماعت

* رسالہ اصول حدیث جو جامع ترمذی کی ابتدا مین ملحق و مطبوع ہے کہا ہے الموقوف مطلقاً ما روی عن الصحابۃ من قول و فعل ولیس بحجۃ المقطوع ما جاء عن التابعین من اقوالھم وافعالھم ولیس بحجۃ ۱۲

صحابہ و تابعین و سلف صالحین کے اتفاقی و اجماعی اقوال و افعال کو اس حسن ظنی کے ساتھ کہ ان اقوال و افعال کی سند کتاب و سنت سے ہوگی۔ گو ہمکو اسپر اطلاع نہ ہوئی ہو۔ لائق تمسک سمجھتے ہین۔ اور اسکو ملحق بالسنۃ اور سبیل المومنین خیال کرتے ہین) پہر چکڑالوی نے بیان عتقادات اہلحدیث مین کہا ہے۔ اوّل قرآن مجید شہادت و حکم دیتا ہے کہ حدیث نہایت ہی ضروری چیز اور واجب الاتباع ہے۔ اور جسطرح تواتر سے ہمکو قرآن شریف پوہنچا ہے۔ اسی طرح حدیث بھی پہنچ گئی ہے۔ (اس اعتقاد نمبر ۱ کے بیان مین بھی چکڑالوی نے جہوٹ بولا ہے۔ اور اہلحدیث پر تیسرا افترا کیا ہے۔ اہلحدیث۔ فقہا۔ اصولی وغیرہ اسلامی دسنی فرقون سے کوئی قائل نہین ہین کہ احادیث سب کی سب تواتر کے ساتھ پونچی ہین۔ بلکہ وہ سب جنمین اہلحدیث بھی شامل ہین۔ احادیث مرویہ کی تین اقسام (متواتر۔ مشہور۔ خبر واحد) بیان کرتے چلے آئے ہین۔ اور خبر واحد کے تواتر سے پہنچنے کا کوئی قائل نہین۔ اصل الزام جو صفحہ ۲۰۴ نمبر ۹ جلد ۱۹ مین چکڑالوی پر قائم کیا گیا تھا۔ یہ ہے۔ کہ اگر چکڑالوی صحابہ کو دل سے ایسا ہی (منافق) جانتا ہے۔ اور حدیث کو اسوجہ سے بے اعتبار ٹہراتا ہے۔ کہ اسکے راوی یہی اصحاب نبوی ہین۔ تو اسکو چاہیے کہ قرآن کو بھی بے اعتبار ٹہراوے۔ اور اسلام کو بھی سلام اور خیرباد کہے۔ کیونکہ قرآن کریم کے راویان بھی یہی اصحاب نبوی ہین اور قرآن مجید کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھلے لوگون تک بلا واسطہ اصحاب خود نہین پونچایا اور اسکو کسی مطبع مین چھپوا کر یا اسکی ہزارہا قلمی نقلین لکھوا کر آفاق مین شائع نہین کیا۔ پہر صفحہ ۲۰۷ مین کہا گیا تھا۔ کہ اگر حدیث کا آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وقت مین جمع نہونا دوسری یا تیسری صدی مین جمع ہونا اسکے نزدیک حدیث کی بے اعتباری کا موجب ہے تو اسکو چاہیے کہ قرآن کا بھی اعتبار نہ کرے۔ کیونکہ قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلافت خلیفہ اول پہر خلافت خلیفہ چہارم مین جمع ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین اس ہیئت و ترتیب سے جو اسمین پائی جاتی ہے۔ ایک جگہ جمع نہین ہوا۔ اس دندان شکن الزام کو تو چکڑالوی نے اہلحدیث کی طرف سے نقل نہین کیا اور بجائے اسکے اور ششم افترا کر کے انکی طرف منسوب کر دیا ہے۔ ان مفتریات ثلثہ کے افترا سے چکڑالوی کی غرض یہ ہے۔ کہ ان مفتریات کے قرآن مجید سے ثابت ہونے سے اہلحدیث پر اعتراض قائم کرے۔ کہ جو امر قرآن سے

ثابت نہین اسکو انکار کی وجہ سے اسکو کافر کیون کیا گیا ہے۔ ان چھ امور کو بیان کرنے کے بعد اسنے ہر ایک امر بر ملا انکار کیا ہے۔ اور بزعم خود معتزلہ وغیرہ فرقہ ضالہ کی مانند قرآن مجید کی آیات سے اس انکار کی سند و وجہ ثبوت پیش کی ہے۔

اس مقام مین ہر ایک امر سے اسکے انکار کو اسیکے الفاظ سے نقل کیا جاتا ہے اور جو آیات اس انکار کی وجہ ثبوت مین اسنے پیش کئے ہین۔ اونکا جواب ختم مضمون کے بعد خاتمہ مین دیا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ امر اول سے انکار کی سند و ثبوت مین اسنے متعدد آیات قرآن جنمین قرآن کی نسبت ارشاد ہوا ہے کہ "وہ خدا کی طرف سے وحی ہے اور وہ افترا نہین ہے"۔ اور اسکی مثل کوئی شخص بنا نہین سکتا"۔ اور وہ خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے"۔ نقل کرکے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ حدیث خداتعالےٰ نے نہین اُتاری اسکی وحی خدا کی طرف سے نہین ہوئی اسکے مطابق حکم کرنے والے کافر ہین ظالم ہین فاسق ہین۔ چنانچہ صفحہ ۳۸ مین اسنے کہا ہے۔ حدیثون کی مثل حدیثین بن سکتی ہین۔ چنانچہ واقع مین لاکھون بن گئین ہین پس حدیث وحی نہین ہو سکتی۔ اور صفحہ ۴۲ مین کہا ہے دما یوحی (خدا کی طرف سے وحی شدہ) وما انزل اللہ (خدا کی اتاری ہوئی چیز) صرف قرآن مجید ہے۔ اور بس۔ اور تمام قرآن شریف سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کسی جگہ سے یہ ثابت نہین ہو سکتا۔ کہ قرآن شریف کے ساتھ کوئی اور شئے بھی رسول اللہ پر نازل ہوئی تھی۔ اور اگر کوئی شخص کسی مسئلہ مین قرآن مجید کے سوا کسی اور چیز سے دین اسلام مین حکم کریگا۔ تو وہ مطابق آیت مذکورہ بالا کافر۔ ظالم اور فاسق ہو جائیگا۔ اور صفحہ ۴۴ مین کہا ہے۔ دوسری چیز جسکو وحی خفی یا وحی غیر متلو کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید سے اسکے رسول اللہ پر نازل ہونیکا کچھ پتہ نہین چلتا"۔

یہ صاف و صریح چکڑالوی کے اعترافات ہین کہ وہ حدیث نبوی کا منکر ہے اور حدیث کو خدا کی طرف سے نازل اور وحی آلہی نہین جانتا۔ آگے چلکر اس سے بھی بڑھکر اس نے انکار سُنو گے (دیکھو صفحہ ۲۹۳ وغیرہ)

امر دوم کے متعلق جو اُسنے اہلحدیث کے اعتقاد مین از خود جھوٹ ملا دیا ہے۔ اس سے انکار کے سبب تو اسپر کوئی الزام قایم نہین کیا گیا۔ اور جو واقعی اہل حدیث کا اعتقاد ہے کہ احکام

قرآنی متعلقہ اصطلاح اسلامی جنکے سمجھنے کے لیئے لغت عرب کافی نہین - بغیر مدد حدیث نبوی کے سمجھ اور عمل مین نہین آسکتے اس سے چکڑالوی نے صفحہ ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ مین انکار کیا - اور اس انکار کے ثبوت مین چند آیات کو جنمین قرآن مجید کو تفصیل و مفصل فرمایا گیا ہے نقل کر کے کہا ہے پس جبکہ شریف مین اسلام کی ہر ایک چیز من کل الوجوہ (اس لفظکو ناظرین انصاف سے دیکھین اور چکڑالوی دروغگو سے دریافت کرین - کہ من کل الوجوہ کس لفظ قرآن مجید کا ترجمہ ہے) مفصل و مشرح طور پر بیان ہوگئی ہے - تو اب وحی خفی یا حدیث کی کیا ضرورت ہے -

امر سوم سے چکڑالوی نے صفحہ ۴۹ و ۵۰ مین انکار کر کے اسکی تایید مین وہی آیات جنمین قرآن مجید کو تفصیل و تبیان فرمایا ہے - نقل کر کے ص۵۱ مین اس سے انکاری نتیجہ نکالا اور یہ کہا ہے - پس وحی خفی یا حدیث کی کون سی حاجت باقی رہ گئی -

امر چہارم مین جو چکڑالوی نے اہلحدیث کے اعتقاد مین از خود جھوٹ ملایا ہے - اسکے انکار سے تو کوئی الزام اسپر لگایا نہین گیا - اور جو واقعی اہلحدیث کا اعتقاد ہے کہ اقوال و افعال اجماعی و اتفاقی صحابہ تابعین و سلف صالحین لائق اقتدا و تمسک ہین - اس سے چکڑالوی نے صفحہ ۵۳ وغیرہ مین انکار کیا - اور یہ کہا ہے - کہ آیت ارشاد اتباع سبیل المؤمنین مین سے صحابہ وغیرہ ہرگز مراد نہین - بلکہ رسل و انبیاء مراد ہین - المؤمنین مین الف لام حرفی استغراقی صفاتی ہے (دیکھو مختصر المعانی و مطول وغیرہ) لہذا المؤمنین کے معنے ہین ایسے مؤمنین جو نہایت ہی اعلے درجہ کے کامل صفات جامع کمالات ہون اور وہ صرف رسول ہی ہین" -

امر پنجم سے چکڑالوی نے صفحہ ۵۵ مین صاف انکار کیا ہے اور اس انکار کی کوئی سند دلیل بیان نہین کی بلکہ جن آیات قرآنیہ سے فتوے مین حدیث کا واجب الاتباع ہونا ثابت کیا گیا تھا انکا لغو اور بیہودہ جواب دیا ہے - اس جواب کا جواب بعد ختم مضمون خاتمہ مین دیا جائیگا انشاء اللہ یہان صرف اسکا انکار نقل کیا جاتا ہے - وہ کہتا ہے - امر پنجم کیا قرآن مجید حدیث کے واجب الاتباع ہونے کی شہادت دیتا ہے - مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری نے اپنی تحریر مین چودہ آیات

درج کی ہین جن سے اُنہون نے بزعم خود حدیث کو واجب الاتباع کہا ہے۔ لیکن ان آیات مین سے کسی سے بھی ہرگز ہرگز حدیث کی وجود تک کا ثبوت نہین ملتا۔

امر ششم کے متعلق جو چکڑالوی نے اہل حدیث کے اعتقاد مین از خود جھوٹ ملا دیا ہے۔ اس الحاق کے سبب تو اُسپر کوئی الزام قایم نہین کیا گیا۔ اصل الزام جو اسپر قایم کیا گیا تھا۔ اسکا جواب اسنے یہ دیا ہے کہ قرآن مجید کو اصحاب نبوی نے ہمکو نہین پہونچایا۔ اور نہ انہون نے اسکو لکھا۔ اور نہ جمع کیا۔ بلکہ وہ خدا تعالی کی طرف سے لوح محفوظ سے نقل ہو کر نازل ہوا تھا صفحہ ۷۳ سے ۸۰ تک اسنے اس مضمون کی آیات قرآن جنمین ارشاد ہوا ہے۔ کہ "اُس کتاب مین شک نہین"۔ "اس کتاب کی آیات باحکمت مین"۔ "ہمنے ایسی کتاب بھیجی ہے۔ جو مفصل ہے"۔ "یہ کتاب لکھی ہوئی ہے اسکو جمع کرنا اور پڑہانا ہمارے ذمہ ہے یہ کتاب لوح محفوظ مین ہے۔ جسکو پاک فرشتے چھوتے ہین یہ قرآن رمضان مین اترا ہے"۔ نقل کر کے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ قرآن کتاب کی صورت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت مین لکھا گیا اور جمع ہو گیا تھا جسکو دیکھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑہتے۔ چنانچہ صفحہ ۷۷ مین کہا ہے۔ "اصل بات یہ ہے کہ خود اللہ تعالی اس پاک کتاب کا جامع اور مولف ہے یعنے اسکی جمع اور تالیف نہ کسی فرشتے نے کی ہے نہ کسی جن و بشر نے یہانتک کہ جبرائیل امین اور محمد کا بھی اسمین دخل نہین۔ چہ جائیکہ کسی اور انسان کا"۔

(چکڑالوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسمقام مین صرف محمد کہا ہے۔ اور صفحہ ۷۲ مین صرف محمد عربی۔ اور ایک اور جگہہ صرف لفظ صاحب جیسے بعض مہذب ہندو و عیسائی وغیرہ اہل اسلام سے مکالمہ و خطاب کے وقت آپکا نام لیتے ہین۔ اور اسم مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہ لفظ نبی یا رسول کہا ہے۔ اور نہ درود و سلام کا لفظ ملایا۔ یہ سو ادبی و بے تعظیمی چکڑالوی کی اُس اعتقاد کا نتیجہ ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بمنزلہ ایک چٹھی رسان یا مدکوری تحصیل جانتا ہے۔ بلکہ ان احادیث کی نظر سے جو اسکے خیال مین قرآن کے مضمون سے زاید مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واجب التعظیم نہین سمجھتا چنانچہ صــ ۶۲ اور صــ ۶۶ رسالہ مین لکھ چکا ہے جسکی اصل عبارت صفحہ ۲۲۵

سلہ جو صفحہ ۲۸۷ مین منقول ہے ۱۲

ین منقول ہوگی۔) نعوذ باللہ من ہذہ الجسارۃ وسوء الادب)
اور صفحہ ۷۹ مین کہا ہے کہ رسول اللہ نے قرآن کریم کو اسی تالیف وضع وترتیب ترکیب پر لکھوایا اور جمع کر دیا ہے جسطرح کہ وہ لوح محفوظ مین لکھا ہوا موجود ہے۔ اور جیسے جبرائیل کو وہان سے نقل ہو کر ملا۔ اور صفحہ ۸۰ مین کہا ہے یہ قطعی اور یقینی بات ہے کہ تمام قرآن مجید رسول اللہ کی زندگی ہی مین کامل ترتیب کے ساتھ حسب تعلیم وہدایت جبرائیل لکھا گیا تھا اور یہ باترتیب جمع ہو گیا تھا اور جس طرح لوح محفوظ سے نقل ہو کر ملا تھا اُسنے اسی طرح آگے پڑھا اور نقل کروا دیا۔ پھر چکڑالوی نے از خود یہ سوال کیا کہ قرآن مجید سارے کا سارا ایک دفعہ پیغمبر صاحب پر نازل نہین ہوا کہ آپنے اسکو ایک کتاب کی صورت مین لکھوا دیا ہو۔ یہ تو تھوڑا تھوڑا آپ پہ نازل ہوا ہے۔ اور جس ترتیب کے ساتھ اب لکھا ہوا ہمارے پاس موجود ہے۔ اس ترتیب پر نازل نہین ہوتا تھا۔ پھر آپکے زمانہ مین کیونکر اس ترتیب کے ساتھ جمع ہو سکتا تھا۔

پھر خود ہی اس کا جواب یہ دیا ہے۔ کہ کیا خدا تعالے وجبرائیل ومحمد تینون ایسی کوئی تجویز نہ سوچ سکتے تھے کہ جسقدر قرآن مجید اترتا جائے۔ اسی قدر ترتیب وار جمع ہوتا جائے۔ کیا یہ ممکن نہین ہے کہ خالی ورقون کی ایک کتاب رسول اللہ نے جلد کرالی ہو۔ اور ہر ایک سورہ کو کچھ کچھ ورق چھوڑ کر لکھنا شروع کر دیا ہو۔ اور جون جون آیات نازل ہوتی گئین۔ انکو جس صورت مین جبرائیل نے کہا لکھ دیا ہو اور اسی طرح رفتہ رفتہ کتاب مکمل ہو گئی ہو۔ سرکاری محکمون ساہوکارون بلکہ چھوٹے چھوٹے دکانداروں کی ہان بھی ایسے خالی ورقون کی کتابین ہوتی ہین۔ جنمین کچھ کچھ فاصلے پر مختلف لوگون کے نام لکھے ہوئے ہین۔ اور پھر وقتاً فوقتاً ہر ایک شخص کا حساب اسکے نام کے نیچے درج ہوتا رہتا ہے۔ حتے کہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ کتاب بالکل پُر ہو جاتی ہے۔ پس ایسا آسان اور مفید طریق جمع کا قرآن مجید کے لیئے کیون اختیار نہ کیا ہوگا"

یہ من گھڑت تجویز قرآن کے جمع وترتیب کی نسبت بیان کرنیکے بعد چکڑالوی بے اعتباری حدیث کی طرف متوجہ ہوا اور صفحہ ۸۱ مین کہا ہے۔ حدیثین دو قسم کی ہین ایک تو وہ جنکے مضامین قرآن مجید

ہے بالکل جدا اور علیحدہ اور زیادہ ہین - چونکہ یہ امر پہلے ثابت ہو چکا ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صرف قرآن مجید ہی اللہ تعالی کی طرف سے اُترا ہے - سوا اسکے اور کوئی چیز نہین اتری اور یہ کہ ہم صرف ما انزل اللہ کے اتباع کے لیئے مامور ہین پس اس قسم کی احادیث (جنکے مضامین قرآن مجید سے زاید ہین) بالفرض والتقدیر اگر رسول اللہ سے یقینی اور قطعی طور پر بھی ثابت ہو جائین (جو ناممکن ہے) تو بھی وہ ہمارے لئیے واجب الاتباع نہین ہین - کیونکہ وہ ما انزل اللہ نہین ہین - دوسری قسم کی احادیث وہ ہین جنمین قرآن شریف ہی کے مضامین ہین - یہ حدیثین ازروے روایت صحیح ہون یا ضعیف بہرحال وہ باطل نہین کیونکہ وہ ما انزل ہی کا مضمون ہین - پس ایسی حدیثون کے راویون کے حال پر بحث کرنا بھی فضول ہے - الغرض ہمکو اس امر کے تلاش کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہین کہ آیا ہمین صحیح صحیح پہنچ گئی ہین یا نہین -

یہ چکڑالوی کی صاف اور صریح اعترافات ہین کہ وہ حدیث نبوی کا (جسمین قرآن مجید کے احکام پر زیادتی یا اُنکی تشریح پائی جاتی ہے) منکر ہے - صحابہ وغیرہ راویان کا اور روایت حدیث کا وہ کچھ اعتبار نہین کرتا - حدیث کے نظر و اعتبار کو وہ فضول جانتا ہے - اور جس الزام کی نظر سے علماء وقت نے اُسکو کافر کہا ہے اُسکو بڑے فخر سے اور بغیر کسی تاویل کے تسلیم و قبول کرتا ہے - ان اعترافات سے بڑھکر اسکے اعترافات صفحہ (۲۳۰) مین منقول ہونگے - انمین اُسنے پیروی حدیث نبوی کو طاغوت کی پیروی قرار دیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخت توہین کی ہے - دوسرا الزام (مستلزم کفر) اسپر یہ لگایا گیا ہے - کہ وہ جملہ کتب احادیث کو جلانے کے قابل کہتا ہے تیسرا الزام مستلزم کفر یہ کہ وہ مردون کے لئے سونا اور ریشم پہننے کو حلال کہتا ہے - سوان الزامات کو گو اُسنے صریح الفاظ سے تسلیم نہین کیا مگر ان الزامات سے انکار بھی نہین کیا جیسے بعض الزامات سے جنکو وہ بزعم خود ناحق سمجھتا تھا - انکار کیا ہے - اور اگر وہ ان الزامون کو درست نہ سمجھتا تو ان الزامات مین جنکو وہ ناحق سمجھتا تھا اُنکو بھی شامل کرتا ان الزامات کو ان الزامات مین شامل نکرنے اور انکے انکار سے اسکے ساکت رہنے بحکم السکوت فی معرض البیان بیان ثابت

ہوتا ہے کہ وہ ان الزامات کو بھی تسلیم کرتا ہے۔
ان الزامات مستلزم کفر کے علاوہ چند الزامات اسپر ایسے لگائے گئے تھے جنکی نظر سے علماء وقت نے اسکو گمراہ و مبتدع و معتزلہ وغیرہ کہا تھا۔ انکو بھی اسنے اس رسالہ مین بلا دھڑک مان لیا ہے۔ اور معتزلہ وغیرہ کی طرح انکی تائید مین آیات قرآن کو پیش کیا ہے۔ ازانجملہ ایک الزام انکار نسخ ہے۔ اسکی انسبت اسنے اس رسالہ کے صفحہ ۳ مین یون اعتراف کیا ہے۔ کہ مین اسکے متعلق اپنی تفسیر مین صفحہ ۳۰۱ سے ۳۲۱ تک بہ تفصیل بحث کرچکا ہون اور یہی بحث رسالہ کی صورت مین علیحدہ چھپ گئی ہین جسکا نام الرد النسخ المشہو فی کلام الرب الغفور ہے) اس نام مین لفظ رد صاف مشعر ہے کہ وہ نسخ سے منکر ہے (جیسے ابو مسلم جاحظ وغیرہ معتزلہ قدیم اور زمانہ حال کے پیر نیچر علیگڈہ اس سے منکر ہین) اور تفسیر چکڑالوی کی ان صفحات مین جن کا وہ حوالہ دیتا ہے اسکا صاف صریح انکار موجود ہے۔ ازانجملہ ایک الزام مردہ کو صدقہ کہانا وغیرہ کا ثواب پہنچنے سے انکار کرنا ہے۔ اس الزام کو اسنے صفحہ ۴ مین رسالہ کے تسلیم کرلیا ہے۔ اور کہا ہے۔ بے شک میرا اعتقاد ہے کہ مردہ کو بدنی عبادات یا مالی صدقہ وغیرہ کا کسی چیز کا ثواب نہین پہنچتا۔ پہر اس انکار پر چند آیات سے استدلال کیا ہے۔ جن سے قدیم معتزلہ نے استدلال کیا ہے۔ و ازانجملہ ایک الزام شفاعت انبیاء سے انکار ہے۔ سو اسکو اسنے صفحہ ۴ رسالہ مین تسلیم کرلیا اور کہا ہے۔ شفاعت کرنے سے یہ مراد لیجاتی ہے۔ کہ جب لوگ میدان حشر مین تنگ آکر انبیاء کے پاس جائینگے اور کہینگے کہ آپ خدا کے پاس جاکر ہماری سفارش کرین تو وہ سوائے سب انبیاء کچھہ نہ کچھہ عذر کرینگے اور پھر اخیر مین محمد رسول اللہ کے پاس آئینگے اور آپ سفارش کرینگے"۔ اس شفاعت کا مین بے شک منکر ہون۔ کیونکہ اس تمام قصے کا قرآن مجید مین کہین بھی ذکر نہین۔ پہر اس انکار کی تائید مین چند آیات قرآنی کو پیش کیا ہے۔ جنکو معتزلہ وغیرہ شفاعت کی دلیل بناتے ہین۔
و ازانجملہ ایک الزام نماز تراویح کو ضلالت کہتا ہے۔ اس الزام کا بھی اسنے اقرار

کر لیا ہے اور کہا ہے۔ کہ اسکے متعلق ایک علیحدہ رسالہ لکہا جا چکا ہے جسکا نام البیان الصریح لاثبات کراہتہ التراویح ہے۔ اس رسالہ کے بھی نام ہی سے اسکا مضمون سمجھ آسکتا ہے اور اس رسالہ کے صہ سطر ۱۴ مین نماز تراویح کو جو باجماعت مسجد مین ادا ہو بدعت اور صفحہ ۹ سطر ۱۱ و ۱۲ مین بدعت ضلالت مفضی الی النار (آگ کی طرف پہنچانے والی) اور صہ ۳۹ سطر ۵ مین بدعت ضالہ مردود مزہوقہ اور صفحہ ۴۲ سطر ۹ و ۱۰ مین بدکاری ضلالت وخباثت نجاست کہا ہے۔

وازانجملہ ایک الزام یہ ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ۱۸ فعل شیطانی سرزد ہونیکا قائل ہے۔ اسنے رسالہ کے صہ ۴۲ و ۴۳ مین وہ آیت نقل کی ہے جسمین یہ ذکر ہے کہ نبیون اور رسولون کی بات مین شیطان نے کچہہ ملادیا تو ہمنے شیطان کی بات کو مٹا کر اپنی آیات کو محکم کردیا۔ اسکے بعد یہ کہا ہے کہ مطابق آیت بالا دوسرے رسول کی طرح رسول اللہ کی زبان مبارک سے بھی دین اسلام کے متعلق دو چیزین ظاہر ہوتی تہین یا تو کتاب اللہ یا سہوًا کوئی آپکا اپنا خیال وقیاس وآرزو جس مین القاء شیطانی موجود ہوتا تھا پس آپ کی آرزو کو اللہ تعالے منسوخ کرکے اپنی کتاب کی آیات کو ثابت کرتا رہا ہے۔ رسول اللہ کے تمام زمانہ رسالت مین دین اسلام مین جسقدر ایسے خیالات و آرزو سہوًا آپ کی زبان مبارک سے ظاہر ہوتے رہے ہین۔ خاکسار کے علم کے مطابق انکی تعداد اٹھارہ سے زیادہ نہین ہے کم ہو تو ہو پہر اسکی تمثیل مین چار واقعہ چکڑالوی نے نقل کئے ہین۔ اول آپکا بیوی کی خاطر سے کسی حلال چیز کی نسبت قسم کہانا دوسرا خولہ رض کو اسکے خاوند کے ظہار کے سبب حرام کہدینا۔ تیسرا بعض لوگون کو جنگ مین نہ جانے کی اجازت دینا۔ چوتھا ایک رئیس قریش کے وعظ مین متوجہ ہونے کی وجہ سے ایک اندھے سے منہ پہیرنا۔

چکڑالوی کے یہ اعتراضات اسکے عبارات سے ہمنے نقل کردی ہین۔ تو اب اسپر وہ فتوائے تکفیر وتبدیع جو علماء وقت نے اسپر لگایا ہے۔ اقبالی ڈگری ہے۔ لہذا اب ہم اس فتوے کی تائید مین دوسرے علماء کے فتاوے جو من بعد موصول ہوئے ہین نقل کرتے ہین۔

فتاوے علماء پشاور و اطراف آن

حامدًا و مصلیًا یقول الراجی عفو ربه الکریم المفتی عبد الرحیم البشاوری ان قائل هذه الکلمات المذکورة فی صفحه ۴۲ من اشاعة السنة للمولوی محمد حسین البٹالوی کافر صریح لاشك فی کفره۔ اذ هذه الکلمات مخالفة عن عقائد السلف والخلف رحمهم الله ۱۲

ترجمہ معافی رب کریم کا امیدوار مفتی عبد الرحیم پشاوری کہتا ہے کہ ان کلمات کا جو صفحہ ۴۲ مین رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ جلد ۱۹ سے منقول ہین کافر اور بدعتی ہے۔ اسکے کفر مین کوئی شک نہین کیونکہ یہ کلمات عقائد سلف و خلف سے مخالف ہین۔

حررہ العبد الاثیم المفتی عبد الرحیم عفا عنه ربه الکریم فی تاریخ ۱۵ من جمادی الثانیه

من اهان الحدیث النبوی صلی الله علیه وسلم او قال لم یطلع علی ما هو من ضروریات الدین فقد کفر لاشك فی کفره واحادیث الصحاح حق آمنا بها کما آمنا بالقرآن المجید ما قال علماؤنا فی حق الچکڑالوی فهو حق وهم علی الصواب فی هذا الامر جزاهم الله خیرا الراقم المفتی مسعود خلف المفتی برکت الله۔

ترجمہ جو شخص حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت کرے اور یہ کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان ضروریات دین کی خبر نہ تھی (جو اس شخص کو سوجھی ہین) وہ بلاشک کافر ہے۔ اور احادیث صحاح حق ہین ہم انپر ایمان لا چکے ہین جیسا کہ قرآن مجید پر ایمان لائے ہین اور جو ہمارے علماء اہلسنت نے چکڑالوی کے حق مین کہا ہے (کہ وہ کافر ہے) وہ درست ہے۔ اسکو کافر کہنے مین علماء راستی پر ہین۔

لا یخفی علی من له رائحة من الاسلام ان الانکار عن وجوب اتباع النبی صلی الله علیه وآله

ترجمہ جس شخص کو اسلام کی بو بھی پہنچی ہو اسپر یہ بات مخفی نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

واصحابہ وسلم لیس الا انکار عن قولہ تعالیٰ وما اتٰکم
الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتہوا الایۃ وایضا
یلزم منہ تکذیب قولہ تعالیٰ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ
ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ
المشرکون فمن اعتقد الاعتقادات الباطلۃ
المشتملۃ علی توھین الانبیاء خصوصا علیٰ
تخفیف سیدنا خاتم النبیین سید المرسلین
المؤید بالحجج والبینات الذی یجب اتباعہ علیٰ
کافۃ الانام من الخواص والعوام کما ھو
المستفاد من قولہ تعالیٰ الذین یتبعون النبی
الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی
التورات والانجیل الایۃ کما ھی منقولۃ
عن عبد اللہ الچکڑالوی فی صفحہ ۱۴۲ -
لاشک فی کفرہ وکفر من سلک مسلکہ واعتقد
معتقداتہ ھذا ما وجب علیّ وعلی اللہ
فلیتوکل المؤمنون -

پیروی واجب ہے اس پیروی سے انکار خدا تعالیٰ
کے اس قول کو ماننے سے انکار ہے - جسمین ارشاد
ہے کہ رسول تمکو جو حکم دے وہ لے لو جس سے
روکے رک جاؤ - اور نیز آنحضرت کی پیروی واجب
ہونے سے انکار اس قول خداوندی کو جھوٹا کہنا ہی
جسمین ارشاد ہے کہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت کو ہدایت
اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ اسکو سب دینون
پر غالب کرے اگرچہ مشرکین اس سے ناخوش ہون پس
جو شخص ایسے باطل اعتقادات رکھے جنمین تمام انبیا
خصوصاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (جو
روشن دلائل وگواہیون سے خدا کی طرف سے مؤید
اور انکی پیروی تمام مخلوق پر واجب ہے جیسا کہ اس
آیت سے ثابت ہوتا ہے جسمین حق تعالیٰ نے
مومنون کی تعریف کی ہو کہ وہ نبی امی کی پیروی کرتے
ہین جسکو توریت وانجیل مین لکھا ہوا پاتے ہین)
توہین پائی جاتی ہے جیسا کہ چکڑالوی سے بصفحہ ۱۴۲
نمبر ۷ جلد ۱۹ رسالہ اشاعۃ السنۃ منقول ہین - اسکے کافر ہونے مین کوئی شک نہین - ایسا ہی
اس شخص کے کفر مین شک نہین جو اسکی چال چلے اور اسکے اعتقادات کا معتقد ہو

کریما کرم کن بسید جلال
ساکن تھانہ ماڑی پشاور

الراقم :-
خادم العلماء خاکسار مولوی محمد نور
امام ومدرس مسجد قاسم علیخان شہر پشاور

هذا هو الحق ولنعم ما قال المجيب ان الجكڑالوی کافر

ترجمہ:- مجیب نے خوب کہا ہے کہ چکڑالوی کافر ہے۔

قاضی احمد ساکن قریہ لنڈی

ايها الجكڑالوی لعنة الله عليك وعلى اتباعك عليك بشد الزنار والجلوس فی كناسة الكفار۔

ترجمہ اے چکڑالوی تجھپر اور تیرے پیروان پر خدا کی لعنت ہے، تو نے رسول اللہ کی پیروی کا انکار کیا ہے تو تجھکو چاہیئے کہ اب تو زنار پہن لے اور کسی ٹھاکر دوارہ میں جا بیٹھ۔

محمد شاکر الله

اعتقادات الجكڑالوی مخالف لكافة الانام من اهل الاسلام وسوء اعتقاده فی حق الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين وهجوه الصريح فی حق خاتم النبيين من الكفر الصريح اعاذنا الله منه امين لقوله تعالى ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا والقول السابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم ورضوا عنه الاية

چکڑالوی کے اعتقادات تمام اہل اسلام کے مخالف ہین اور اسکا اصحاب نبوی کی نسبت بد اعتقاد ہونا اور آنحضرت خاتم النبیین کی ہجو کرنا کھلا کفر ہے خدا تعالی ہمکو اس سے بچا دے۔ اسپر دلیل یہ قول خداوندی ہے جسمین ارشاد ہے جو شخص رسول اللہ کی مخالفت کرے اسکے بعد کہ اسکو آنحضرت کی راہ ہدایت معلوم ہو جائے اور وہ مومنون کی راہ کے سوا اور راہ چلے اسکو ہم ادہر ہی پہیر دینگے جدہر وہ پہر تا ہے اور اسکو جہنم میں داخل کرینگے۔ اور وہ بری پہرنیکی جگہ ہے اور یہ قول خداوندی جسمین خدا تعالی نے اصحاب کی تعریف فرمائی ہے کہ وہ پہلا ایمان مین اگاڑی بڑہنے والے ہین اللہ تعالی انسے راضی ہوا اور وہ خدا تعالی سے راضی ہووے۔

العبد

محمد خانپوری

لاشك ان هذا الشخص الذی ذكرت عقائده

ترجمہ اسمین شک نہین کہ یہ شخص جسکے اقوال و عقائد اوپر ق

واقوالہ فی ہذہ الاوراق التی بلغتنا من یاھم
الذین وراۃ الملحدین زاعمی جناب المولوی
محمد حسین ضالٌ مُضلٌ متبعُ غیر
سبیل المؤمنین و السلف الصالحین ھداہُ
اللہُ الی صراط المستقیم۔

ہین منقول ہین مولوی محمد حسین صاحب سے ہم کو
پہنچے ہین گمراہ ہے اورون کو گمراہ کرنے والا
مومنین کے راستہ سے اور سلف صالحین کے خلاف
چلنے والا خدا اسکو سیدہی راہ چلاوے

کتبہ عبد الرحمن مجاز الراجی الی الحنان المنان حافظ محمد رمضان

فتوے مدرسہ احمدیہ آرہ ضلع شاہ آباد بنگال (نمبری ۷۸۰)

ایسا شخص جسکے ہذیانات مندرجہ استفتا (منقولہ اشاعۃ السنتہ نمبر ۷ جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۹ تا صفحہ ۲۱۱) ہین اسکی صریح کافر ہونے مین (اگر خلل دماغی نہین رکھتا ورنہ اسکے یہ ہذیانات ہنوع شبہ مین بلکہ عناداً ہین) کچھ بھی شبہہ نہین ہے۔ اور اسکے اقوال و مسائل مندرجہ استفتا مذکور نہ مذہب اہل سنت کے اقوال و مسائل ہین و نہ مذہب اسلام کے بلکہ محض ہذیانات وکفریہ و بدعیہ مسائل ہین۔ سوالات خمسہ منجانب مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب کے جوابات منجانب چکڑالوی منقولہ اشاعۃ السنتہ نمبر ۵ جلد ۱۹ صفحات صاف شہادت دے رہے ہین کہ شخص مذکور ضرور خلل دماغی رکھتا ہے۔ یعنے اسکو ایک سخت قسم کا مالیخولیا ہوگیا ہے ورنہ کوئی مسلمان سلیم الدماغ سوالات مذکورہ کے ایسے جوابات کبھی نہین لکھ سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ محمد عبد اللہ الغازیپوری ۱۰ رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۰ھ

فتوے سرہند پنجاب

استفتاء

علمائے دین اساطین شرع متین سے سوال ہے الخ (مندرجہ اشاعۃ السنتہ نمبر ۷ جلد ۱۹ بابت سنہ ۱۳۲۰ھ مطابق سنہ ۱۹۰۲ع)

الجواب واللہ الموفق الملھم للحق والصواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ الکٰفرون والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ وورّاثہ ونوابہ وعلینا معھم اجمعین الی یوم الدین اما بعد واضح ہو کہ میری تحقیق مین یہ شخص مثل مرزا غلام احمد قادیانی اشد المرتدین عجیب کافر منافق لاثانی ہے۔ (فتوے علماء پنجاب ہندوستان بحق مرزا غلام احمد ساکن قادیان)

اسکا قول کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فداہ ابی وامی) محض مثل چھٹی رسان۔ یا نڈکوری کے تھے اسکے کفر پر دلیل روشن اور خلاف نص صریح فلا وربك لا یؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما کے ہے۔ اس آیت کریمہ مین عام احکام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور فرمانبرداری فرض بیان فرمائی گئی ہے۔ خواہ بذریعہ وحی جلی (قرآن) ہون خواہ بذریعہ وحی خفی (حدیث) نیز اس آیت سے بخوبی ثابت ہوا کہ آنحضرت حکم عادل تھے۔ پس بحکم سچ وہ ہے جو سر پر چڑھ کے بولے۔ یہ شخص اپنے منہ (بنص قرآنی جسکا اپنے آپ کو قائل بتاتا ہے) کافر و مرتد زندیق بنا۔ مین کہتا ہون کہ اگر نقل کفر کفر نباشد آنحضرت محض مثل نڈکوری تحصیل یا چھٹی رسان کے تھے تو اس پروانہ (قرآن) کے جبلا کو کھولکر معانی سمجھانے والا کون ہے شاید (یقیناً حسب اقوال سرسید و مرزا و چکڑالوی) نیچریون کی جانب سے سرسید و مرزائیون کیجانب سے مرزا و چکڑالویون کی جانب سے چکڑالوی اسکا جواب ملیگا۔

یہ کلمات جو آنحضرت ؐ کی شان مبارک مین چکڑالوی نے اپنے منہ سے نکالے ہین اعلے درجہ کی بے ادبی گستاخی۔ بلکہ سب وشتم کا حکم رکھتے ہین۔ قاضی عیاض صاحب شفا فرماتے ہین اعلم وفقنا اللہ وایاکم ان جمیع من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او عابہ او الحق بہ نقصا فی نفسہ او دینہ او نسبہ او خصلۃ من خصالہ او عرض بہ او شبہہ بشیء علی طریق السب لہ او الازراء علیہ

---

۱ تیرے رب کی دینے اپنے اقسم ہے یہ لوگ کبھی مسلمان نہونگے جبتک ان باتون مین جنمین اختلاف کرین تجھکو اپنا حاکم نہ بنا دین پھر اس فیصلے سے جو تو کرے اپنے دلون مین تنگی نہ پا دین اور دل سے نہ مان لین (دھلی)

۲ یعنے ان لوگون کو جو قرآن کی ایسی باتین دجو صرف زبانی عبارت جانتے سو نہین کھلتی) نہ جانتے۔ جیسے حقیقت نماز و مقدار زکوٰۃ وغیرہ چنانچہ تفسیر عزیزی سے بصفحہ ۲۱۳ نمبر ۷ جلد ۱۹ منقول ہوا ہے (عقلی)

۳ جو شخص آنحضرت کو گالی دے یا آپ پر کوئی عیب لگا دے یا کسی قسم کا نقصان آپ کی ذات مین یا دین مین یا نسب مین یا آپکی خصلت مین بیان کرے یا اسکا اشارہ کرے یا کسی چیز سے بطور دشنام وتحقارت۔

او التصغیر لشانہ او الغض منہ او العیب لہ فہو ساب والحکم فیہ حکم الساب یقتل کما نبینہ انشاء اللہ تعالیٰ (شفا) اور فرمایا قال محمد بن سحنون اجمع العلماء ان شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم و المتنقص لہ کافر والوعید جار علیہ بعذاب اللہ وحکمہ عند الامۃ القتل ومن شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر (شفا) اور فرمایا ومن روایۃ ابی المصعب و ابن ابی اویس سمعنا مالکا یقول من سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او شتمہ او عابہ او تنقصہ قتل مسلما کان او کافرا (شفا) اور فرمایا قال ابن عتاب الکتاب والسنۃ موجبان ان من قصد النبی صلی اللہ علیہ وسلم باذی او نقص معرضا او مصرحا وان قل فقتلہ واجب (الی) وکذلک اقول حکم من غمضہ او عیرہ برعایۃ الغنم او السہو والنسیان الخ (شفا) اسجگہ اگر کوئی یہ سوال جواب طلب پیش کرے کہ یہ احکامات اس شخص کے واسطے ہین جو قصدًا وعمدًا بہ نیت توہین وتحقیر وتنقیص یہ کلمات کہے۔ اور اگرچہ ان کلمات کا کہنا اہلسنت کے نزدیک کفر ہے۔ مگر جگڑالوی تو بہ نیت توہین وتنقیص وتحقیر ان کلمات کو زبان پر نہین لاتا اور نہ یہ امور اسکا غایت المرام ہے بلکہ بخیال خام خویش ایک امر واقعہ کا جو جہالت و سفاہت سے اوسکے ذہن نشین ہو چکا ہے اظہار کرتا ہے اور نفاق کا اصل علم خدا کو ہے تو اوسکے جواب مین قاضی القضاۃ صدر الصدور حضرت قاضی عیاض فرماتے ہین۔ تقدم الکلام فی قتل القاصد لسبہ علیہ الصلوٰۃ والسلام والازراء بہ وغمضہ بای وجہ کان من ممکن او محال فہذا وجہ بین لا اشکال

آپ کو تشبیہ دے یا کسی فعل کو جو انہوں نے کیا ہو برا کہے یا عیب لگاوے وہ دشنام دہندہ ہے اور اسکا حکم وہی قتل ہے جو گالی دینے والے کا حکم ہے جسکو ہم تفصیل بیان کرینگے۔ ملہ محمد بن سحنون نے کہا ہے کہ علماء اسلام کا اسپر اجماع و اتفاق ہے کہ آنحضرت کو گالی دینے والے اور آپکی شان گھٹانیوالا کافر ہے اور اسپر وعید عذاب الٰہی جاری ہوگا اور امت کے نزدیک اسکا حکم قتل ہے جو شخص ایسے کا فر یا معذب ہونے مین شک کرے وہ بھی کافر ہے ملہ ابو مصعب ابن ابی اویس سے روایت ہے کہ ہمنے امام مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص رسول اللہ کو گالی دے یا عیب لگاوے یا آپکے شان گھٹاوے وہ کافر ہے قتل کیا جاوے۔ وہ مسلمان کہلا وے خواہ کافر ہو ملہ ابن عتاب نے کہا ہے کہ کتاب اللہ اور سنت (حدیث) دونو ثابت کرتی ہین کہ جو شخص آنحضرت کو ایذا رسانی کی نیت کرے یا آپ کی شان گھٹا وے اشارۃً یا صراحۃً کم ہی کیون نہو تو اسکو قتل کرنا واجب ہے یہانتک کہا کہ ایسا ہی حکم اس شخص کا جو آپ کی عیب گیری کرے یا آپ کو بکریون کے چرانے ہونے یا سہو و نسیان کی تہمت سے عار دلاوے ۱۲ ملہ یہ کلام پہلے گذر چکا ہے کہ جو شخص آنحضرت کو گالی دے یا تحقیر کرے یا کسی وجہ سے ممکن ہو یا محال عیب گیری کرنیکا قصد کرے وہ قتل کیا جاوے اسکی وجہ ظاہر ہے

فٹ نوٹ ۔ یہ حکم لائق تعمیل عام لوگون کے نہین ہے اور نہ سلطنت انگلشیہ اسکے اجرا کا محل ہے اسلامی سلطنت اسکے اجرا کا محل ہے اور وہی اسلامی حکومت اسکی تعمیل کا حق رکھتی ہے عام مسلمانون کو نہین پہنچتا کہ وہ رسول اللہ کے گالی دینے والے کو بلا حکم حاکم وقت قتل کردین۔ اور پھر خود اسکے بدلے پھانسی پاوین ایسا کرنے سے وہ آیت ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ کا خلاف کرینگے اور گناہگار ہونگے۔ (ایڈیٹر)

بقیہ ترجمہ صفحہ ۲۹۹

بقیہ ترجمہ صفحہ آئندہ ۵

نیز الوجہ الثانی لاحق بہ فی البیان والجلاء وھو ان یکون القائل لما قال فی جہتہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر قاصد للسب والازراء ولا معتقد لہ ولکنہ تکلم فی جہتہ صلی اللہ علیہ وسلم بکلمۃ الکفر من لعنہ او سبہ او تکذیبہ او اضافۃ مالا یجوز علیہ او نفی ما یجب لہ مما ھو فی حقہ علیہ الصلوۃ والسلام نقیصۃ مثل ان ینسب الیہ اتیان کبیرۃ او مداھنۃ فی تبلیغ الرسالۃ او فی حکم بین الناس او یغض من مرتبتہ او شرف نسبہ او وفور علمہ او زھدہ او یکذب لما اشتھر من امور اخبر بھا علیہ الصلوۃ والسلام وتواتر الخبر بھا عنہ عن قصد لرد خبرہ او یاتی بسفہ من القول او قبیح من الکلام ونوع من السب فی جہتہ وان ظھر بدلیل حالہ انہ لم یعمد ذمہ ولم یقصد سبہ اما بجھالۃ حملتہ علی ما قالہ - او لضجر او سکر اضطرہ الیہ او قلۃ مراقبۃ وضبط للسانہ او عجرفۃ و تھور فی کلامہ فحکم ھذا الوجہ حکم الوجہ الاول القتل دون تلعثم اذ لا یعذر احد فی الکفر بالجھالۃ ولا بدعوی زلل اللسان ولا بشئ مما ذکرناہ اذا کان عقلہ فی فطرتہ سلیما الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان وبھذا افتی الاندلسیون علی ابن حاتم فی نفیہ الزھد عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذی قدمناہ خلاصہ اسکا یہ ہے کہ ہر طرح تحقیر سے

ایک صورت توہین اور ہے جو اس پہلی صورت سے ملتی ہے وہ یہ کہ آنحضرت کو حق میں برا کہنے والا نیت دشنام وتحقیر توہین نہ رکھتا ہو وہ ایسے کلمات دشنام ولعنت وتکذیب وغیرہ جو آنحضرت کے حق میں کہنے جائز نہوں جیسے آنحضرت کو گناہ کبیرہ کا مرتکب کہنا یا آنحضرت کو تبلیغ رسالت میں مداہن (سستی کرنیوالا) قرار دینا یا آنحضرت کے علم وزہد کی نفی کرنا یا اس حدیث کو جو آنحضرت سے تواتر منقول ہو رد کرنا (جیسا کہ چکڑالوی کرتا اور کہتا ہے کہ حدیث مخالف قرآن متواترہ بھی ہو تو میں نہ مانونگا) جہالت سے یا بے سوچے اٹکل سے بولتا ہے اسکا حکم بھی یہی قتل ہے اور اسکی جہالت عذر نہیں۔ اگر اسکی عقل وحواس درست ہیں - اسی کے مطابق علماء اندلس نے ابن حاتم پر فتوے کفر لگایا تھا - جبکہ اسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زہد کو مٹایا تھا -

بنظر فٹ نوٹ :- اس حکم قتل کے متعلق صفحہ ۳ کا فٹ نوٹ پڑھو - عام لوگوں کو حکم نہیں ہوا حکام اسلام کو حکم ہے -

آنجناب کو یاد کرنیوالا مرتد و زندیق ہے خواہ قصداً و عمداً ہو خواہ سفاہتہً وجہالتہً کیونکہ کافر کا کفر مین عذر جہالت مقبول نہین ہاہے۔

(۲) اور اسکا یہ قول کہ کوئی حدیث لائق اعتبار نہین ہے سراپا لغو جیسا ارتداد ہی ہر ملحد زندیق مبتدع کے لئے پہلا زینہ انکار حدیث ہی۔ کیونکہ بلا اسکے وہ اپنی خود غرضی مین بہت کم کامیاب ہو سکتے ہیں

(۳) اور حدیث بھی مثل قرآن ہے اور وحی خفی ہے جیسا کہ مجیب نے ثابت کیا ہے جزاہم اللہ خیر الجزاء۔ ایک روایت مین ہے۔ کتب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بتعلم السنۃ والفرائض واللحن ای اللغۃ وقال ان ناسا یجادلونکم یعنے بالقران فخذوھم بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بکتاب اللہ (شفا ۱۹۴)

(۴) اور اسکا اہلسنت یعنے اہل حدیث حاملین حدیث یعنے جہابذہ محدثین مثل بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی وغیرہم کو جو مصداق ارشاد مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاھلین ولا تزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی یوم القیامۃ کے ہین بُرا اور بے اعتبار اور اہل حدیث کہلوا نیکو کفر کہنا انوکھی بات نہین۔ بلکہ اہل الحاد و زنادقہ کا طبقہ بعد طبقہ یہ شیوہ چلا آتا ہے چنانچہ مفتاح الہدایت ترجمہ عوارف شیخ الشیوخ مین ہے۔ شریعت محمدی و ملت احمدی طریقے مستقیم وجادۂ مسلوکست خاتم المرسلین و امین رب العالمین با چندے ہزار افواج امت از اولیا و اصفیاء و شہدا و صلحا بران جادہ رفتہ اند و اثرا از خار و خاشاک و تشکوک و شبہات رُفتہ اعلام و منازل آن معین و مبین کردہ از ہر قدمے نشانے باز دادہ و در ہر منزلے نُزلے نہادہ و دفع قطاع

حضرت عمر بن خطاب نے تحریری حکم دیا تھا کہ لوگ حدیث اور فرائض اور علم لغت سیکھین اور فرمایا کہ لوگ قرآن شریف کی آڑ میں غلط معنے نکالکر تم سے جھگڑا کرینگے۔ تم انکو احادیث کی فیصلے پیش کرکے پکڑو اور یہ کہو کہ جو معانی قرآن رسول اللہ نے کئے ہین۔ وہی معنی قرآن کے صحیح ہونگے۔ ؎ اس علم کو عادل پیرو ان سلف اخذ کرینگے جو زیادتی کرنیوالون کی تحریف اور جاہلون کی تاویل کو ہٹائینگے۔ میری امت سے ایک جماعت (اہلحدیث) قیامت تک غالب رہے گی۔

الطریق را بدرقہ ہمت بہمراہی فرستادہ اگر مہوسے مبتدع دعوے کند کہ طریق مستقیم نہ اینست
وخلق را بطریقے دیگر دعوت کند نزدیک عقلا باید کہ قول او مسموع و مقبول نباشد و نصرت دین
حق را دفع او از جملہ فرائض و لوازم بود و اہل بدعت و ضلالت طائفہ باشند کہ خود را در لباس اسلام
بتلبیس ظاہر گردانند و کفر و عداوت اسلام در باطن پوشیدہ دارند۔ و با اہل اسلام بظاہر در آمیزند
و خود را در ہیأت علماء محقق و حکماء مدقق بخلق نمایند و مردم را تلقین حجج و براہین قدم عالم و انکار
حشر و نشر کنند و علماء و مشائخ اسلام را دشمن دارند و پیوستہ بتقبیح صورت حال ایشان کنند چہ
بنور علم ایشان عورات و سوآت این طائفہ مکشوف گردد و علماء ربانی نجوم آسمان شریعت اند
ہموارہ آنرا از تصرف شیاطین الانس محفوظ دارند انفاس نوازہی ایشان بمثابت شہب ثواقب
پیوستہ مسترقان و مختطفان اسرار شریعت را اعنی مردہ شیاطین انسی رجم و قذف میکنند و
ایشان را از ہر جانب پراگندہ و بیقرار میدارند و شر تکیدۂ ایشان از خلق دفع مینمایند و این طائفہ
ہر کجا مجال تصرف یابند خلق را از صحبت علماء و تقرب بدیشان متنفر کنند و در نفوس مستعدان
تصرفات شیطانی و تخریب قواعد ایمانی با فساد عقائد و خلع ربقہ اسلام از رقبہا نام اعزاز نہند
و دلہا سادہ پاک را از طہارت فطرت بگردانند و خود را در پس سپر اسلام بپوشانند۔ و نیز اغواء
اضلال بر ہدف دین و ملت راست کنند و پنہان از نظر مردم را بضلالت و ہلاک خوانند انہ
یریکم ہو و قبیلہ من حیث لا ترونہم این جماعت اند اعداء دین و اخوان شیاطین جہال
آئین۔ و ضال مضلین در حدیث صحیح ست کہ ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ
من الناس و لکن یقبض العلم بقبض العلماء فاذا لم یبق عالم اتخذ الناس رؤسا
جہالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا و اضلوا ہیچ عبادت در حضرت رب العالمین چندان وقعتے

اللہ تعالی علم لوگونکے سینون سے نکالکر علم کو نہ اٹھائیگا بلکہ علما کی جان نکالکر علم کو قبض کریگا۔ پہر جب کوئی
عالم باقی نہ رہیگا۔ لوگ جاہلون کو سردار بنا لینگے۔ انسے لوگ مسئلہ پوچھینگے۔ تو وہ بدون علم فتوے
دینگے۔ خود گمراہ ہونگے اور لوگون کو گمراہ کرینگے۔

نداردگر دفع اینجماعت و رفع اساس بدعت و زندقہ ایشان و نصرت دین نبوی و ملت مصطفوی۔ و اہل الفیا دو طائفہ اند اہل قدرت و اہل علم اہل قدرت بطریق قتل و صلب بانکال و عقوبت یا نفی و ابعاد و اہل علم بکشف عوار و اظہار زندقہ و الحاد ایشان و ہر کہ بر یکے ازین دو طریق قدرت دارد بدان مامور بود و بایشان آن احور و بتبرک ماخوذ امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ و السلام گفتہ سیخرج[لہ] فی اخر الزمان قوم یتکلمون بکلام لا یعرفہ اہل الاسلام ویدعون الناس الی کلامہم فمن لقیہم فلیقاتل فان قتلہم اجر عظیم عند اللہ عز و جل انتہی صفحہ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ اگرچہ ہر ملحد زندیق اس عبارت مبارک کا مصداق ہے۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی اور غلام نبی عرف عبداللہ چکڑالوی کا تو یہ نہایت صاف اور بے عیب فوٹو ہے اور اس حق مین جن نمبر دن پر اُن دونون نے سارٹیفکیٹ (سند) حاصل کیا ہے اوسکی نظیر ملنی محال۔ ناممکن ہے۔ چنانچہ ان کے اقوال اس امر مین شاہد ہین۔ پس با این ہمہ انکے کفر و ارتداد مین کیا شک شبہ رہگیا سانواع بارک سادمین ہے ؎ دینی علم یا عالمان کرے اہانت کو ہ یا کرے اہانت شرعدی اوہ بھی کافر ہو[۲] اور اہلحدیث یا اصحاب حدیث اہل حق و سنت کا قدیمی اور ماثور نام ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہین۔ واعلم ان لاہل البدع علامات یعرفون بہا فعلامۃ اہل البدعۃ الوقیعۃ فی اہل الاثر و علامۃ الزنادقۃ تسمیتہم اہل الاثر بحبرۃ الحشویۃ و یریدون ابطال الاثار و علامۃ القدریۃ تسمیتہم اہل الاثر مجبرۃ و علامۃ الجہمیۃ تسمیتہم اہل السنۃ مشبہۃ و علامۃ الرافضۃ تسمیتہم اہل الاثر ناصبۃ و کل ذلک عصبۃ و غیاظ

[لہ] آخری زمانہ مین لوگ ایسی باتین کہین گے جنکو اہل اسلام نہ پہچانینگے (جیسا کہ اسوقت چکڑالوی کہہ رہا ہے) وہ لوگون کو اپنی باتون کیطرف بلائین گے جو شخص انکو ملے وہ اونکو قتل کرے[*]۔ انکے قتل مین بڑا ثواب ہے ۱۲ [سلہ] اہل بدعت کی چند علامات ہین جنسے وہ پہچانے جاتے ہین۔ بدعتیون کی علامت یہ ہی کہ وہ اہلحدیث کو برا کہتے ہین۔ زندیقون (چھپے مرتدون) کی علامت یہ ہے کہ وہ اہلحدیث کو حشویہ کہتے ہین۔ جبسے انکا مقصود یہ ہے کہ حدیث و آثار بیث جادین اور قدریہ کی علامت یہ ہی کہ وہ اہل سنت کو جبریہ کہتے ہین۔ اور جہمیہ کی علامت یہ ہے کہ وہ اہلسنت کو مشبہہ کہتے ہین۔ رافضیون کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل سنت کو خارجی کہتے ہین یہ سب انکا تعصب اور غصہ بحق اہلسنت ہے ۱۲

[*] فٹ نوٹ:۔ اس حکم قتل کے متعلق حاشیہ ۳ کا فٹ نوٹ پڑھو۔ یہ عام لوگون کو حکم نہین ہوا حکام اسلام کو حکم ہے ۱۲

لاهل السنة ولا اسم لهم الا اسم واحد وهو اصحاب الحديث ولا يلتصق بهم ما لقبوهم اهل البدع كما لم يلتصق بالنبي صلى الله عليه وسلم بتسمية كفار مكة ساحرا و شاعرا ومجنونا ومفتونا وكاهنا انتهى (غنيه صفحہ ۱۹۰) تواہل الاثر لے اہل الحدیث وترجمہ مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی مرحوم

(۵) اور ان مسائل مین کہ جنکو کفریات کہتا ہے حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنانا مخالف اجماع امت محمدیہ وحدیث لا تجتمع امتی علی الضلالہ ہو کر کھلم کھلا کافر ہو گیا - اور اسکا مسائل مندرجہ استفتا کو بزعم خود قرآن سے نکالنا داخل وعید شدید من فسر القرآن برایہ الحدیث ہے - اور عرش کو قدیم کہنا - اور آنحضرت صلعم کی عصمت سے انکاری ہونا اور آنحضرت کی جناب مین فہم قرآن اور احکام معراج مین غلطی کہانیکا اقرار کرنا ایسا کفر ہے کہ اس سے بڑا اور کوئی نہین ہو سکتا صاحب شفا فرماتے ہین - واعلم ان الامة مجمعة على عصمة النبي صلى الله عليه وسلم من الشيطان وكفايته منه لا في جسمه بانواع الاذى ولا على خاطره بالوساوس وقد اخبرنا القاضي الحافظ ابو علي رحمه الله تعالى قال انا ابو الفضل بن خيرون العدل حدثنا ابو بكر البرقاني وغيره نا ابو الحسن الدارقطني نا اسمعيل الصفار نا عباس الترقفي نا محمد بن يوسف نا سفيان عن منصور عن سالم ابن ابي جعد عن مسروق عن عبد الله بن مسعود رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ما منكم من احد الا وكل الله به قرينه من الجن

اور اہلحدیث کا صرف یہی ایک نام اہلحدیث ہے - اور جو لقب انکو اہل بدعت دیتے ہین وہ انکا لقب نہین ہو جاتا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار مکہ نے ساحر شاعر مجنون کہا تو وہ آنحضرت کا لقب نہوا

امت محمدیہ کا اجماع واتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیطان سے محفوظ ومعصوم ہین اسنے آپکے جسم پر اثر کیا نہ دل مین وسواس ڈالا - ہمکو باسند ابن مسعود سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہین جسکے ساتھ ایک ہم نشین فرشتہ اور ایک ہمنشین شیطان نہ لگایا گیا ہو -

باقی ترجمہ بصفحہ ۳۰۶

وقد نهيته عن الملئكة قالوا واياك يا رسول الله قال اياى ولكن الله تعالى اعانني عليه فاسلم زاد غيره عن منصور فلا يامرني الا بخير وعن عائشة رضي الله عنها بمعناه وروى فاسلم بضم الميم اى فاسلم انا منه الخ صفحه ۲۵ اور فرمايا واجمعت الامة فيما كان طريقه البلاغ انه معصوم فيه من الاخبار عن شيء منها بخلاف ما هو به لا قصدا ولا عمدا ولا سهوا ولا غلطا صفحه ۲۶ اور فرمايا هذا القول فيما طريقه البلاغ واما ما ليس سبيله سبيل البلاغ من الاخبار التي لا مستند لها الى الاحكام ولا اخبار المعاد ولا تضاف الى وحي بل في امور الدنيا واحوال نفسه فالذي يجب اعتقاده تنزيه النبي صلى الله عليه وسلم عن ان يقع خبره في شيء من ذلك بخلاف مخبره لا عمدا ولا سهوا ولا غلطا وانه معصوم من ذلك في حال رضاه وفي حال سخطه وجده ومزحه وصحته ومرضه ودليل ذلك اتفاق السلف واجماعهم عليه ذلك انا نعلم من دين الصحابة وعادتهم مبادرتهم الى تصديق جميع احواله والثقة بجميع اخباره في اي باب كانت وعن اي شيء وقعت وانه لم يكن لهم صفحه ۲۷ توقف ولا تردد في شيء منها ولا استثبات عن حاله عند ذلك هل وقع فيها سهو ام لا

لوگون نے عرض کیا کہ آپکا کیا حال ہے تو آپنے فرمایا میرے ساتھ بھی تھا مگر خدا کی مدد سے وہ میرے تابع ہوگیا ہے - وہ مجھے اچھی بات ہی کہتا ہے - امت محمدیہ کا اسپر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان امور مین جنکی تبلیغ کا آپ کو حکم تھا معصوم مین نہ قصداً آپ سے اسمین قصور ہوا نہ سہواً یہ قول ان احکام کے متعلق ہے جو تبلیغی طور پر آپ نے فرمائے تھے اور جو امور تبلیغی نہین دنیاوی ہین - انمین بھی آپ کے معصوم ہونے کا اعتقاد واجب ہے اسپر دلیل ہے کہ ہمکو اصحاب نبوی کی عادت معلوم ہے کہ وہ ہر ایک امر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرتے نہ تو کسی امر مین تردد توقف کرتے اور نہ یہ تحقیق ودریافت کرتے کہ آپ کو اس کام مین سہو یا غلطی ہوئی ہے یا نہین -

قسم دوم

بالجملہ عبارت مرقومہ صدر سے ثابت ہوا - کہ قائل ان اقوال کا بلاشک کافر مرتد- زندیق منافق ہے
تاوقتیکہ باعلان عام اپنا ان اقوال سے رجوع اور توبہ ظاہر نکرے کل اہل اسلام کو عموماً اور گروہ
باشکوہ اہلحدیث کو خصوصاً اسکی اتباع کی صحبت سے پرہیز لازمی امر ہے ؎ نخست موعظت
پیر دانش این سخن ست + کہ از مصاحب ناجنس احتراز کنید - اور حسب الحکم کتاب و سنت اجماع
امت اس سے برتاؤ اسلامی کرنا قطعاً حرام ہے - جیسے سلام مسنون کرنا اور دعوت مسنونہ
مین بلانا - اور اسکی نماز مین اقتدا کرنی اور اگر اپنی اقوال و عقاید پر مرجاوے تو اسکے جنازہ
کی نماز پڑھنی وغیرہ ذلک - واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب فقط الراقم راجی رحمت اللہ
الغفور الفقیر ابوالمنظور محمد عبدالحق کوٹلوی السرہندی بمقام سرہند مورخہ ۷ جمادی الآخر سنہ ۱۳۲۰ھ

فتوے علماء دہلی و کلکتہ وغیرہ

فتوے مطبوعہ نمبر ۷ جلد ۱۹ کی قلمی کاپی ماہ اگست سنہ ۱۹۰۲ء مین حضرت شہنشاہ شیخ کل مولانا سید
محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی قدس اللہ سرہ کی خدمت بابرکت مین بھیجی گئی تھی وہانسے
سے جواب تب آیا جبکہ رسالہ نمبر ۷ جلد ۱۹ شائع ہوچکا تھا - آپکے اور آپ کے دونون صاحبزادگان
نافلہ کی طرف سے اس فتوے کی پوری تصدیق باین الفاظ ہوئی تھی -

الجواب صحیح — سید محمد نذیر حسین

الجواب صحیح — سید محمد عبدالسلام

الجواب صحیح — سید محمد ابوالحسن

ھذا جواب صحیح — صفدر علی خفف اللہ اثقالہ — سید عبدالوہاب

انہی دلون کلکتہ سے مولوی عبدالجبار صاحب عمرپوری کا فتوے انکے بھائی مولوی ضیاء الرحمن صاحب
مالک و مدیر رسالہ ضیاء السنۃ نے ارسال کیا تھا اس فتوے مین سوالات متعلقہ چکڑالوی
مندرجہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ و ۷ کا انپر پانچ سوال اور بڑھا کر جداگانہ جواب لکھا ہے - اور بعض ان
امور کی وجہ سے چکڑالوی کو دائرہ اسلام سے خارج کیا ہے بعض کیوجہ سے دائرہ اہلسنت سے

خارج کیا ہے۔ ازانجا کہ وہ جواب طویل ہے۔ اور اب اس رسالہ مین پورے جواب نقل کرنیکی گنجایش نہین رہی۔ لہذا اس جواب کا مفتح و خاتمہ انہی کے الفاظ سے نقل کر کے ہکی مصدقہ مواہیرا و تحریرات علماء کو نقل کیا جاتا ہے۔

مفتح جواب

الجواب

امور مذکورہ سوال مین اکثر باتین اس قسم کی ہین کہ انکا قائل و مُقر اسلام سے خارج اور آیات احکام الٰہی کا منکر اور زندیق (چھپا مرتد) و ملحد ہے۔

خاتمہ جواب

خلاصہ جواب یہ کہ امور مذکورہ سوال کا جو شخص قائل ہو وہ مرزا قادیانی خیالی مسیح کا برادر خوردار نائب دجال ہے وہ دین کی تخریب اور گمراہی کو رواج دینا چاہتا ہے اور نصوص شرعیہ صریحہ کا منکر ہے ایسے شخص سے مسلمانون کی طرح ہرگز ارتباط و اختلاط نہ کرنا چاہیئے قال اللہ تعالیٰ لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ الخ ومن یتولھم منکم فانہ منھم شخص مذکور برملا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین و تحقیر کرتا ہے اور آپکو غلط فہم بتاتا ہے لہذا اسکو اسلام سے کوئی واسطہ نہین واللہ اعلم کتبہ محمد عبد الجبار عمرپوری۔

ما جید ونضد فی القرطاس فھو حری بان یوضع علی العین والرأس وانا العبد الضعیف الراجی الی اللہ ابو محمد المدعو بعبد اللہ غفر اللہ لہ [مہر ابو محمد عبد اللہ]

ھذا الجواب موافق للسنۃ والکتاب لا یعرض عنہ الا من کان معرضا عن السنۃ والکتاب ومن کان معرضا عن السنۃ والکتاب فلہ اشد العذاب فی یوم الحساب وانا خادم السنۃ والکتاب المکنی بابی تراب

رحیم بخش محدث مشتری عُفِیَ عنہ — المجیب مصیب ابو الیمان محمد سلیمان

جواب صحیح ہے از غم محمد ابراہیم — جواب صحیح ہے ابو سعید محمد اسحٰق (ذیا کوٹی اور لفظ نہین جاتا) — میرے نزدیک ایسا شخص ضرور مبتدع اور گمراہ ہے واللہ اعلم کتبہ محمد علی ابو المکارم غفر اللہ لو الدیہ

جو صاحب اصل اس فتوے اور فتوے علماء دہلی کو دیکھنا چاہے وہ لاہور میں منشی محمد اسحق صاحب پنشنر پوسٹ آفس کلرک کے پاس جا کر یا اسے منگوا کر ملاحظہ کریں۔

لاہور کے ایک مشہور اہل تشیع عالم کا فتوے

یہ فتوے صرف اہل تشیع کے اعلام و افہام کے لئے انہی کی فرمایش سے معہ انکے خط کے درج کیا جاتا ہے

جناب مولوی صاحب سلمہ الواہب عن المصائب مع الاقارب!

باد امیکہ باب السلام در روضہ اسلام مفتوح وایت شریفہ سلام قولاً من رب رحیم مرجع ہموارہ ازکافہ سکان و آفات محفوظ باشید داشاعۃ السنہ رازیارت کردم بابت کفر وضلالت چکڑالوی عجالۃ کلماتے نوشتم تا مردم دانستہ باشند کہ در طریقہ حضرات تشیع نیز چنین معتقد عقائد فاسدہ کافر میباشد طبع فرمایند تا بر حضرات امامیہ نیز حجت خدا اتمام شدہ باشد۔

من الاحقر سید علی حایری لاہوری

باسمہ سبحانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد عقائد فاسدہ کاسدہ غلام نبی چکڑالوی را دیدم اگرچہ در رسالہ شریفہ حجت شاھدہ* کہ بجواب خلافت راشدہ نوشتہ ام باجملہ متعلق وے تعریضے کردہ ام لیکن بجواب استفتا معروض ست کہ چنین شخص را نہ تنہا در حضرات اہلسنت یا حضرات اہلحدیث کافر گفتہ میشود بلکہ جمیع فرق ہفتاد و سہ گانہ اسلام چنین شخصے را کافر میدانند زیرا کہ عقائد باطلہ عاطلہ وے باجمیع فرق اسلامیہ مخالف میباشد البتہ اسلام و اسلامیان را عار و ننگ ست کہ چنین ضال و مضل را در ظل خود بگیرند انیست کہ حضرات اہل تشیع را نیز با دیگر فرق اسلامیہ در کفر و ضلالت و جہالت چکڑالوی مذکور اتفاق ست وے مخرب دین متین و مضل خلق رب العالمین و از اخوان الشیاطین ست عامہ اہل اسلام را لازم ست کہ از ضلالت و مزخرفات اخوان الشیاطین یعنے غلام نبی چکڑالوی و غلام احمد

* یہ رسالہ مؤلف نے میرے پاس بہیجا۔ مگر میری نظر سے ہنوز نہیں گذرا۔ بوقت فرصت ملاحظہ کیا جائیگا۔ اسمیں کوئی بات مخالف اعتقاد اہل سنت والجماعت نظر آئی تو بر مناسب ریمارک کیا جائیگا *

کاونی گریزان باشند انشاء اللہ تعالے اللھم احفظنا وجمیع المسلمین من النفس الامارۃ والضلالۃ بعد الھدی بحق محمد بدر الدجی الشموس الدین والدنیا من لا ھو مبارک حویلی

حررہ خادم الشریعۃ المطہرہ سید علی حائری لاہوری

ان فتاوے کی نقل اور اشاعت سے غرض و مقصود ناظرین پر مخفی نہوگا کہ چکڑالوی کا رسول و حدیث رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے انکار اب طشت از بام کا مصداق ہوگیا ہے اور اسپر فتوے کفر اقبالی ڈگری ہے لہذا اب خواص مسلمان کو چاہیے کہ آیندہ اس سے کسی فرعی یا اعتقادی اسلامی مسئلہ مین بحث نکرین اور اسکو مسلمان سمجھکر مخاطب بناوین۔ اور اگر کسی موقعہ مجبوری پر اس سے گفتگو کا اتفاق ہو تو اس طور پر گفتگو کرین جیسے ایک مخالف اسلام ہندو یا عیسائی یا دہریہ سے گفتگو کی جاتی ہے اور عوام کو چاہیے کہ اسکو صبیغ[1] سمجھکر اسکی صحبت سے بچین اور اسکے دام مین نہ آوین۔

اقبالی الزامون کے ثبوت سے چکڑالوی پر اقبالی ڈگری ہو چکی تو اسکے ذیل مین اسکے ان الزامات کا جن سے اسنے انکار کیا ہے شہادت سے ثبوت بہم پہنچاکر اس ثبوت کی نظر سے بھی اسکو اس ڈگری کا مستحق ہونا اور اس انکار مین اسکا جھوٹا ہونا ثابت کیا جاتا ہے وباللہ التوفیق پس واضح ہو کہ جن الزامات سے چکڑالوی نے انکار کیا ہے۔ اور انکی نسبت ص۲ رسالہ نمبر کہا ہے کہ وہ مجھپر محض افترا کیا۔ وہ چار ہین جو ص۳ مین رسالہ کی اسنے نقل کیے ہین۔

اول اسکا یہ دعوے ہے کہ مطالب معانی قرآن جو اسکی سمجھ مین آئے ہین وہ نہ صحابہ کو سوجھے تھے نہ تابعین مفسرین۔ محدثین۔ اور تمام سلف صالحین کو۔

۲- اسنے رسالہ کراہۃ التراویح مین صحابہ وغیرہ کو بدعتی و گمراہ و منافق قرار دیا ہے۔

۳:- اسکا مشن (مدعا) یہ ہے کہ لوگون کو اپنا پیرو بناوے۔

۴:- وہ صاف کہتا ہے کہ حدیث کے مطابق فتوے دینے والے سلف یا خلف فقہا۔ مجتہدین محدثین اور مفسرین سب کافر ہین۔ ہرچند ان الزامات سے چکڑالوی کا انکار فتوے علما

[1] صبیغ ایک مبتدع کا نام ہے جو حضرت عمرؓ کے وقت مین تھا اور وہ چکڑالوی کی طرح قرآن کی آیات مین کج بحثی کیا کرتا۔ حضرت عمرؓ نے اسکو تین دفعہ مارا اور توبہ کرائی اور ابو موسی اشعری کی طرف یہ حکم لکھا کہ کوئی مسلمان اسکے پاس نہ بیٹھے۔ یہ قصہ مسند

وقت کو ضرور نہیں پہنچا تا اور اسکے اثر کو نہیں گھٹاتا۔ اس فتوے تکفیر کی صحت و تاثیر کے لیئے چکڑالوی کا حدیث نبوی سے انکار کرنا اور اس انکار کا بڑے فخر سے تحریرات سابق ورسالہ حال مین اظہار کرنا اسکے کافر ہونے کے لیئے کافی ووافی سبب ہے خواہ ان الزامات اربعہ کا وہ اقرار کرے یا منکر ہو جائے۔ تاہم اسکی دروغگوئی ظاہر کرنی اور اس فتوے کی تاثیر و قوت کو زیادہ کرنے اور اقبالی ڈگری کے ذیل مین انکاری جرم کا شہادت سے ثبوت بہم پہنچا کر اسکو اس ڈگری کا مستحق ثابت کرنے کی غرض سے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ ان الزامات اربعہ سے اسکا بھی انکار کرنا دروغ محض ہے۔ اور ان امور اربعہ کا اقرار اسکی کلام سابق ورسالہ حال مین صاف موجود ہے یا ایسا ثابت و مفہوم ہے جیسے دو اور دو کا چار ہونا۔

الزام اول کا ثبوت ایک سوال کے جواب سے بآسانی ملتا ہے

ہم چکڑالوی سے پوچھتے ہین جو خیالات ومقالات جدیدہ تمنے تفسیر وغیرہ تحریرات سابقہ و حال مین ظاہر کیئے ہین (مثلاً حدیث نبوی سے جو احکام قرآن کی تشریح کرے یا انپر زیادتی کرتی ہو سے انکار یا نسخ بعض احکام قرآن و تورات وانجیل سے انکار یا شفاعت انبیاء سے انکار یا اموات کو وصول ثواب صدقہ سے انکار یا اس امر کا اظہار کہ معراج مین پانچ ہی نمازین فرض ہوئی تہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلطی سے انکو پچاس سمجھا اور بار بار خداتعالے سے تخفیف کا سوال کیا۔ ان خیالات ومقالات کا کوئی صحابی یا کوئی تابعی اور اہل سنت والجماعت سے کوئی امام کوئی مجتہد اور سلف صالحین سے کوئی مفسر کوئی محدث قائل ہے یا نہین۔ اگر کوئی قائل ہے تو کم سے کم ایک شخص کا نام بتلاوین اور الزام اول سے بری ہو جائین۔ اگر کسی کو قائل نہ بتاوین اور کسی ایک کا نام بھی نہ لے سکین تو پہر ان خیالات ومقالات کے ادعا و بیان واشاعت سے بجز اسکے تمہارا اور کیا دعوے مفہوم ہوتا ہے کہ جو ہم (خود بدولت) سمجھتے ہین وہ صحابہ و تابعین و سلف صالحین آئمہ مجتہدین و محدثین و مفسرین سے کوئی بھی نہین سمجھا۔ بلکہ دلی سچ بولو اور صاف طور پر اپنے مافی الضمیر کا اظہار

گرو تو تم یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ جو مطلب قرآن ہمنے سمجھا ہے وہ خدا تعالی بھی نہین سمجھا۔

ثبوت الزام دوم بھی ایک سوال کے جواب سے بآسانی ہوسکتا ہے

میان چکڑالوی۔ تمنے البیان الصریح لاثبات کراہتہ التراویح کے صہ۲۷ سطر ۴ صہ۲۶ سطر ۱۱ و ۱۲ صہ۳۹ سطر ۴ و صہ۴۲ سطر ۹۔۱۰ مین جماعت نماز تراویح کو بدعت ضلالت و خباثت و نجاست کہا ہے۔ اور صہ۴۴ سطر ۴ و ۹ مین نماز تراویح جماعت سے پڑہنے والے جماعت صحابہ کو جنکے امام ابی بن کعب تھے (چنانچہ صہ۱۹ سطر ۱ و ۹ مین تمہارا یہ اقرار موجود ہے) شرکش اور سرکش و کی نو مسلم جماعت کہا ہے۔ اور صہ۵۲ سطر ۱۰ و ۱۲ مین حضرت عمر کے وقت کے لوگون کو منافق بھی کہا ہے۔ ان مقامات مین ان الفاظ سے حضرت عمرؓ کے وقت مین با جماعت نماز تراویح پڑہنے والے صحابہ کو بدبختی اور منافق نہین کہا گیا۔ تو اس بدعت و خباثت و نجاست کے مرتکب اُسوقت اور کون لوگ تھے۔ اور حضرت ابی بن کعب انمین داخل تھے یا نہین۔ اس سرکش جماعت نماز تراویح پڑہنے پڑہانیوالے صحابہ کے سوا اور لوگ تھے تو اُنکے نام بتاوین ورنہ الزام دوم سے بری ہو جائین۔ اور اگر کسیکا نام نہ بتاوین اور ابی بن کعب پر اپنی اس چوٹ چلانے کو تسلیم کرین تو پھر کچھہ شرم کو کام مین لاکر انصاف سے کہین کہ اس الزام مین مینے کونسا بیس ملا دیا ہے۔

الزام سوم کا ثبوت بھی ایک سوال کے جواب سے صاف ملتا ہے

میان چکڑالوی۔ اپنے خیالات و مقالات جدیدہ کی اشاعت و اشتہار سے اگر تمہارا یہ مدعا نہین کہ لوگون کو اپنا پیرو بنا دین تو پھر کیا اس سے تمہارا یہ مدعا ہے کہ کوئی تمہاری پیروی نکرے۔ اور ان مقالات و خیالات کو باطل مردود سمجھکر لوگ اس سے کنارہ کش رہین۔ آپکے ایک دام افتادہ مالدار مگر مخلص اُمّی بے علم نے اسی غرض سے دس ہزار روپیہ کی جائداد کو وقف کیا ہے اور جب سے آپ مسجد چینیان والی سے کمال اعزاز کے ساتھ (جسکے مستحق تھے) نکالے گئے ہین اور کہین آپ کو پاؤن رکھنے اور بات کرنے کی جگہ نہین رہی۔ تب سے آپکے خیالات کی اشاعت کے واسطے اُسی شخص نے ایک نیا مکان خرید لیا ہے۔ کیا وہ بھی اسی غرض سے ہے کہ آپ کی

پیروی کوئی نکرے - اگر یہی غرض ہے تو بیشک آپ الزام سوم سے بری ہین - آپ اس غرض کا اظہار بذریعہ اشتہار کرین گے تو ہم آپکو اس الزام سوم سے بری کرینگے -

ثبوت الزام چہارم

اس الزام سے انکار تو چکڑالوی کی کمال درجہ کی جرات وبہادری ہے حدیث نبوی کو وحی الٰہی اور خدا کی طرف سے منزل (اتاری گئی) ہونے سے خارج کرکے اسکے مطابق کسی مسئلہ مین حکم کرنے والے شخص کو بلا استثنا (صحابہ وتابعین ائمہ مجتہدین ومحدثین وغیرہ سلف صالحین) اپنے صفحہ ۲۴ سطر ۸ مین کافر ظالم وفاسق کہدیا ہے - چنانچہ اصل عبارت آپکی ص۲۹ مین نقل ہوئی ہے - اور یہ بات نہ آپ پر مخفی ہے نہ کسی اور اہل علم واسلام پر مخفی کہ تمام صحابہ تمام تابعین محدثین تمام مجتہدین اور جملہ سلف صالحین حدیث نبوی کے مطابق ہر ایک مسئلہ مین جو بجز حدیث کہین نہ ملا ہو حکم کرتے چلے آئے ہین اس سے اسکے سوا اور کیا نتیجہ قطعی نکل سکتا ہے کہ وہ سب آپکے نزدیک کافر ظالم فاسق ہین - اور اگر اس حکم تکفیر سے صحابہ وتابعین سلف صالحین آپکے اعتقاد وخیال مین (جسکو آپ ابتک قلم وزبان پر نہین لائے بلکہ مجالس عام مین اسکے برخلاف انکو کافر کہتے ہین) مستثنے ہین تو آپ اسکا اظہار بذریعہ تحریر واشتہار کرین ہم بڑی خوشی سے اس الزام سے آپکو بری کرینگے - اور اعلان عام کرینگے کہ آپنے حدیث پر عمل کرنیوالے صحابہ وتابعین وسلف صالحین مجتہدین ومحدثین کو کافر کہنے سے رجوع فرمایا ہے الزامات اربعہ کے بشہادت ثابت ہوجانے سے فتوے تکفیر کی تائید پوری ہوگئی اور اس تائید سے یہ بات ثبوت کو پہنچی کہ وہ فتوے تکفیر وتبدیع جو چکڑالوی پر علماء وقت نے لگایا ہے - وہ اسپر اقبالی ڈگری ہونیکے علاوہ ایک واقعات ثابتہ کی شہادت پر مناسب اور منصفانہ حکم ہے وللہ الحمد-

خاتمہ مضمون

اس مضمون اقبالی ڈگری مین چکڑالوی کی ان عذرات کا جو وجوہات اور دلائل فتوے کے مقابلہ مین اسنے پیش کئے ہین - یا اُن آیات قرآنی کا جو اپنے انکار کی تائید وثبوت مین اُسنے پیش کی ہ

جواب دینا کچھ ضروری نہ تھا۔ کیونکہ فتوے دینے والے اپنے فتوے میں اُن دلائل کو جن کے حکم سے وہ فتوے دیتے ہیں پیش نظر رکھتے ہیں۔ اور اس شخص کے (جنکے حق میں فتوے دیا جاتا ہے) غلط واہیہ وجوہات باطلہ کو ہرگز نہیں سنتے جیسا کہ حاکم مجسٹریٹ وسشن جج بدمعاش مجرم وملزم پر اپنے قانون کی ہدایت وشہادت سے حکم سزا قید یا پھانسی لگا دیتے ہیں۔ اور ملزم کی بکواس ہرگز نہیں سنتے وہ بولتا و بکتا بلکہ گالیاں دیتا ہی رہتا ہے کہ حاکم اسکو پھانسی یا قید کا حکم سنا دیتے ہیں۔ کیونکہ فتوے وحکم حاکم کوئی بحث ومناظرہ نہیں ہوتا۔ کہ اسمیں جواب اور جواب الجواب کا سلسلہ جاری رہے۔ بلکہ وہ ایک فیصلہ ہوتا ہے جسکا اجرا مفتی وحاکم کے وقت اختیار میں ہوتا ہے لہذا ہم پر کوئی حق لازم نہ تھا کہ ہم ان عذرات کا جواب دیتے یا آیات قرآن سے چکڑالوی کے استدلالات کو رد کرتے۔ تاہم اس خاتمہ میں دو غرض سے ہم ان عذرات کا جواب استدلالات کا رد قلم میں لاتے ہیں۔ **اول** یہ کہ جو اہل اسلام حدیث نبوی کو واجب الاتباع جانتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چکڑالوی کی طرح مذکوری تحصیل یا چٹھی رسان ڈاک خانہ نہیں جانتے۔ بلکہ آپکا منصب تشریع احکام حلال وحرام مانتے ہیں اور آپکو خدا کی طرف سے حاکم اور قرآن مجید کا شارع وخادم یقین کرتے ہیں وہ اس اعتقاد میں اور بھی پختہ ہو جائیں۔ اور ملحدین اور منکرین حدیث کے دانت توڑنے کے لئے انکے ہاتھ میں اور بھی مضبوط ہتھیار آجاویں۔ **غرض دوم** یہ ہے کہ پیروان چکڑالوی سے جو ناواقف مگر خدا ترس ہیں اور وہ دھوکہ میں آکر اسکے دام میں پھنس گئے ہیں اور انکو چکڑالوی کی طرح ضد وعناد نہیں ہے۔ وہ ہمارے جوابات کو پڑھکر واقف کار ہو کر راہ راست پر آجاویں اور چکڑالوی کے دام تزویر سے نجات پاویں ہمارے اس جواب خطاب میں چکڑالوی اور اُسکے ضدی پیرو ہرگز مخاطب نہیں ہیں۔ اور نہ ہم انکو لائق خطاب جانتے ہیں۔ یہ بات ہم رسالہ نمبر ۷ جلد ۱۹ کے صفحہ ۲۰۲ میں بھی کہہ چکے ہیں اور چکڑالوی اور اُسکے غالی وضدی اتباع کو اپنے خطاب سے علیحدہ کر چکے ہیں وہ لوگ ہمارے خیال میں (واللہ حسیبہم) معاند ہیں (ضد سے عمدًا حق کا خلاف کہنے والے) اور آیت وجحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم ظلمًا وعلوًا

کے مصداق ہین۔ ہمارے جواب کو دیکھکر انکی دال نہ ٹپک پڑے اور وہ جواب الجواب کی تکلیف نہ اٹھاوین۔

فاقول ومن اللہ التوفیق وبہ الثقۃ وھو خیر رفیق

امر اول سے انکار کی وجہ کے ثبوت مین اسنے چند آیات معتزلہ کیطرح پیش کی ہین۔ از انجملہ پہلی اور دوسری اور آٹھوین آیت کا یہ مضمون ہے۔ کہ قرآن کی مثل بنانے پر کوئی قادر نہوگا۔ اس سے چکڑالوی نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ وحی الٰہی وہی ہوتی ہے۔ جسکی مثل بنائی نہ جاسکے اور کہا ہے کہ چونکہ حدیث کی مثل لاکھون حدیثین وضعی بن چکی ہین۔ اسلئے وہ وحی الٰہی نہین ہے۔

الجواب

چکڑالوی نے اس نتیجہ نکالنے مین صریح جھوٹ بولا ہے۔ اور مسلمانون کو دھوکہ دیا ہے۔ ان آیات مین تو خاصکر قرآن مجید کی نسبت یہ دعوے کیا گیا ہے۔ کہ اسکی مثل و نظیر بنائی نہین جا سکتی مطلق اور عام وحی الٰہی کی نسبت یہ دعوے نہین ہے تاکہ حدیث کو بھی شامل ہو اور نہ ہی اہل اسلام سے کسی کا یہ دعوے اور اعتقاد ہے۔ ان کے اعتقاد مین الفاظ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ ہین (جو کلام البشر ہے) وحی خفی صرف انکے معانی کی ہوتی ہے۔ اہل اسلام جو حدیث کو وحی غیر متلو کہتے ہین تو اسکی ایک وجہ یہی ہے کہ انکے اعتقاد مین جبرائیل امین الفاظ حدیث خداتعالی کیطرف سے نہین لائے۔ اور وہ الفاظ قرآن مجید کی مانند پڑھکر نہین سنائے گئے۔ مضامین حدیث خداتعالی کی طرف سے ہین جو بواسطہ وحی خفی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچے ہین۔ انکے الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے الفاظ ہین دوسری وجہ یہی کہ الفاظ حدیث کی قرآن مجید کی مانند تلاوت مقصود و مطلب شارع نہین۔ اور اسکے حرف حرف پر دس دس نیکیون کی اجر کا وعدہ نہین دیا گیا۔ جو تلاوت قرآن کے حرف حرف پر دیا گیا ہے پس چونکہ اہل اسلام کے اعتقاد مین الفاظ حدیث خداتعالی کیطرف سے نہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے الفاظ ہین۔ تو پھر اگر الفاظ حدیث کی مانند کسی نے الفاظ بنائے

تو کیا ہوا معانی احادیث نبویہ (جو جوامع الکلم ہین اور مخزن اسرار و حکم) تو ایسی بے مثل ہین کہ کوئی بشر انسانی طاقت سے اسکے مثل بنا کر پیش کرنے پر قادر نہین جو حکمتین اور اسرار معنوی احادیث صحیحہ نبویہ مین پائی جاتی ہین انکی نظیر و مثل موضوع حدیثون مین یا اور کلام بشر مین چکڑالوی یا کوئی اور بتلائے تو جو انعام چاہے پاوے۔

اور اگر تحقیق حق پوچھو اور تہہ کی بات سننا چاہو تو قرآن مجید کی مثل بنانے پر کسی بشر کے قادر نہونے کی بڑی بھاری وجہ قرآن مجید کی یہی حکمتین و اسرار معنوی[2] ہین - مجرد الفاظ عربی کی تک بندی تو مسیلمہ کذاب نے بھی کر دکھائی تھی - جسکی زٹلیات مشہور ہین الفیل ما الفیل لہ خرطوم و ذنب طویل - والزارعات زرعًا والطاحنات طحنًا فالخابزات خبزًا - والنساء ذات الفروج الخ - الم تر الی الحبلی الخ وغیرہ یہ زٹلیات اسی وجہ سے مثل قرآن تسلیم نہین ہوئے کہ وہ حکم اسرار معنوی سے عاری ہین اور اس واہی شعر کے مشابہ ہین جنمین عبث باتین بیان ہوئی ہین ؎ دندانت جملہ در دہا نند - چشمان تو زیر ابروان نند - اس زمانہ کے مسیلمہ ثانی مرزا غلام احمد قادیانی کی عربی تک بندی نظم و نثر بھی اسی قسم سے ہے - اور علاوہ بران اسکے الفاظ[1] بھی غریب قلیل الاستعمال کریہ اور محاورے وصلی غلط اور اشعار[2] قواعد عروض کے مخالف ہین اسیوجہ سے علماء وقت اس عربی کو توجہ کی نگاہ سے نہین دیکھتے - بلکہ لاشئے محض اور کان لم یکن سمجھتے ہین اور جب یہ زٹلیات حِکَم و اسرار سے خالی ہونے کی وجہ سے مثل قرآن نہین سمجھی گئی - تو موضوع حدیثین الباذنجان لما اکل لہ یعنے بیگن جس غرض کے واسطے کھائین اسی غرض کو مفید ہوتے ہین - و امثال ذلک کیونکر احادیث صحیحہ نبویہ کی مثل متصور و مسلم ہونگی - اور ان زٹلیات سے کیونکر ثابت ہوگا کہ حدیث نبوی وحی الٰہی نہین ہے ازان جملہ تیسری - چوتھی - پانچوین اور چھٹی - آیت کا یہ مضمون ہے کہ قرآن

[1] اشاعۃ السنہ ۱۵ - جلد کا صفحہ پارہ آخری نمبر ۳ ملاحظہ ہو - تفسیر کبیر صفحہ ۶۳ جلد ۵ صفحہ ۱۳۵ جلد ۴ جلد ۳ صفحہ ۳۹۹

[2] مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا رسالہ الہامات مرزا صفحہ ۷۶ لغایت ۸۰ ملاحظہ ہو +

مجید خدا کی طرف سے وحی ہے۔ جسکے پہنچانے اور اُس کے ذریعہ سے لوگوں کو ڈرانے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مامور ہتے۔ ان آیات سے چکڑالوی نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ حدیث نبوی وحی نہیں ہے۔

الجواب

یہ نتیجہ صرف چکڑالوی کی دروغ گوئی اور دہوکہ دہی کا نتیجہ ہے۔ بے شک ان آیات میں قرآن کو وحی کہا گیا ہے۔ اور اس قرآن پہچانے اور اُس کے ذریعہ ڈرانے کا حکم ہوا ہے۔ مگر ان میں یہ حکم یا ارشاد نہیں ہوا کہ بجز قرآن آنحضرت صلعم پر اور وحی نہیں ہوئی۔ اور نہ یہ ارشاد ہے کہ بجز قرآن اور وحی سے آپ انذار و ابلاغ کے مامور نہیں۔ ان آیات میں ایسا کوئی لفظ نہیں جو وحی کو قرآن میں محصور کرے۔ اور حدیث کے وحی ہونے کی نفی کرے۔

بلکہ آیت پنجم۔ اِنَّمَا اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ تو بالفاظہا حدیث کو شامل ہے۔ کیونکہ حدیث بہی تمام اہل اسلام کے نزدیک وحی خفی ہے نہ غیر وحی۔ اہل اسلام کی بات چکڑالوی نہ مانے وہ اپنی کلام و تفسیر کی طرف رجوع کرے۔ اس میں اس نے صاف قرار و تسلیم کیا ہے کہ حدیث صحیح نبوی بہی وحی الہی ہے۔ چنانچہ اصل عبارت تفسیر چکڑالوی عنقریب ۳۳ میں منقول ہوگی۔ پہر اس مقام میں چکڑالوی کا حدیث نبوی کو وحی الہی سے خارج کرنا دروغگوئی اور دہوکہ دہی نہیں تو اور کیا ہے۔

از انجملہ ساتویں آیت کا مضمون یہ ہے۔ کہ جو شخص خدا کی طرف سے منزل (نازل شدہ) چیز کے مطابق حکم نہ کرے۔ وہ کافر۔ ظالم۔ فاسق ہے۔ اس آیت سے چکڑالوی نے دین دنیا کی شرم اٹھا کر یہ نتیجہ نکال لیا ہے۔ کہ حدیث خدا کی طرف سے نازل شدہ نہیں۔

الجواب

یہ بہی چکڑالوی کی دروغگوئی اور دہوکہ دہی کا نتیجہ ہے۔ اس آیت میں تو صریح

یہ لفظ موجود ہے۔ کہ حدیث خدا نے نہیں اُتاری۔ نہ اس مضمون کا کوئی اور لفظ یا اشارہ ہے۔ چکڑالوی کتاب اللہ قرآن سے ہنسی کر رہا ہے۔ اور دین سے کھیل رہا ہے کہ جن چیزوں کا قرآن میں نام ونشان ذکر واشارہ بھی نہیں۔ قرآن سے اُنکے ثبوت کا مدعی ہے۔ جیسے ڈاڑھی مونڈوانے والے بھنگ پینے والے فقیر آیت کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ سے ڈاڑھی مونڈوانا اور کلا صاف کرانا۔ اور آیت مُطَهَّرَةً فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ سے بھنگ گھوٹنے کا ثابت کرتے ہیں۔ ان ہی کا بھائی ایک پنجابی مردہ شو ملا تھا وہ مردہ کو غسل دے چکا تو بولا پیاز لاؤ اسکے منہ میں ڈالا جائے گا۔ کسی نے وجہ پوچھی تو بولا کیا تمنے التحیات میں والصلوات نہیں پڑھا۔ وہاں یہی حکم ہے کہ وسل (جو پنجابی میں پیاز کو کہتے ہیں) اوات (جو پنجابی میں منہ کو کہتے ہیں) میں ڈالو۔

ان جہلا میں اور چکڑالوی میں فرق ہے تو صرف یہی ہے۔ کہ وہ لوگ قرآن کے عربی الفاظ کو پنجابی بنا کر اس سے اپنا مدعا نکال لیتے ہیں۔ چکڑالوی اس امر کی پروا نہیں کرتا کہ میرے لفظ کا ہم آواز لفظ اردو یا پنجابی یا اس لفظ کے معنے یا مفہوم ہی قرآن میں موجود ہو۔ واہ رے چکڑالوی تو نے اُن جاہلوں کے بھی کان کاٹے۔

اسکے پیرو بھی ایسے عقل کے اندھے ہیں کہ وہ اُس سے اتنا نہیں پوچھتے کہ اس آیت میں وہ لفظ یا اُسکے معنے کہاں ہیں جس سے تم نکالتے ہو کہ حدیث خدا کیطرف نازل شدہ نہیں ہے۔ طرفہ یہ کہ وہ اپنی سابق کلام تفسیر میں صاف بیان کر چکا ہے۔ کہ حدیث خدا کی طرف سے نازل شدہ ہے اور ما انزل اللہ میں داخل ہے۔ اس کی تفسیر کی اصل عبارت صفحہ ۳۳۲ میں منقول ہوگی انشاء اللہ۔

امر دوم ۔ انکار کے ثبوت میں چکڑالوی نے گیارہ آیات قرآن پیش کی ہیں جن میں صرف یہ مضمون ہے کہ قرآن تفصیل و مفصل ہے۔ پھر اس سے یہ احمقانہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ پھر تفصیل احکام قرآن کے لئے حدیث یا وحی خفی کی کیا ضرورت ہے

الجواب

یہ نتیجہ بھی چکڑالوی کی دروغگوئی دہوکہ دہی اور اس سے علاوہ پرلے سرے کی بے شرمی کا نتیجہ ہے یہی دعوے (جو اُس نتیجہ میں ہے) اس نے اپنے اشتہار تائید القرآن میں کہا تھا اسی دعوے کے متعلق اس سے مباحثہ میں پہلا سوال ہوا تھا (جو صفحہ ۴۶ نمبر ۵ جلد ۱۹ میں منقول ہے) کہ قرآن شریف میں تمام احکام شرعیہ کی مفصل و مشرح ہونے سے کیا مراد ہے۔ اس سوال کے جواب میں چکڑالوی نے مباحثہ میں کسی مطلب و مراد کا اظہار نہ کیا اور اسی دعوے کا اعادہ کر دیا (جو اسی نمبر کے صفحہ ۴۷ میں منقول ہے) تو پھر مجبوری ہملے دوبارہ وہی سوال اس تشریح کے ساتھ پیش کیا (جو اس نمبر کے صفحہ ۱۴۹ میں منقول ہے) کہ اگر احکام اسلام کی تشریح و تفصیل قرآن میں موجود ہے۔ تو آپ زیادہ تکلیف نہ اٹھاوین صرف یہ بیان کر دیں کہ نماز کی کیفیت و ترتیب ارکان و اذکار کہ پہلے تکبیر ہو پھر ثنا پھر سورت فاتحہ پھر رکوع پھر قومہ اور سمع اللہ لمن حمدہ پھر سجود الخ اور زکوۃ کی مقدار نصاب بتا دین اس کا جواب نہ اُس نے رسالہ اشاعۃ القرآن میں دیا اور نہ رسالہ نماز جدید میں (جسکو وہ شائع کر چکا ہے) کچھ دیا۔ اور بجائے تمثیل تفصیل پھر اسی دعوے کا اعادہ کیا اور اُس کی تائید میں ان ہی آیات کو انہیں چند آیات اسی مضمون کی اور ملا کر پیش کر دیا۔ اور ان سے وہی نتیجہ جس کا پہلے رو اسکو دعوے تھا نکالکر دوبارہ اس رسالہ میں درج کیا یہ کمال درجہ کی بے شرمی و بے غیرتی نہیں تو دنیا میں بے شرمی کس کا نام ہے۔ اور بے غیرتی کس کو کہتے ہیں۔ چکڑالوی پر تو کوئی افسوس نہیں۔ جو نیا مذہب اُس نے ایجاد کیا ہے اس کا یہی لازمہ ہے۔ مگر افسوس ان لوگوں پر ہے۔ جو اہلحدیث کہلا کر اُسکے پیرو ہو گئے ہیں۔ وہ اس سے اتنا ہی نہیں پوچھتے کہ قرآن میں احکام اسلام نماز روزہ مفصل و مشرح طور پر موجود ہیں تو اُن کی شرح و تفصیل قرآن سے نکالکر کیوں نہیں بتاتا۔ اور اس کو شائع کیوں نہیں کرتا۔ تو نے رسالہ نماز جو شائع کیا ہے۔ اس میں ایک لفظ ایک رکن کا قرآن کی کسی آیت سے ثابت نہیں کیا صرف یہ آرڈر و حکم (بلا دلیل جاری کر دیا ہے۔ کہ مثلاً بجائے اللہ اکبر (جو مسلمان آنحضرت صلعم کے حکم سے پڑھتے ہیں۔ تم وان اللہ ھو العلی الکبیر پڑھا کرو۔ اور رکوع د

سجود میں بجاے تسبیحات قرآن پڑہا کرو۔ وعلےٰ ہذا القیاس۔ اِن دونون دوپیروانِ چکڑالوی کو مینے خود اپنے پاس لاہور میں بلاکر کہا کہ جو نماز چکڑالوی نے آنحضرت صلعم کی سکہائی ہوئی نماز کے مقابلہ میں از خود گہڑ کر شائع کی ہے۔ اسکے اذکار و ارکان سے کسی ایک کا حکم بہی اُس نے قرآن کی کسی آیت سے ثابت ہنیں کیا۔ وہ بولے کہ اسکے ثبوت میں وہ ایک طولانی رسالہ نماز شائع کرنیکو تیار ہے۔ مین نے کہا جس رسالہ طولانی کا تمکو وعدہ دیتا ہے۔ وہ خدا جانے کب شائع کریگا۔ تم اُس سے ایک ذکر یا رکن نماز کے حکم کا ثبوت قرآن سے لیکر آج ہی مجہے سناؤ وہ وعدہ کرکے چلے گئے اور ابتک اُن میں کوئی جواب لیکر واپس ہنیں آیا۔ تیسرے اَور شخص (چکڑالوی کے شاگرد طالب علم) کو میرے دوست حکیم احمد علیخان زبدۃ الحکماء لاہور میرے پاس لاے۔ اوس سے بہی یہی سوال کیا گیا کہ قرآن مجید کا مفصل و تفصیل ہونا اہل اسلام کے نزدیک اِن ہی معنے سے ہے۔ کہ بعض احکام کی تفصیل تو قرآن مجید میں ہوچکی ہے۔ اور بعض کی تفصیل حدیث شریف میں ہے۔ اور کہا گیا کہ جو شخص قرآن کے مفصل ہونے کی یہ معنے تسلیم نہ کرے۔ وہ جملہ احکام کی تفصیل قرآن ہی سے نکال دے۔ اگر وہ یہ تفصیل قرآن سے نکالیگا۔ تو اس کو ایک ایک دن قرآن چہوڑنا پڑیگا۔ اور وہ قرآن کو جہوٹا سمجہکر اپنے اسلام سے مرتد ہوجائیگا۔ میرے اس قول کی تصدیق اُس طالب شاگرد چکڑالوی نے اسی وقت اسی مجلس میں کردی اور صاف یہ بات کہدی کہ اگر اذکار نماز کی تفصیل اور حکم کہ فلان ذکر فلان محل میں چاہئے فلان ذکر فلان محل میں قرآن مجید سے نہ نکلا جسکا وعدہ ہمکو چکڑالوی دے رہا ہے۔ اور طولانی رسالہ نماز میں وہ یہ وعدہ پورا نہ کریگا۔ تو ہم نماز پڑہنا چہوڑ دینگے اور بجاے نماز صرف دعا کیا کرینگے مینے کہا کہ بس یہی قرآن کو چہوڑنا ہے اور اسی کا نام مرتد ہونا ہے۔ اور یہی چکڑالوی کے مذہب ایجادی کا انجام اور علت غائی ہے۔ ۴ اور یہی بھی کہا گیا

قرآن کی مفصل و مشرح ہونے کے معنے جو ہمنے بیان کئے ہیں۔ اسپر عام مسلمانون کا اتفاق ہے۔ اسلام کے حق ماننے والے۔ اور قرآن کو سچا جاننے والے ان معنے پر ایمان و یقین رکہیں

اور اسکی وجہ ثبوت ہے سنیں۔ آسمانی کتابیں انسانی محاورے کے مطابق نازل ہوئی ہیں تو ریت کو بھی قرآن (ثم اٰتینا موسی الکتب تماما علی الذی احسن وتفصیلا لکل شیء وھدی ورحمۃ لعلھم بلقاء ربھم یؤمنون) مجید میں تفصیل کہا گیا ہے۔ وہ بھی اسی معنے سے صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ جو تفصیل توریت کی حضرت موسیٰ و دیگر انبیائی نے کی وہ توریت ہی کی تفصیل ہے۔ اور یہ عام قاعدہ انسانی ہے جو ہر ملک و ہر زبان میں رائج ہے کہ جو شخص کسی کا خط یا کوئی حکم یا پیغام دوسروں کو پہنچاتا ہے۔ اور خط کا راقم یا حاکم حکم یا پیغام دہندہ اس خط اور حکم اور پیغام میں اپنے فرستادہ کو اپنا معتمد و خلیفہ و مختار لکھدیتا ہے اسکو کل اختیار ہوتا ہے کہ وہ حسب مرضی فرستندہ اور اُس کی اجازت سے جو چاہے اس خط اور حکم اور پیغام کی تشریح و توضیح کرے وہ تشریح و توضیح اس خط و حکم و پیغام کی تفصیل متصور ہوتی ہے۔ لہذا اس تشریح و توضیح کی نظر سے راقم خط و حاکم حکم و فرستندہ پیغام اپنے خط و حکم و پیغام کی نسبت یہ کہہ سکتا ہے کہ ہمنے سب کچھ لکھدیا ہے۔ اور اس کہنے میں وہ جھوٹا نہیں ہوتا۔ خداتعالے کا قرآن کو یا توریت کو مفصل وتفصیل کہنا بھی اس معنے اور اسی محاورہ کے مطابق ہے۔ کہ جو تفصیل ہمارے رسولوں نے کی وہ ہماری تفصیل ہے اور وہ ہمنے خود کی ہے۔

لفظ کلشیء جو آیت تفصیل کل شی اور تبیانا لکل شیء میں وارد ہے وہ بھی اسی انسانی محاورہ کے مطابق بولا گیا ہے انسان منعم عموما بولتے ہیں کہ ہمکو خدا نے سب کچھ دے رکھا ہے۔ جس سے ان کی مراد اکثر چیزیں ہوتی ہیں نہ تمام جہان کی ساری چیزیں۔ اور اکثر کو کل کہنا تمام انسانوں میں مروج و معمول ہے جسکی وجہ یہ قاعدہ کلیہ ہے للاکثر حکم الکل عربی میں بطور مثل مشہور ہے حالانکہ بعض چیزیں ایسی بھی دنیا میں ہوتی ہیں کہ اُنکے پاس نہیں ہوتیں۔ اور باایں ہمہ وہ اس قول میں جھوٹے نہیں سمجھے جاتے۔ اسی محاورہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام کہا تھا و اُوتینا من کل شیء یعنے ہمکو خدا کی طرف سے سب کچھ دیا گیا ہے۔ جسکو خداتعالے نے سورہ نمل کے دوسرے رکوع میں نقل فرمایا ہے۔ اور نبی کا قول کبھی جھوٹ نہیں ہوتا۔ حالانکہ اُسوقت تک تخت بلقیس اور ملک بلقیس اُنکے ہاتھ میں نہ آیا تھا۔ اور اسی محاورہ سے بلقیس کے حق میں ہُدہُد نے کہا تھا و اُوتیت من کل شیء

یعنے بلقیس کو سب کچھ دیا گیا تھا جنکو خدا تعالےٰ نے اسی رکوع میں نقل کیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کسی کی جھوٹی بات کو بغیر ردّ و انکار نقل کرنے سے پاک ہے۔ حالانکہ حضرت سلیمان کا ملک و تخت بلقیس کے پاس نہ تھا۔ اسی محاورہ کے مطابق قرآن کو ہر چیز کی تفصیل و بیان کہا گیا ہے۔ جس سے یہ مراد ہے کہ اکثر حصّہ دین کی تفصیل قرآن میں ہو چکی ہے۔ لہذا اُس حصہ تفصیل کی نظر سے قرآن کو تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ کہنا صحیح ہوگیا۔ گو بعض احکام کی تفصیل قرآن میں نہیں ہے۔ اور وہ صرف حدیث نبوی میں پائی جاتی ہے۔ وہ تفصیل سو جو وہ حدیث ہی اسوجہ سے کہ آنحضرت خدا تعالےٰ کے نائب و خلیفہ ہیں۔ اور جو تفصیل احکام قرآن آپنے کی ہے وہ خدا تعالےٰ کی وحی و اجازت سے کی اور آپکے ساختہ پرداختہ کو خدا تعالےٰ نے اپنا ساختہ پرداختہ قرار دیا ہے۔ قرآن ہی بیں و افعل کہلاتی ہے۔ یہ **دوسری** وجہ پیدا ہو گئی جس کی نظر سے قرآن کو ہر چیز کی تفصیل کہنا صحیح ہو گیا۔

علمائے اہل اسلام جانتے اور مانتے ہیں کہ قرآن کی علوم و تعلیمات کے پانچ حصہ ہیں[^۵] اول علم توحید و صفات باری تعالےٰ عزشانہ **دوسرا حصہ** وعدہ وعید کہ جنت میں مومنوں کو یہ نعمتیں ملینگی اور کافروں کو دوزخ میں یہ دکھ پہنچینگے **تیسرا حصّہ** قصص و اخبار سابقہ و آئندہ کہ فرعون سے یہ ہوا اور قیامت سے پہلے یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ **چوتھا حصّہ** امثال کہ کافروں مشرکوں کی مثال ایسی ہے۔ مومنوں کی ایسی۔ **پانچواں حصہ** احکام۔ کہ نماز پڑھو۔ اور زنا مت کرو و علےٰ ہذا القیاس۔ ان علوم و تعلیمات کی **پہلے چاروں** حصوں کی تفصیل تو **خود** قرآن مجید میں ہو چکی ہے۔ حدیث میں اُن کی تفصیل ہوئی ہے تو وہ محض توضیح ہے۔ نہ ایسی تشریح کہ اگر وہ نہ ہوتی تو مطالب و مقاصد قرآن کیکی سمجھ میں نہ آتے۔ رہا **حصہ پنجم**۔ اسمیں سے بھی جو **عام اخلاق** نیک و بد کے متعلق احکام ہیں مثلاً عدل و رحم اور احسان کرو اور بے حیائی۔ زنا۔ بغاوت سے بچو۔ سو انکی تفصیل بھی خود **قرآن** میں ہو چکی ہے۔ **ہاں** بعض خاص اسلامی اصطلاح کے احکام مثلاً

[^۵]: حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب الفوز الکبیر فی اصول التفسیر ملاحظہ ہو۔

نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو"۔ سو اس قسم کے احکام کی تفصیل و تشریح قرآن مجید میں نہیں ہے - یہ تشریح خدا تعالےٰ کے خلیفہ و نائب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کی ہے - اگر آنحضرت صلعم بیان نہ فرماتے کہ نماز یوں پڑھو اور اسکے اذکار و ارکان یہ ہیں - اور زکوٰۃ اس مقدار نصاب پر واجب ہے اور وہ نقدی میں اس قدر ہے - اور حیوانات بکریوں - گائے - اونٹ میں اسقدر ہے تو ہم ان احکام کو نہ سمجھتے اور نہ عمل میں لا سکتے - لہذا قرآن کا مفصل و تفصیل ہونا اس انسانی محاورہ کے رو سے جو اوپر بیان ہوا ہے - ان چاروں حصہ علوم قرآن اور اکثر حصہ احکام عام کی نظر سے ہی صحیح ہوا - اور بعض حصہ احکام اصطلاحی کو حدیث کی تفصیل و تشریح کی نظر سے ہی صحیح ہوا -

قرآن کے مفصل ہونے کی نسبت جو یہ اعتقاد علماء اسلام نے بیان کیا ہے اس کی مصدقہ عبارات مفسرین صفحہ ۲۲۳ وغیرہ میں منقول ہونگی - ہمارے اس بیان کو پڑھکر امید ہے - چکڑالوی کے دام افتادہ ناواقف مگر نیک نیت راہ راست پر آجائینگے - اور قدیم مسلمان اسکے دام تزویر سے بچ جائینگے - انشاءاللہ تعالےٰ چکڑالوی نے امر پنجم کے ضمن میں جو اب آیت نمبر ۱۳ دست آویز فتوےٰ جسپر غلطی سے نمبر ۱۴ لکھا گیا ہے اخیر رسالہ کے صفحہ ۷۱ میں کہا ہے کہ رسول خدا تعالےٰ کا ایسا وکیل نہیں ہوتا جس کا ساختہ پرداختہ خدا کو منظور ہو - اور اسپر آیت ثُمَّا اَنتَ عَلَیۡہِمۡ بِوَکِیۡلٍ سے تمسک کیا ہے - اس کا جواب دندان شکن اُسی موقعہ پر دیا جائیگا انشاءاللہ تعالےٰ -

۶ امر سوم سے انکار کی وجہ ثبوت چکڑالوی نے وہی آیات تَفۡصِیۡلَ کُلِّ شَیۡءٍ وَّ تِبۡیَانًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ - اور تین اَور آئتیں جن میں ارشاد ہے کہ قرآن میں فروگذاشت نہیں ہوئی - اور وہ کافی کتاب ہے اور وہ ہر مثال پر مشتمل ہے پیش کی - اور انسے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ قرآن ایسا ہے تو پھر حدیث کی کیا حاجت ہے -

الجواب

اسکا جواب بھی وہی ہے جو نتیجہ آیات وجہ انکار امر دوم کا ابھی جواب دیا گیا ہے کہ بے شک قرآن

مفصل بیان ہے مگر اُسکے معنے سمجھ بیان ہوئے بیشک قرآن میں فروگذاشت نہیں ہوئی۔ اور وہ کافی ہے۔ مگر اُسی وجہ سے کہ اس کی کچھ تفصیل اس کی شرح حدیث میں پائی جاتی ہے۔ اور قرآن مجید کے ہر مثال پر مشتمل ہونے کو تو محل بحث سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ قرآن کا حصہ امثال کو خود شرح کرتا تو ہم خود بیان کر آئے ہیں۔

امر چہارم کے متعلق جو چکڑالوی نے اعتقاد اہلحدیث میں از خود جھوٹ ملا دیا ہے اُسکے انکار سے تو اسپر کوئی الزام قائم نہیں کیا گیا اور جو اصل اعتقاد اہلحدیث اور تمام اہل اسلام کا ہے۔ کہ قرار داد صحابہؓ تابعین و سلف صالحین سبیل المؤمنین ہے جس کا وجوب اتباع بوعید آیت ویتبع غیر سبیل المؤمنین سے نکلتا ہے اس سے انکار کی کوئی وجہ بیان نہیں کی۔ صرف آیت ویتبع غیر سبیل المؤمنین کا یہ جواب دیا ہے کہ المومنین میں الف۔ لام حرفی استغراقی صفاتی ہے (دیکھو مختصر معانی و مطول وغیرہ) لہذا المؤمنین کے معنے ہیں ایسے مؤمنین جو نہایت اعلےٰ درجہ کے ہوں اور وہ صرف رسول ہی ہیں

الجواب

اس جواب میں چکڑالوی نے سفید جھوٹ سے کام لیا ہے۔ اس الف لام کو حرفی استغراقی صفاتی نہ مختصر معانی میں کہا ہے نہ مطول میں نہ کسی اور علم کی کسی کتاب میں اور نہ مختصر معانی یا مطول یا کسی کتاب میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے کہ اس آیت میں مومنین سے نبی رسول مراد ہیں۔ چکڑالوی کو کچھ شرم و حیا ہے تو مطول یا مختصر معانی یا کسی اور کتاب کی عبارت نقل کرے جسمیں الف لام کو حرفی۔ صفاتی استغراقی کہکر یہ مسئلہ بتایا ہو۔ چکڑالوی خود بے علم ہے۔ اسکے پیرو ان سے ایک بھی اہل علم نہیں ہے وہ ان جاہلوں کو کتابوں کے نام سنا کے دام میں لاتا ہے۔ اور جھوٹی باتیں کہکر انکو اپنا مرید بناتا ہے۔ مطول اور مختصر تو اس نے کبھی آنکھ سے بھی دیکھی نہ ہوگی۔ وہ کسی اور ہی کتاب سے یہ مسئلہ نکال لایا ہے۔

ہاں کتب اصول فقہ (تلویح و توضیح) وغیرہ میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے۔ المطلق اذا اطلق

(دیکھ منہ الفرد الکامل یعنے کوئی مطلق (بے قید) لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے فرد کامل مراد ہوتا ہے۔ مگر اس کامل سے مراد اکمل و افضل نہیں ہے۔ بلکہ کامل سے وہ فرد مراد ہے جس پر مطلق بغیر کمی کے صادق آوے جیسے پانی کا لفظ ہے کہ وہ آب زمزم۔ اور آب دریا اور آب تالاب اور قطرے کے پانی پر باوجود تفاوت مراتب ان چیزوں کے برابر صادق آتا ہے۔ اور پانی کا فرد ناقص وہی ہے جس پر لفظ پانی بلاقید صادق نہیں آتا جیسے کھجور کا پانی۔ یا انگور کا پانی چکڑالوی بے علم اور اسکے اتباع جہلا ان باتوں کو نہیں سمجھینگے۔ لہذا ہم زیادہ تفصیل نہیں کرتے۔ اس قاعدہ اصول فقہ کے روسے بھی لفظ المؤمنین آیت مذکورہ میں ہر ایک مومن پر افضل المؤمنین (جیسے انبیاء علیہم السلام) یا مفضول جیسے عام مومن ہی صادق آتا ہے۔ اور جو امر جملہ اہل اسلام میں خواص ہوں خواہ عام بالاتفاق مسلم چلا آیا ہے۔ جیسے حدیث نبوی کو ماننا اور رسول اللہ صلعم کی اطاعت کو فرض جاننا۔ وہ سبیل المؤمنین ہے جسکے پیروی کا اس آیت میں حکم ہے۔

امر پنجم سے انکار کی وجہ ثبوت میں چکڑالوی نے کوئی آیت پیش نہیں کی بلکہ ان آیات کا جنکو فتوے میں آنحضرت صلعم کے وجوب اتباع اور آنحضرت کے منصب تشریع و تحکیم کے ثبوت میں پیش کیا گیا ہے جواب دیا ہے۔ لہذا چکڑالوی کیطرف ان آیات کا جواب نقل کرکے اس کا جواب دیا جاتا ہے۔ اس مدعا کے ثبوت کے لئے فتوے میں پہلی وہ آیت پیش ہوئی ہے۔ جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد ہے کہ آپ مومنوں پر خدا کی کتاب پڑھتے اور ان کو اس کے معانی سکھاتے ہیں۔

اسکے جواب میں چکڑالوی نے یہ کہا ہے کہ آنحضرت کا کتاب سکھانا یہ معنے رکھتا ہے۔ کہ آپ (الفاظ قرآن) لوگوں کو پڑھاتے اور سکھاتے اور بار بار کہلا کر یاد کراتے جیسے اُستاد شاگردوں کو پڑھاتے ہیں۔ اس جواب میں چکڑالوی نے آنحضرت صلعم منصب تشریح معانی و تفصیل احکام قرآنی کو (جو اس قرآن میں مذکور نہیں اور وہ صرف آپ ہی کے سینہ منور سے اور عمل مبارک سے امت کو پہنچی ہیں۔ کہ نماز سے یہ مراد ہے اور زکوۃ سے یہ مراد) مٹایا ہے اور آنحضرت کو صرف ایک مسجد کا

ملا اور مکتب کا میاں جی بنایا ہے۔

الجواب

اے انصاف کے دشمن اور حق کے معاند اگر آنحضرت صلعم کے اصحاب جنکو آپنے قرآن سکھایا ہے۔ چکرالہ یا میانوالی کے رہنے والے پنجابی اور بلاد کے عجمی ہوتے۔ اور قرآن اُن کی زبان میں نازل نہ ہوتا۔ تو آنحضرت صلعم اُنکو قرآن کے ہجے کرا کے یاد کراتے اور یہ امر کسی تاریخی روایت میں (حدیث کو تو مانتا ہی نہیں اس لئے تواریخ کا ذکر ہوا ہے) ذکر ہوتا۔ تو تیری اس من گھڑت کو کوئی نادان مان بھی لیتا۔ قرآن تو اصحاب کی زبان تھی پھر اُن کو میاں جی کیطرح آپ کا قرآن یاد کرانا کب صحیح ہو سکتا ہے۔ اور یہ بھی تو غور و حیا کو کام میں لا کر سوچ۔ کہ یہ لفظ یعلم و تعلیم قرآن میں صدہا جگہ وارد ہے کہیں بھی اسکے معنے ملانوں کی سی تعلیم کے ہیں آیت اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ۔ اور آیت عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ اور آیت عَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اور آیت عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ میں خدا تعالےٰ نے اس تعلیم کو اپنی طرف منسوب کیا پھر کیا خدا تعالےٰ نے بھی کسی انسان کو یا حضرت خضر علیہ السلام یا حضرت یوسفؑ یا آنحضرت صلعم کو اسیطرح کچھ یاد کرایا ہے۔ اور خدا تعالےٰ بھی کسی مسجد کا اور کسی مکتب کا میاں جی ہے۔ رسول اللہ صلعم کی جناب میں گستاخی کرتے ہوئے تو تجھے شرم نہیں آتی (کیونکہ تو اُنکو نہ کوئی اچھی رسان سے بڑھکر نہیں سمجھتا) تو خدا تعالےٰ سے تو شرم کر اور اُس کا رتبہ تو اس قدر نہ گھٹا اور اسکو مسجد کا ملا اور مکتب کا میاں جی نہ بنا۔ آیت علمک ما لم تکن تعلم کے معنی چکڑالوی خود اپنی تفسیر میں سنو سکھانے کے کر چکا ہے[1]

دوسری آیت فتوے میں یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلعم پر خدا تعالےٰ نے کتاب اور حکمت نازل فرمائی ہے۔ چکڑالوی نے اسکے جواب میں کہا ہے۔ کہ لفظ حکمت سے بھی اس آیت میں قرآن مراد ہے۔ کیونکہ دوسری آیت میں خدا تعالےٰ نے وحی قرآن کو حکمت کہا ہے۔ ایک آیت میں حکمت کو متلو کہا ہے

ع: چکڑالوی نے ایک رسالہ نماز شایع کیا ہے۔ اسکی لوح پر اسکا نام یوں لکھا ہے صلوٰۃ القرآن ما علم الرحمٰن کیا یہاں بھی اسکی یہی مراد ہے کہ یہ نماز خدا تعالےٰ اسکو آکر پڑھا گیا اور میاں جی کیطرح یاد کرا گیا ہے یہ۔ آیت ولنعلمہ من تاویل الاحادیث

[1] اصل عبارت تفسیر چکڑالوی ص ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ وغیرہ میں منقول ہوگی۔ قرآن مجید میں خدا کی تعلیم سات اشخاص کی نسبت بیان ہوئی ہے (۱) آدم۔ وعلم آدم الاسماء (۲) حضرت خضر علمناہ من لدنا علما (۳) حضرت یوسفؑ وعلمتنی من تاویل الاحادیث (۴) حضرت داؤدؑ علمنا صنعۃ لبوس (۵) حضرت سلیمان علمنا منطق الطیر (۶) حضرت عیسیٰؑ و یعلمہ الکتاب والحکمۃ (۷) آنحضرت صلعم و علمک ما لم تکن تعلم گویا ملا و مکتب کی طرح الفاظ یاد کرانا کسی جگہ بھی مراد نہیں ہے۔

ایک آیت میں قرآن کو متلو کہا ہے۔ اور حدیث کو اہلحدیث خود غیر متلو کہتے ہیں۔ لہذا حکمت سے حدیث مراد نہیں ہو سکتی۔ چکڑالوی نے یہ بھی دعوے کیا ہے۔ کہ قرآن میں جہاں کہیں الحکمۃ۔ کا لفظ آیا ہے اُس سے کتاب اللہ ہی مراد ہے۔ اور جہاں کتاب کے بعد حکمت کا لفظ آیا ہے وہاں ایک صفت کا دوسری صفت پر عطف ہے یعنے وہ تاکید ہے۔ تاسیس (نئی اور دوسری چیز کا بیان) نہیں ہے۔

الجواب

اس جواب میں چکڑالوی نے دہوکہ دہی اور دروغگوئی کو حد کمال تک پہنچا دیا ہے۔ اور اس کمال میں مرزا قادیانی اور نیچری علیگڈہ کو بھی مات کر دیا ہے۔ یہ بات تو مسلّم ہے کہ قرآن مجید بھی حکمت ہے۔ مگر یہ محض کذب و مغالطہ ہے کہ قرآن کے سوا اور وحی الہی جلی یا خفی حکمت نہیں ہے جن آیات سے چکڑالوی نے اس دعوے پر استدلال کیا ہے نہ اُس کا یہ ترجمہ یا مفہوم ہے۔ نہ قرآن کی کسی اور آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بجز قرآن اور کوئی وحی الہی حکمت نہیں ہے۔ بلکہ قران کی بہت سی آیات میں قرآن کے سوا دوسری وحی الہی کو بھی حکمت کہا گیا ہے۔

وَاٰتَیْنٰهُ الْحِکْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ (سورہ ص رکوع ۲)	ایک آیت میں حضرت داؤدؑ پر وحی نازل شدہ کو حکمت کہا گیا ہے۔
وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَةَ (سورہ لقمان رکوع ۲)	ایک آیت میں حضرت لقمان حکیم کی۔ (جو بالاتفاق

صحابہ و جمہور تابعین جنکے مخالف صرف ایک تابعی عکرمہ ہیں) نبی نہ تھے صرف دینی حکیم تھے) ان باتوں جو خدا تعالے اُنکے دل میں ڈالتا تھا حکمت کہا گیا ہے۔ ایک اور آیت میں حضرت ابراہیمؑ کی

فَقَدْ اٰتَیْنَا اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ (سورہ نسا رکوع ۷)	اولاد انبیا کی ان باتوں کو جو کتاب آسمانی کے علاوہ اُنکو ملی تھیں حکمت کہا گیا ہے۔
وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَةٍ (سورہ ال عمران رکوع ۸)	ایک اور آیت میں تمام انبیا کی ان باتوں کو جو کتاب کے سوا انکو عطا ہوئی تھیں حکمت کہا گیا ہے۔

ان دو پچھلی آیتوں میں عطا شدہ کتاب کو ذکر کرنے کے بعد حکمت کا عطا ہونا بیان ہوا ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ کتاب کے علاوہ انکو حکمت یعنے وہ دانائی دین کی باتیں۔ جو انبیاء کے دل میں ڈالی جاتی تھیں۔ اور وہ انکی احادیث کہلاتی تھیں۔ جیسا کہ اسلام میں آنحضرت صلعم کی ایسی باتیں احادیث کہلاتی ہیں۔ ان چار آیتوں میں سے پہلی دو آیت تو کتاب اللہ کا ذکر و نشان تک نہیں ہے۔ لہذا ان آیات میں حکمت سے کتاب اللہ مراد لینے کی کوئی وجہ نہیں خصوصاً آیت دوم میں جس میں حکمت کا عطا ہونا لقمان حکیم کی نسبت بیان ہوا ہے۔ جنکا نبی ہونا اور انکو کتاب عطا ہونا نہ کسی دلیل خارجی سے ثابت ہے اور نہ بالاتفاق مسلم ہے۔ رہی پچھلی دو آئتیں سو انمیں اگرچہ حکمت سے پہلی کتاب کا ذکر ہوا ہے۔ مگر چونکہ یہ قاعدہ مسلمہ عرب عربا وغیرہ عقلا ہے۔ التاسیس خیر من التاکید۔ یعنے متعدد الفاظ کلام سے ایک نئے معنے پیدا کرنا اس سے بہتر ہے۔ کہ ایک نئے لفظ کو پچھلے لفظ کی تاکید بنایا جاوے لھذا بحکم اس قاعدہ کے پچھلی دو آیتوں میں بھی معنے لفظ حکمت کتاب سے جداگانہ وحی الہی مراد ٹھہرانا اولیٰ واقدم ہے۔ چکڑالوی بے علم ہے۔ وہ اس قاعدہ سے واقف نہیں ہے۔ اسیوجہ سے وہ کتاب کے بعد لفظ حکمت وارد شدہ کو عطف صفت بر صفت قرار دیتا ہے اور اس حکمت سے وہی کتاب اللہ ہی مراد سمجھتا ہے۔ عطف صفت بر صفت وہاں تجویز و تسلیم کیا جاتا ہے۔ جہاں کوئی نیا مصداق لفظ پیدا نہ ہو سکے۔ اس محاورہ اور قاعدہ کی رو سے اس آیت میں جسمیں آنحضرت صلعم کو کتاب کے بعد حکمت کا عطا ہونا وارد ہے۔ حکمت سے حدیث نبوی جو وحی خفی آپکے مبارک دل پر نازل ہوئی تھی مراد قرار دیا جائیگا اور حکمت سے کتاب اللہ مراد قرار دینے سے وہ اولے ہوگا۔

رہا چکڑالوی کا یہ کہنا کہ دوسری آیت میں حکمت کو ما یتلی یعنے متلو کہا گیا ہے اور حدیث اہلحدیث کے نزدیک بھی متلو نہیں ہوتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث نبوی کے متلو ہونے سے اہلحدیث کو کیا کسی کو بھی انکار نہیں حدیث نبوی ہمیشہ پڑھی جاتی ہے۔ ازواج مطہرات نبی

آنحضرت صلعم کے اقوال و روایات اور لوگوں کو سنائیں اور بیان کریں۔ یہی اُس کا پڑھنا ہے۔ غیر متلو تو حدیث کی وحی کو کہا جاتا ہے۔ یعنے وحی حدیث جو آنحضرت صلعم کیطرف ہوتی وہ جبرائیل امین خدا تعالےٰ کے الفاظ و حروف سے پڑھکر نہ سناتے اور نہ آنحضرت صلعم اُسکے پڑھنے پر قرآن کی حرف حرف دس دس نیکیوں کا اجر و ثواب فرماتے۔ چنانچہ ص۱۵ ۳۱ میں مفصل کہا گیا ہے یہ بات چکڑالوی کی سمجھ میں نہ آوے یا وہ اسکو سمجھ بوجھکر ضد سے اور ہٹ دھرمی سے قبول نکرے تو وہ صرف اس آیت سے جسمیں حکمت کو ماتیلی (متلو) کہا گیا ہے۔ حکمت سے کتاب اللہ مراد ٹھہراوے اور خاص اس آیت کے حکم ذکر و تلاوت کو قرآن ہی سے مخصوص کرے۔ اس آیت سے یہ تو کبھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ جہاں قرآن میں لفظ حکمت وارد ہے۔ وہاں حکمت سے بھی قرآن متلو مراد ہے۔ تلاوت کا جو اس آیت کے متعلق ہے حکم جداگانہ ہے۔ اور حکمت کا جس کا آنحضرت صلعم کو عطا ہونا بیان ہوا ہے۔ جداگانہ حکم ہے۔ اور وہ پیروی ہے۔ لہذا ایک حکم (تلاوت) کے مخصوص بقرآن ہونے سے دوسرے حکم (پیروی) کا مخصوص بقرآن ہونا لازم نہیں آتا۔ اب ہم اپنے ناظرین متبعین حدیث کو (نہ چکڑالوی اور اُسکے غالی مقلدوں کو) یہ بتاتے ہیں۔ کہ لفظ حکمت کی جو معنے علماء اسلام بیان کرتے چلے آئے وہی معنے آجتک اور اس سفید ریش ہو جانے کی عمر تک چکڑالوی نے سمجھے اور بڑے زور و شور سے اس معنے کا ثبوت اپنی کتاب تفسیر میں دیا۔ اور ان آیات قرآن کا وہی ترجمہ اُس نے کیا جو ہمنے بیان کیا ہے۔ اس تفسیر میں حدیث کو خدا کیطرف سے وحی۔ اور خدا کی طرف سے منزل نازل شدہ بھی اس نے بڑے زور و شور سے بتایا ہوا ہے۔ وہ یہی ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے جس کا ص۲۱ و۲۸ میں اس کا وعدہ دیا گیا تھا۔

پس واضح ہو کہ چکڑالوی صاحب بہادر اپنی تفسیر کے ص۱ میں آنحضرت صلعم کو مفسر ربانی حکیم حقانی کہکر آپ کی یہ حدیث کہ سورہ فاتحہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے نقل کی ہے پھر اس کے صفحہ ۸۴ میں کہا ہے۔ پس جو حدیث خواہ قولی یا فعلی یا تقریری رسول اللہ صلعم سے صحیح طور پر ثابت

ہوگی وہ عین بعین بلاچون وچرا قرآن مجید کے الفاظ کا ترجمہ اور اس کی حکمت وتفسیر ہوگی
اور ایسی صحیح حدیث کوئی بہی نہ ہوگی جو کسی آیت کا ترجمہ وتفسیر نہو۔ پہر اسکے صفحہ ۳۰ میں
آیت و نزلنا الکتب تبیانا لکل شئ نقل کرکے کہاہے۔ پس یہان بہی اول تو ہم قرآن کے
وعدے اور اُسکے دلائل کو دیکہتے ہین۔ بعدش یہ دیکہینگے کہ مفسر حقانی حکیم ربانی محمد رسول اللہ صلعم
کا ارشاد اس بارہ میں کیاہے۔ اور جب خود قرآن کریم اور ربانی حکیم دونوں کا ارشاد معلوم
ہو جاوے تو فیصلہ ہو جاتاہے۔

پہر صفحہ ۳۳ آنحضرت صلعم کو مفسر روحانی اور حکیم ربانی کہکر آپ کی ایک حدیث کو قرآن کی تشریح
اور تفصیل اور تفسیر کہکر نقل کیاہے۔ پہر اُسکے صفحہ ۳۵ میں نماز میں **آمین** کہنے کا مسئلہ جسکو اب
نماز جدید میں اُڑا دیاہے ایسا بیان کیاہے۔ اور کہاہے۔ کہ اس سورۃ (فاتحہ) کے متعلق ایک اور
مسئلہ بیان کرنا رہگیاہے۔ جو بہت ضروری ہے۔ یعنے مسئلہ آمین۔ کیونکہ یہ لفظ قرآن مجید میں
موجو نہیں اور رسول اللہ صلعم اس سورت کے بعد اسکو پڑہا کرتے۔ اور اوروں کو پڑہنے کے لئے
حکم دیا کرتے۔ جیساکہ بخاری میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آیاہے۔ پہر حدیث آمین صحیح بخاری
سے نقل کرکے صفحہ ۳۶ میں کہاہے۔ جب آمین قرآن کریم کا لفظ نہیں۔ تو پہر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
اسکو کیوں پڑہا کرتے تھے اور اوروں کو کیوں پڑہایا کرتے تھے۔ یہ ایک **ایسا سوال** ہے کہ اُس کے
حل سے تمام مشکلات متعلق احادیث حل ہو جاتی ہین۔ سو مختصر **جواب** یہ ہے کہ جملہ احادیث
صحیحہ نبویہ محض **ترجمہ یا تفسیر یا تفصیل ہوتے ہیں**
قرآن مجید کے الفاظ مبارکہ جامعہ کی اور وہ جملہ احادیث حقیقت میں قرآن کے اندر موجود
اور اس کے لفظوں کے اندر پڑے ہوئے ہیں یعنے وہ قرآن مجید ہی ہوتے ہیں
اگرچہ وہ الفاظ نہیں ہوتے جو قرآن مجید کے ہوتے ہیں اور یہ جملہ احادیث نبویہ تعلیم
الہی سے نبی صلعم کو قرآن مجید سے اسی طرح تعلیم فرمائی گئی تہیں۔ جس طرح خود احادیث کا ماخذ
یعنے قرآن شریف کی عبارتین تعلیم فرمائی گئیں تہیں۔ پس جو حدیث صحیح مروی عن النبی صلعم

ہوگی اس کا ماخذ ضرور قرآن مجید کی کوئی آیت ہے۔ نہ کوئی اور ماخذ اور ان احادیث نبویہ کا
نام قرآن شریف میں **حکمت** کے نام سے جابجا مذکور ہے۔ پس آمین بھی قرآن مجید ہی میں سے ہے
اگرچہ یہ لفظ بعینہٖ قرآن شریف میں موجود نہیں یعنے یہ کہ یہ قرآن شریف کے بعض الفاظ کا یہ ترجمہ
ہے۔ جو تعلیم وحی* سے رسول اللہ صلعم نے سیکھا اور اُسپر عمل کیا اور اس آیت میں اُسکو مسنون
ٹھیرایا پھر اُس کے تائید میں یہ ایک آیت نقل کی ہے مَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی
اور اس کا ترجمہ ان الفاظ سے کیا ہے یعنے ہمارا رسول اپنی طرف سے دین کے بارہ میں فقط وہی
کچھ کہتا ہے۔ جس کے کہنے کے لئے بذریعہ وحی* اسکو حکم ہوا ہے۔ پھر اور آیتین اور نقل کرکے کہا ہے
خلاصہ ان آیات شریفہ کا یہ ہے کہ رسول اللہ جو حدیث فرمائی ہے وہ محض اللہ تعالی کی تعلیم ہے
جو بذریعہ وحی* حاصل ہوئی تھی بیان فرمائی ہے۔ اپنی طرف سے کوئی بات بھی اس دین کے اندر شامل نہیں
کی اور نہ کر سکتے تھے۔ اور نہ ایسا کرنے کے مجاز تھے حقہ اور نہ ہی آپکو ایسا کرنے کی مجال تھی وہ اللہ تعالے
کے سچے اور پکے رسول تھے۔ کوئی حدیث مروی عنہ موجود نہیں۔ جنکی تعلیم رسول اللہ صلعم اسی طرح
نہیں ہوئی۔ جس طرح خود الفاظ قرآن مجید کی تعلیم ہوئی تھی۔ اب دیکھنا چاہیے کہ آیا ان احادیث
صحیحہ کا ماخذ صرف قرآن کریم ہی ہے یا قرآن کریم کے علاوہ اور کوئی ماخذ سو ہر ایک شخص مومن
مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اسبات کا یقین اور اعتقاد رکھے۔ کہ سوائے قرآن شریف کوئی
اور ماخذ احادیث نبویہ کا نہیں ہے۔ صرف قرآن شریف ہی ہر ایک دینی معاملہ کا ماخذ ہے اور
بس اور جملہ احادیث صحیحہ نبویہ۔ **قرآن شریف کا ترجمہ و تفسیر اور تفصیل ہوتی**
ہیں اور قرآن شریف میں اللہ تعالے نے ان احادیث کا نام **حکمت** کے نام سے یاد فرمایا ہے
کما قال اللہ تعالے جل شانہ و عم نوالہ۔ وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ مِّنَ الْکِتٰبِ وَالْحِکْمَۃِ یَعِظُکُمْ بِہٖ پ۲ رکوع ۱۳ اللہ تعالے
نے جو جو احسان اور انعام اور اکرام تم پر کیے ہیں۔
سب کو یاد کرو اور اس بڑی نعمت کو بھی یاد کرو کہ اُس نے تم پر کامل صفات والی کتاب قرآن
شریف اور الحکمت یعنے اس کی صحیح صحیح اور پوری سمجھ یعنے **حدیث** شریف نازل فرمائی ہے۔

* یہاں تعلیم آمین کو چکڑالوی نے تعلیم وحی کہا ہے حالانکہ قرآن میں لفظ آمین کا موجود نہ ہونا وہ خود بیان کر چکا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چکڑالوی کے سابق اعتقاد میں وحی الفاظ قرآن میں محصور و محدود نہیں وحی معنے بھی وحی کہلاتی ہے جسکو اہل اسلام وحی خفی و وحی غیر متلو کہتے ہیں۔ کیا اب بھی چکڑالوی وحی خفی سے انکار کرے گا۔

تاکہ ان دونوں کے ذریعہ تمکو نصیحت کرے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ پ ۳ ع ۱۵

یعنے اے نبی لوگوں کو وہ وقت بھی یاد دلاؤ جبکہ اللہ تعالے نے تمام رسولوں سے عہد لیا تھا کہ کہ ہم تم کو اپنی عظیم الشان اور عالیقدر کتاب میں سے کچھ کچھ دیتے رہینگے۔ اسکے سوائے پوری سمجھ ساتھ ساتھ دیوینگے۔ تم سب کے بعد ختم الرسل محمد رسول اللہ صلعم آوینگے اور جو جو کچھ تم کو دیا جاویگا۔ ان سب کی تصدیق کرینگے۔ تو دیکھو تم میں سے یعنے تمہاری امتوں نے اپنر ضرور ایمان لانا اور ضرور ضرور اُنکا ساتھ دینا۔ اور ہر طرح مال و جان سے اس کی مدد کرنا۔

فقد اتینا ال ابراھیم الکتاب والحکمۃ واتینٰھم ملکا عظیما پ ۵ ع ۵

کتاب آسمانی اور اسکے سمجھ عطا کرنے کا دستور کچھ نیا نہیں۔ ہمنے خاندان ابراھیم علیہ السلام کو آسمانی کتاب بھی دی اور اس کتاب کی سمجھ بھی اور ہمنے اسکو بڑی بھاری بادشاہی بھی دی۔

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۔ پ ۵ ع ۱۴

اور اللہ تعالے نے تجھپر کامل صفات والی کتاب یعنے قرآن شریف اور اُسکے ساتھ حکمت یعنے حدیث نازل کی اور تمکو ایسی باتوں کی تعلیم فرمائی کہ جن کا ادراک بلا تعلیم عملی تجکو نہیں ہو سکتا تھا جب تک جبرائیل ان باتوں کی صورت بنا کر نہ سنا دیتا۔ تب تک تجھکو بھی ان باتوں کا کبھی پتہ نہ لگ سکتا تھا اور تجھپر خدا کا بڑا ہی فضل ہے

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ الخ پ ۲ ع ۲

اور ہمارے یہ احسان جنکا اوپر ذکر ہوا ہے۔ اسی قسم کے ہیں جیسا ہمنے تمہارے درمیان تم ہی میں سے عظیم الشان رسول محمد صلعم کو بھیجا۔ جو تمکو ہماری آیات پڑھکر سناتا ہے اور تمکو ہر طرح کے کفر کی آلایش سے پاک کرتا ہے اور کامل صفات صفات والی کتاب یعنے حدیث شریف تعلیم فرماتا ہے۔ اور تمکو وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم بلا عملی صورت دیکھے کبھی نہ سمجھ نہ سکتے تھے۔

لطف یہاں میاں چکڑالوی حدیث کے ایمان وتسلیم میں ایسے محو و سرشار ہوئے ہیں کہ کتاب سے بھی حدیث مراد بتاتے ہیں۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَکِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَةَ وَ اِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ع ۱۱	وہی ذات پاک ہے جس نے ان پڑھ جاہل عربوں کے درمیان انہیں میں سے ایک عظیم الشان رسول کو بھیجا جو انکو اللہ تعالےٰ کی آیات پڑھکر سناتا ہے۔ اور ہر طرح کی ظاہری اور

باطنی میل کچیل سے انکو پاک کرتا ہے اور کامل صفات والی کتاب یعنے قرآن مجید اور اس کی حکمت کی حدیث شریف کی انکو تعلیم کرتا ہے۔ اور نبی کی تعلیم سے پہلے پہل یہ لوگ صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ خلاصہ ان آیات متبرکہ طیبہ کا یہ ہے کہ قرآن کریم کے تین حصہ ہیں ایک حصہ تو اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ الْکِتٰبَ ہے یعنے الفاظ و عبارت قرآنیہ دوسرا حصہ الحکمۃ ہے یعنے الفاظ و عبارات قرآن شریف کی سمجھ اور اُس کا پورا پورا اور حق حق مفہوم اور معنے اور تیسرا حصہ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَکُنْ میں داخل ہے یعنے وہ حصہ جو محض عمل سے متعلق اور اُس کی تعلیم بلا عملی تعلیم کے کماحقہ سمجھ میں نہیں آسکتی۔ مثلاً نماز کی ہیئات مفروضہ کے ادا کرنے کی کیفیت وغیرہ وغیرہ اور یہ تینوں حصہ اس آیت میں موجود ہیں اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ پھر چکڑالوی نے ص۳۶ میں بیان کیا ہے۔ کہ آمین قرآن کی اس دعا رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ کا ترجمہ یا خلاصہ ہے اور یہ جتایا ہے کہ لفظ آمین گو قرآن میں نہیں مگر پھر بھی وہ حکم قرآن ہے کیونکہ حدیث میں ہے جو قرآن کی حکمت اور بہ تعلیم وحی قرآن سے ماخوذ ہے۔ اور اپنی تفسیر کے ص۱۱ میں آیت یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کی تفسیر میں کہا ہے۔ ایمان بالغیب کے معنے ہیں ان جملہ امور کی تصدیق کرنی جو عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔ رب العالمین نے قرآن مجید کی صریح عبارتوں کی حکمت یعنے حدیث شریف میں بیان فرمائی ہیں۔ جو مفسر حقانی حکیم ربانی رسول اللہ صلعم کی زبانی معلوم ہوئی ہیں۔ پھر ص۱۱۱ میں کہا ہے کہ ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ جنت اور جنت کے کل لوازمات مومن کی موت سے لیکر دیدار خدا تک حدیث میں وارد ہیں۔ پس ان جملہ امور پر ایمان لانا

متقین کی صفت ہے یعنے یہ کہ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کے یہی معنے ہیں۔ کہ وہ متقین لوگ
ان تمام امور مغیبات پر جو قرآن کریم میں بعبارت یا بدلالۃ النص یعنے حکمت قرآن جو حدیث
کہلاتی ہے۔ ثابت شدہ ہیں صدق دل سے ایمان لاتے ہیں یعنے دل سے تصدیق کرتے
ہیں اور زبان سے اقرار کرتے ہیں چنانچہ مفسر حقانی حکیم ربانی رسول اللہ نے خود یُؤْمِنُوْنَ
بِالْغَیْبِ کی تفسیر و تفصیل بر وفق مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی فرمادی ہو
جو اوپر مذکور ہو چکی ہے۔ اسواسطے اب آپکی تفسیر کے سوا باقی جس قدر تفسیریں ہیں وہ قیاسات
او ظنون ہیں پھر اسی تفسیر کے ص ۲۷۳ میں کہا ہے خلود فی النار۔ جہاں کہیں قرآن میں
مذکور ہوا ہے۔ تو وہاں قرائن حالیہ و مقالیہ سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اس سخت
سزا کے مستوجب فقط کافرین مشرکین منکرین اسلام ہی ہوتے ہیں اور بس۔ اور بعض
لوگوں کا چند روز جہنم میں رہکر پھر جنت میں داخل ہونا ان تمام آیات سے ثابت ہے۔
جہاں جہنم کے دخول کے ساتھ خلود کی قید نہیں لگائی گئی اور جنکی تفصیل و تفسیر مفسر حقانی
صلعم نے بہ تعلیم ربانی یہ کی ہے۔ کہ کچھ لوگ اپنے گناہوں کے بدلے جہنم میں معذب ہونگے
پھر اللہ تعالے انکو اپنے فضل سے جنت میں داخل کریگا۔ کہ انکا نام جہنمیوں ہوگا۔
بخاری اور مسلم میں اسقدر احادیث اس بارہ میں موجود ہیں جنسے قطعی
او یقینی ثبوت حاصل ہوتا ہے کہ کچھ لوگ کیقدر عرصہ جہنم میں رہکر جنت میں داخل
ہو جائینگے۔ پھر اُسکے ص ۲۷۴ میں کہا ہے۔ اور چونکہ رسول اللہ صلعم مفسر حقانی کی زبانی قطعی
طور پر ثابت ہے۔ کہ کسی کسی وقت کچھ مدت کے بعد کچھ کچھ لوگ دوزخ میں سے نکالے
جاوینگے اسواسطے۔ الا ما شاء ربک کا ترجمہ الا من شاء ربک کیا گیا ہے تاکہ آیت
اور حدیث یعنے آیت اور اُس کی حکمت کا اتحاد و ارتباط و توافق ظاہر ہو جائے
چکڑالوی نے ان تمام آیات قرآن میں جہاں کہیں لفظ حکمت کتاب اللہ یا آیات
کتاب کے بعد وارد ہے اس سے حدیث شریف کو مراد بتایا ہے۔ اور جابجا آنحضرت صلعم

کو قرآن کے تفصیل کنندہ اور ربانی مفسر اور حدیث کو قرآن کی تفسیر و تفصیل و تبیین قرار دیا ہے اور جن آیات میں حکمت وارد ہے انکا ترجمہ وہی کیا جو ہمنے اور عام مسلمانوں نے کیا اور حدیث نبوی کو خدا کیطرف سے وحی اور خدا کی طرف سے نازل شدہ قرار دیا ہے۔ اب اس کا حدیث کے حکمت اور تفسیر قرآن اور آنحضرت صلعم کے مفسر قرآن ہونے سے انکار کرنا۔ اور حدیث کے وحی اور منزل من اللہ ہونے سے انکار کرنا عقل و انصاف و شرم و حیا کے رو سے کیونکر جایز اور لایق اور قبول و سماعت ہے اسکے جواب میں شائد یہ کہے کہ میری یہ عبارات و اعترافات اسوقت کے ہیں جبکہ میں حدیث نبوی کا قائل تہا۔ اب تو میں حدیث نبوی کا منکر ہو گیا ہوں۔ اب میری پرانی تصنیفات تفسیر وغیرہ جن میں حدیث نبوی کو حکمت تسلیم کیا ہوا ہے یا اُن سے بطور استدلال تمسک کیا گیا ہے میرے نزدیک مردود و مطرود ہیں۔ لہذا ان عبارات و تصنیفات کو میرے روبرو اور مقابلہ کے لئے پیش کرنا مناسب نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اگر تیری تفسیر وغیرہ تصانیف جن میں احادیث نبوی کو حکمت تسلیم کیا گیا ہے یا اُنسے استدلال واقعہ ہوا ہے اب تیرے نزدیک مردود و مطرود ہیں۔ تو پہر ان کتابوں کو تو جلا کیوں نہیں دیتا۔ اور اُنکے مطرود و مردود ہونیکا اشتہار کیوں نہیں دیتا۔ بلکہ اس کے برعکس اسی رسالہ اشاعۃ القرآن کے صـ۳ و ۱۲ میں ان کتابوں کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ اور تیرے ایک خلیفہ نے رسالہ نماز کے پہلے ورق میں ان کتابوں کی قیمت کا اشتہار دیا ہے۔ اس صورت میں تو ان کتابوں کا بیچنا اور اس کا دام کہانا۔ ایسا ہے جیسے نجاست کا بیچنا اور دام کہانا پہر جب تو ان کتابوں کو جلا دیگا یا اُسکے جلا دینے کے لایق ہونے کا اشتہار دے گا۔ اُسوقت ہم تیرے اس سوال کا جواب اور دینگے۔ بالفعل وہ جواب ریزرو (محفوظ) رکہا جاتا ہے۔ اور جبتک تو ان کتابوں کو جلا نہ دے اور اُن کی بے اعتباری کا اشتہار

نہ دے تب تک تجھپر الزام قایم ہوتا رہیگا - تو مانے خواہ نہ مانے اہل اسلام تو جان لینگے کہ جن باتوں سے نواب انکار کرتا ہے یہ ایسی باتیں ہیں کہ اس عمر تک تو بھی اہل اسلام کی طرح ان باتوں کا قائل رہا تھا - اور یہی ان باتوں کے نقل کرنے سے اصلی مقصود ہے شاید کوئی شخص یہ سوال کرے کہ ایک بات کی غلط ہونے سے ساری کتاب بھی تو لایق رد و جلا دینے کے نہیں ہو جاتی - اس کا جواب یہ ہے کہ اُس کی ان کتابوں میں حدیث کو حکمت اور تفسیر قرآن ماننا یا اُس سے استدلال کرنا ایک بات اور ایک چھوٹا سا جزو کتاب نہیں ہے - بلکہ اس کی کتابیں تو سب کی سب اول سے آخر تک حدیث کی تسلیم و استدلال سے پر ہیں - اور اس کا اکثر حصہ و جزو اعظم حدیث ہی حدیث ہے - پھر جس حالت میں حدیث اسکے نزدیک لایق رد ہے جو کل کتابوں کا جزو اعظم ہے تو کل کتابیں کیونکر لایق رد و جلا دینے کے نہ ہونگی - اب یا تو ان کتابوں کو اپنے نئے اعتقاد کے مطابق جلا دے یا حدیث نبوی کو مان لے - ان دونوں سے ایک بات ضروری تجھپر لازم ہوگی اور تجھے ملزم بنائیگی - یہ ہرگز نہ ہوگا کہ تو ان کتابوں کو مسلم بھی رکھے اور معتبر رکھے - اور حدیث نبوی کی حکمت و تفسیر قرآن ہونے سے بھی انکار کرے -

---

ازانجملہ - تیسری - چوتھی - پانچویں اور چھٹی آیات جسکو کاتب نے غلطی سے نمبر ۸ لکھا ہے فتوے میں اس مضمون کی ہے - کہ خدا تعالے اور اسکے رسول کی اطاعت کرو - جبتک تم رسول کو اپنا حاکم نہ بناؤ گے - مسلمان نہ ہو گے - جو رسول ہمنے بھیجا ہے - وہ اس لیئے بھیجا ہے کہ لوگ خدا کے حکم سے اس کا حکم مان لیں - جس نے رسول کا حکم مانا اس نے خدا کا حکم مانا ان آیات کا جواب چکڑالوی نے بڑی بیہودگی اور لغویت اور بے ادبی حضرت رسالت سے دیا اور کہا ہے کہ پھر تمہارے دو حاکم ٹھہرے ایک خدا دوسرا رسول - حالانکہ خدا تعالے نے اور آیات میں فرمایا ہے - حاکم خدا تعالے ہی ہے اور محمد صرف رسول ہے - اور تم لوگ

خود ہی کہتے ہو کہ آنحضرت جو کہتے وحی سے کہتے۔ پھر حکومت کہاں رہی محض رسالت ہی رہی اور رسالت صرف ابلاغ قرآنی میں منحصر ہے۔ لہذا ان آیات کا صحیح ترجمہ یہ ہوا کہ اللہ کی اور رسالت کی یعنی قرآن کی اطاعت کرو اور قرآن کے سوا جو رسول نے کہا ہے اس کو خدا تعالے نے منسوخ کر دیا ہے۔ وہ قریباً ۱۸ باتیں نہیں (جنکو چکڑالوی نے بصفحہ ۴۲ القائے شیطانی کہا ہے) لہذا قرآن کے سوا رسول کی کسی بات کو ماننا طاغوت کی پیروی کرنا ہے جسکی ممانعت دوسری آیت فمن یکفر بالطاغوت میں وارد ہے۔ اور طاغوت سے مراد ہر ایک باطل متبوع ہے جسمیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں نعوذ باللہ من ذلک کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

الجواب

اس جواب میں چکڑالوی نے ایسا کھلا کفر بکا ہے۔ کہ اسکے کفر ہونے میں کسی مسلمان کو شک نہ ہوگا۔ آنحضرت کے احکام دین اسلام میں علاوہ از قرآن کو طاغوتی حکم قرار دیا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان احکام کے سبب معاذ اللہ (نقل کفر کفر نباشد) طاغوت ٹھہرایا ہے۔ یہ کلمہ غیر اسلامی حکومت میں چکڑالوی نے کہا اور شائع کیا ہے اور اگر کسی اسلامی سلطنت میں یہ کلمہ منہ سے نکالتا۔ تو اس کا بدلہ فوراً پاتا۔ ہم مسلمان اس ملک میں رہکر اس کا کیا جواب دیں۔ اس کا جواب خدا تعالے ہی دے۔ یا اگر مسلمانوں میں کچھ حمیت اور اسلامی غیرت ہو تو وہ چکڑالوی پر ہادی دین اور بانی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کا استغاثہ کرکے جواب عدالت سے دلوائیں۔ موجودہ سلطنت گو اسلامی نہیں ہے۔ مگر نیوٹرل ہونے کی وجہ سے کسی دین مذہب کی توہین کو پسند نہیں کرتے۔ اور توہین کنندہ کو سخت سزا دیتے اور واصل جہنم دنیاوی (جیل) کرتی ہے۔ اس توہین کا معاملہ ہم پہلے ہی خدا تعالے کے اور پھر باغیرت مسلمانان حامیان اسلام کے سپرد کرکے اس مقام میں صرف چکڑالوی کے اس مغالطہ اور دہوکہ کا کہ آنحضرت کے احکام دین کو تم وحی کہتے ہو۔ پھر اونکو حاکم ٹھہرا کر اپنے

دو حاکم بناتے ہوئے جواب دیتے ہیں کہ مسلمانوں کے اعتقاد میں جسکو ہم فتوے میں کھلم کھلا ظاہر کر چکے ہیں۔ حقیقی حاکم صرف ایک ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیا علیہم السلام اس حکومت میں خدا تعالےٰ کے نائب اور خلیفہ ہیں۔ اور جو حکم وہ علاوہ از کتاب اللہ دین میں دے چکے ہیں وہ حکم بھی خدا تعالےٰ کی وحی خفی سے خدا تعالےٰ کی مرضی سے خدا تعالےٰ کے اذن واجازت سے دے چکے ہیں۔ لہذا حقیقی اور اصلی حاکم صرف اکیلا خدا تعالےٰ ہے اور رسول اللہ صلعم اس حاکم حقیقی کے نائب اور خلیفہ ہیں۔ اور جو حکم وہ دے گئے ہیں وہ بھی درحقیقت خدا تعالےٰ کا حکم ہے۔ جو کچھ بذریعہ وحی جلی (کتاب اللہ) ظاہر ہوا ہے اور جو کچھ بذریعہ وحی خفی (احادیث صحیحہ نبویہ) ظاہر ہوا ہے۔ لہذا اہل اسلام کا آنحضرت صلعم کو حاکم واجب الاتباع کہنا۔ خدا تعالےٰ کو حاکم حقیقی ماننے اور آنحضرت کو رسول ماننے کے مخالف نہیں حاکم ایک حکم ایک پر اس حکم کے ماخذ و مظہر دو ہیں۔ ایک قرآن دوسرا حدیث

اس جواب کی مزید توضیح جواب الجواب آیت ۱۳ میں ہوگی (جس پر غلطی سے ۱۴ لگایا گیا ہے۔ اور جو ان آیات کے ترجمہ میں چکڑالوی نے ملحدانہ تحریف سے تصرف کیا ہے اس کا جواب جواب آیت ۹ کے (جس پر غلطی سے نمبر ۱ لگایا گیا ہے) ضمن میں دیا جائے گا۔ انشاءاللہ تعالےٰ۔۔

نقل سرخی

یہاں چکڑالوی کی اصل عبارت کو جس میں اس نے حدیث کی پیروی کو طاغوت کی پیروی ٹھہرا کر گویا آنحضرت کو معاذ اللہ طاغوت بنایا ہے۔ اور آنحضرت کی تعظیم کو شرک قرار دیا ہے جنکی نقل کا وعدہ صفحہ ۲۹ و ۲۹۲ میں دیا گیا تھا۔ تاکہ چکڑالوی کے کافر و منکر رسول اور آنحضرت کی توہین کنندہ ہونے میں کسی کو شک و تامل باقی نہ رہے اور فتوے علمائے وقت کی تصدیق زیادہ ہو وہ اپنے رسالہ کے صفحہ ۶۵ و ۶۶ میں آیات ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ میں لفظ رسول اور رسول کی ضمیر مخاطب (ک) کا ترجمہ رسالت سے پھر رسالت کا ترجمہ قرآن سے کر کے لکھتا ہے اس آیت کی آیت ذیل میں مزید تفصیل ہے۔

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ	ترجمہ جو شخص منکر ہو (ناظرین یہ لفظ آنحضرت اور

اَسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى (پ ۳ ع ۲)	آپ حدیث کو طاغوت میں شامل کرنے کی

غرض سے بڑھایا ہے ورنہ اس لفظ کے بڑھانے کی اسکو ضرورت نہ تھی) طاغوت سے انکار کرے اور کتاب اللہ کے ساتھ ایمان رکھے تو اس نے ہماری نہایت ہی پختہ رسّی کو پنجہ مارا۔ اسس آیت میں طاغوت کے مقابلے میں کتاب اللہ پر ایمان لانے کا حکم ہے اور اسلئے "یحکموک" میں طاغوت کے مقابلے میں کتاب اللہ کو حکم بنانے کا فرمان ہے۔ طاغوت سے مراد ہر ایک باطل متبوع ہے ناظرین یہاں بھی لفظ ہر ایک کے کہنے سے چکڑالوی کی غرض آنحضرت اور آپ کی حدیث پر چوٹ کرنا ہے ورنہ یہاں بھی اس لفظ کے بڑھانے کی اسکو کوئی ضرورت نہ تھی اور اس سے پہلے صفحہ ۶۲ میں وہ یہ کفر بکا ہے دین میں محمد کا بھی حکم ہے اور خدا کا بھی یہ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات کے صریح خلاف ہے۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِيْنَ (پ ۷ ع ۱۳)	ترجمہ اللہ تعالےٰ کے سوا اور کسی کا ذرہ بھر بھی حکم نہیں بیان کرتا ہے حق کو اور وہی حق و باطل میں خوب تمیز و فیصلہ کرنے والا ہے۔
اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ پ ۱۲ ع ۱۵	ترجمہ اللہ کے سوا کسی کا ذرہ بھر حکم نہیں اور اس نے

یہ حکم دیا ہے کہ خاص اس کے سوائے اور کسی کی تعظیم نہ کرو۔ اس بیہودہ گوئی میں اطاعت و حکم کے متعلق جو کچھ چکڑالوی نے کہا ہے اس جواب تو بصفحہ ۳۳۶ گذر چکا ہے۔ یہاں صرف اس کے اصل کلمات کفر کا نقل و بیان مقصود تھا سو ہو گیا۔ آیت اخیر میں جو اس نے لَا تَعْبُدُوْا کا ترجمہ کسی کی تعظیم نہ کرو کیا ہے۔ اس سے اس کا یہی مقصود ہے کہ آنحضرت کی تعظیم جائز نہیں کیونکہ اس آیت کو اس نے اس دعوے کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ کہ کیا دین میں محمد کا حکم بھی اور خدا کا بھی۔ اسی واسطے وہ آنحضرت کا نام تعظیم سے نہیں لیتا اور اسکے ساتھ لفظ صلوٰۃ سلام نہیں ملاتا۔

اس مقام میں اس ترجمے کا غلط اور کفر ہونا ظاہر کیا جاتا ہے۔ لَا تَعْبُدُوْا کا

صحیح ترجمہ عبادت نہ کرو ہے نہ یہ کہ تعظیم نہ کرو لاتعبدوا کا مصدر جس سے یہ لفظ نکلا ہے عبادت ہے اور عبادت کے معنے اور حقیقت یہ ہے کہ اپنے معبود کے سامنے اس قدر ذلت کا اظہار کریں جو کسی ہم جنس مخلوق کے سامنے ظاہر نہ کیجاتی ہو اور اُس کی عظمت ایسی دل میں رکھیں جو کسی مخلوق کی نسبت دل میں نہ ہو اور اس عظمت کے اظہار ایسے افعال سے عمل میں لائیں جو مخلوق کے لئے عمل میں نہ آتے ہوں جیسے رکوع و سجود وغیرہ مطلق تعظیم تکریم و ادب و عزت جو چھوٹا مخلوق بڑی مخلوق کی نسبت کرے عبادت نہیں کہلاتی اور قرآن میں غیر اللہ کیلئے اسکی ممانعت نہیں آئی بلکہ اس تعظیم و تکریم کی تو قرآن میں صاف اجازت بلکہ تاکید آچکی ہے اور ایسی تعظیم و تکریم تو اللہ تعالےٰ نے باوجود خالق اور سب بڑوں سے بڑا ہونے کے اپنی پیاری اور معزز مخلوق (انبیاء و ملائکہ) کی کی ہے۔ ایک آیت میں ارشاد ہے

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ (سورہ فتح ع)

اے نبی ہمنے تجھکو شاہد بناکر اور بشارت دینے اور ڈر سنانے والا بھیجا ہے تاکہ (اے مومنو!) خدا تعالےٰ و رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اس رسول کی عزت و توقیر کرو۔

شائد چکڑالوی اس میں یہ کہے۔ کہ ضمیر تُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ خدا تعالےٰ کیطرف راجع ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کا بھی اس سے پہلے ذکر ہے جیسا کہ رسول اللہ ذکر ہے لہذا ہم ایک اور آیت پیش کرتے ہیں جس میں خدا تعالیٰ کا پہلے ذکر نہیں وہ آیت یہ ہے جو بالفاظہا الصفحہ ... منقول ہوگی اس کے اخر میں ارشاد ہے جو لوگ اس رسول پر ایمان لائے اور اونہوں نے آپ کی عزت کی اور ان کی مدد کی وہی نجات پانے والے ہیں

یہ آنحضرت کی تعظیم و تکریم کے حکم متضمن آیات ہیں۔ اب خدا کے اس فعل تکریم بیان سنو۔ قرآن میں جہاں کہیں حضرتؐ سے خطاب ہوا ہے وہاں یا ایہا الرسول یا ایہا النبی فرمایا گیا ہے کہیں بھی یا محمد یا احمد نہیں کہا گیا یہ آنحضرؐ کی تعظیم و تکریم نہیں تو اور کیا ہو۔ ایک آیت میں ارشاد ہو

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ	یہ قرآن عزت والے رسول کا قول ہے یعنے اُس کے منہ سے بالہام الہی نکلا ہے یہ کسی

شاعر کا قول نہیں۔ شاید چکڑالوی دشمن رسول کریم یہ کہے۔ کہ یہ قول جبرئیل کے حق میں ہے۔ اسکے جواب میں کہا جائیگا۔ کہ جبرائیل بھی ایک مخلوق ہے اس سے بھی خدا تعالے کا ایک مخلوق کی تعظیم کرنا ثابت ہوتا ہے۔ ایک آیت میں ارشاد ہے۔ مومنو تمہارے پاس تم میں سے ایسا رسول آیا ہے جسکو تمہارا رنج و گناہ ناگوار ہے اور وہ تمہاری بھلائی کا حرص کرنیوالا اور مومنوں کے حق میں نہایت نرم دل نہایت مہربان ہے اس آیت میں خدا تعالے

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ پ ۱۱ ع ۵	نے آپکی تکریم حد کمال کو پہنچادی کہ اپنی دو صفتوں (۱) رؤف (۲) رحیم کے ساتھ آپ کی تعریف کی۔ یہ دو صفتیں اللہ تعالے میں حقیقی اور اصلی معنے سے

موجود ہیں آنحضرت میں انکا وجود ظلی طور پر ہے۔ اس سے بڑھکر کسی کی عزت کیا ہوگی خالق نے آنحضرت کی یہ عزت کی ہے تو اوس مخلوق پر جو آپ پر ایمان لائے ہیں۔ کیوں یہ عزت کرنا واجب نہ ہوگا خصوصاً جبکہ خدا تعالے نے اس کی عزت کرنے کا حکم بھی دیا ہو۔ ایک آیت میں ارشاد ہے لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا جسکے معنے تفاسیر میں یہ لکھے ہیں کہ آنحضرت کو یا محمد کہکر نہ پکارا کرو یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہا کرو۔

از انجملہ ساتوین اور آٹھوین آیت فتوی میں اس مضمون کی ہیں کہ ہر ایک رسول اپنی قوم کی زبان کے ساتھ رسول ہوکر اسواسطے آیا ہے۔ کہ وہ ان کے آگے کتاب کا مطلب بیان کرے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اسیواسطے بھیجا ہے کہ آپ لوگوں کے آگے احکام الہی قرآنی کی جو حرف لغت سے سمجھ مین آتے تھے تفصیل و تفسیر کرین ان آیات کا جواب چکڑالوی نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۴۸ و ۴۹ پر حوالہ دیا ہے اور ان صفحات میں یہ کہا ہے کہ یبین ولیبین کے (جو ان آیات میں ہیں) معنی صرف ظاہر و آشکارا کرنے کے ہیں شرح و تفصیل کرنے کے نہیں دیکھو منتہی الارب وغیرہ۔ پھر کہا ہے۔ مولوبصاحب

اور اُن کے ہمراہی قیامت تک کوئی ایسی آیت پیش نہ کر سکینگے جس میں پیغمبر صاحب کی نسبت قرآن شریف کی تفصیل کرنے کا لفظ ہو۔ آپ کی نسبت صرف قرآن مجید کے بیان و تبلیغ و تعلیم وغیرہ اس قسم کے الفاظ آتے ہیں۔

الجواب

جن الفاظ کو چکڑالوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت قرآن مجید مین مستعمل اور وارد شدہ تسلیم کرتا ہے۔ اِن ہی الفاظ کے معنے لغت عرب میں تفصیل و تشریح و توضیح کے آگئے ہیں اور اُسپر وہی کتب لغت شاہد و ناطق ہیں جنکا چکڑالوی نے حوالہ دیا ہے اور اسی لغت و محاورہ کی نظر سے عامہ مفسرین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کا مفسر و تفصیل کنندہ قرار دیا ہے اور مفسرین کو چکڑالوی نہ ملنے اس کی تفسیر مین ان الفاظ قرآن اور ان آیات کے یہی معنے اور آنحضرت کا یہی خطاب مفسر وغیرہ جابجا بیان ہوا ہے۔ ازانجملہ ایک لفظ یُعَلِّمُ ہے دوسرا لفظ یبین۔ لفظ یعلم سے آنحضرت کا مفسر حقانی قرآن ہونا اسکے اور دیگر مفسرین کی عبارت سے پہلے ثابت ہو چکا ہے۔* رہا لفظ یُبَیِّنُ جو آیات زیر بحث میں آنحضرت و دیگر انبیاء علیہم السلام کی نسبت وارد و موجود ہے۔ اسپر یہاں بحث کیجاتی ہے۔ قاموس میں ہے۔ بان بیانا اتضح فھو بین و بینۃ وابنتہ واستبنتہ او ضحتہ وعرفتہ۔ اس عبارت میں بیان کے معنے توضیح کے کئے گئے ہیں جو تفصیل و تفسیر کے ہم معنی ہیں۔ اور منتھی الارب ص۱۲۵ میں ہے بیان فصاحت و زبان آوری۔ البیان ما تبین بہ الشیٔ من الدلالۃ وغیرہ یعنے بیان وہ ہے جس سے ایک چیز کھل جاوے اُس کی دلالت سے یعنے اسکے الفاظ کے معانی و مفہوم سمجھے جاتے ہے۔ یہ دلالت کا لفظ دو چیزوں کو چاہتا ہے ایک دال یعنے لفظ کو دوسرا اس کا مدلول یعنے معنی اور معنی کا واضح کرنا یہی تبین ہے یہی تفسیر یہی تفصیل ہے۔ لیجیے یہ وہ کتاب منتھی الارب ہے۔ جس کا حوالہ چکڑالوی نے دیا تھا اس سے کھلے الفاظ

* دیکھو ص۳۲۵ و ۳۱ و ۳۲۹ و ۳۱۳ وغیرہ

میں نکل آیا کہ بیان وہ ہے جس سے ایک لفظ کے معنی و مفہوم و مدلول کھل جائے۔ جب چکڑالوی کی مسلمہ کتب لغت سے بیان کے معنی ثابت ہو گئے تو اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن کی شرح و تفصیل کرنے کا منصب عطا ہونا بہ نص قرآن ثابت ہوا اور قیامت سے پہلے پہلے ابھی اور دم نقد قرآن مجید سے ثبوت ملگیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کی تفصیل کرنے والے ہیں اور قرآن کا بذات خود مفصل ہونا اس معنی سے ہے۔ کہ آنحضرت نے بھی قرآن کے بعض احکام مطالب کی تفصیل کر دی ہے۔

اب ہم اسباب میں مفسرین کے اقوال پیش کرتے ہیں پھر خود چکڑالوی کی تفسیر کو پیش کرینگے۔

تفسیر جلالین میں ہے۔ یبین کے معنے یہ بیان کئے تاکہ وہ رسول ان کو سمجھاوے

لیبین لهم لیفهمهم ما اتی به جلالین ص۲۰۲ جو وہ خود خدا کی طرف سے لایا یعنے قرآن وغیرہ کتب

ایسا ہی معالم التنزیل بصفحہ ۲۸۶ لکھا ہے اور تفسیر فتح البیان میں لیبین کے معنے

لیبین لهم ای لیوضح لهم ما امر الله من الشریعة التی شرعها لهم فتح البیان ص۲۰۶ جلد ۲ واضح کرنے کے لکھے ہیں اور کہا ہے۔ کہ لفظ سے یہ مراد ہے۔ کہ انکو تمام شریعت کی توضیح و تشریح کر دی جو ان کے واسطے مقرر کی تھی۔

اور جس آیت میں خود قرآن مجید کو تبیان کہا گیا ہے اس کی تفسیر میں فتح البیان میں کہا ہے،

ومعنی کونه تبیانا لکل شیٔ ان فیه البیان البلیغ لکثیر من الاحکام والاحالة فیما بقی منها علی السنة وامرهم باتباع رسول صلے الله علیه وسلم فیما یاتی به من الاحکام وطاعة کما فی الآیات القرانیة الدالة علی ذلك وقد صح عنه صلی الله علیه وسلم انه قال اوتیت القران ومثله معه قال الکرخی

قرآن کی ہر چیز کے لئے تبیان ہونے کے یہ معنے ہیں کہ اس میں بہت سے احکام کا بیان ہے اور باقی ماندہ احکام کا سنت نبوی (حدیث) پر حوالہ اور یہ حکم ہے۔ کہ ان احکام میں لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں جیسا کہ آیات قرآنیہ میں ارشاد ہے اور آنحضرت صلعم سے یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ آپنے فرمایا۔ کہ مجھے

اما تنبیه فی نفسها لکتاب او بلاحالته علی السنة
لقوله تعالیٰ وما آتاکم الرسول فخذوه
وما نهاکم عنه فانتهوا۔ فاندفع ما
قیل کیف قال الله ذلک ونحن نجد
کثیرا من احکام الشریعة لم یعلم من القرآن
کعدد رکعات الصلوٰة ومدة المسح
والحیض ومقدار حد الشرب ونصاب
السرقة وغیر ذلک (فتح البیان ص۲۱ جلد ۶)

قرآن بھی عطا ہوا ہے اور اس کی مثل بھی۔
یعنی حدیث بھی عطا ہوئی ہے۔ کرخی نے اس
آیت زیر بحث کے یہی معنے کئے ہیں کہ احکام
یا تو خود قرآن میں بیان ہوئے ہیں یا قرآن
نے باقی کا حوالہ سنت پر کردیا ہے چنانچہ فرمایا
ہے رسول جو تم کو دے لے لو۔ اس تقریر سے
وہ سوال رفع ہوا کہ خدا نے یہ بات کیوں کہدی
حالانکہ بہت سے احکام شریعت ہم قرآن
میں نہیں پاتے جیسے رکعات نماز کی تعداد اور مسح موزہ کی مدت اور ایام حیض کی میعاد اور
شراب کی حد سزا اور چوری کی مقدار جسپر سزا ہوتی ہے۔ اور جلالین کے حاشیہ میں خطیب سے نقل

قوله تبیانا لکل شیء لم یضرها فی بعض الآیات
من الخفاء فی کونه تبیانا۔ فان المبالغة
فی الکمیة دون الکیفیة من الروح۔ فان
قیل کیف کان القرآن تبیانا لکل شیء۔
اجیب بان المعنی من کل شیء من امور
الدین حیث کان نصا علی بعضها واحالة
علی السنة بعضها حیث امر فیه باتباع
النبی صلی الله علیه وسلم وطاعته وقد قال
قتادة وما ینطق عن الهوی وحثا علی قوله
تعالیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین وقد
رضی رسول الله لامته اتباع الصحابة والاقتداء

کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ قرآن ہر چیز کا بیان
ہے بعض چیزوں کے مخفی ہونے کے مخالف
نہیں ہے۔ یہاں مبالغہ کرکے کل کا لفظ کہنے
سے مقدار اشیاء مراد ہے (یعنی لفظ کل سے
کثرت مراد ہے) نہ کیفیت بیان۔ جیسے روح
کہ اسکی کیفیت بیان نہیں ہوئی۔ اگر کوئی
یہ اعتراض کرے۔ کہ قرآن کل چیزوں کا بیان
کیونکر ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں
کل سے وہ چیزیں مراد ہیں جو ضروریات
دین سے ہیں از انجملہ بعض تو قرآن میں کھولکر
بیان ہوئی ہیں اور بعض کے بیان کا حدیث پر

(باؤ نادرھم جلالین صفحہ ۲۲۲) حوالہ دیا گیا ہے جہاں پر یہ حکم ہوا کہ آنحضرت کی پیروی اور اطاعت کریں - قتادہ تابعی نے اس پر یہ قول خداوندی پیش کیا ہے کہ آپ اپنی خواہش نفس سے دین میں کچھ نہیں فرماتے جو کہتے ہیں وحی سے کہتے ہیں اور قرآن میں یہ رغبت دلائی ہے - کہ لوگ تمام مومنین کی راہ اختیار کریں یہ آنحضرت نے یہ بھی پسند کیا ہے کہ دوسرے لوگ اصحاب نبوی کی پیروی اختیار کریں - یہ اکابر اہل اسلام کی تفسیروں کی شہادت ہے - جس میں صاف بیان ہے کہ قرآن مجید کا تفصیل و بیان احکام ہونا اس معنی سے ہے کہ بیان و تفصیل حدیث بھی قرآن ہی تفصیل ہے تفسیر کبیر جلد ۵ کے صفحہ ۴۲ میں تفصیل کل شیء کے اور معنے بھی*

اب ہم خاص چکڑالوی کی تفسیر سے اس مضمون کے اقوال نقل کرتے ہیں جن میں اس نے یہ اقرار کیا ہے اور ان الفاظ و آیات کا وہی مطلب بیان کیا اور آنحضرت کا منصب تشریح و تفسیر قرآن تسلیم کیا ہے اور حدیث کو تفسیر و تفصیل و تبیین قرآن اور آنحضرت کو حقانی مفسر تسلیم کیا ہے -

پس واضح ہو - کہ چکڑالوی نے اپنی تفسیر کے صفحہ ۱ سطر ماقبل آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مفسر ربانی حکیم حقانی کے خطاب سے یاد فرما کر آیت سبع مثانی و قرآن عظیم کی تفسیر میں ایک حدیث نقل کی ہے - پھر صفحہ ۱۴ میں آیت یعلمھم الکتٰب والحکمۃ کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ رسول سکھاتا ہے کتاب یعنی قرآن مجید اور الحکمۃ یعنی اوس کی سمجھ اور مطالب سکھاتا ہے یہ صاف و صریح چکڑالوی کا اقرار ہے - کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ صرف الفاظ قرآن کا ابلاغ کرتے بلکہ اس کے ساتھ اس کے معانی و مطالب بھی سکھاتے اس اقرار چکڑالوی کو پڑھکر اتباع چکڑالوی اس کی پیروی نہ چھوڑیں - تو خدا تعالے انکو چھوڑے - پھر اسی تفسیر کے صفحہ ۳۰ جانب آخر سے چوتھی سطر میں آنحضرت کو مفسر حقانی حکیم ربانی کے القاب سے یاد کرکے آپ سے ایک حدیث کو قرآن کی تفسیر میں نقل کیا ہے پھر اسکے صفحہ ۸۳ میں حدیث کو قرآن کی حکمت اور سمجھ کہا ہے - جس کی اصل عبارت بصفحہ ۳۳ نقل ہو چکی ہے

* ان معنوں سے بھی ہمارے بیان سابق کی تائید ہوتی ہے

پھر صنہ ۱۱ میں حدیث کو حکمت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مفسر حقانی قرآن کہا ہے۔ اس صفحہ کی عبارات یہی صنہ ۳۳ میں نقل ہو چکی ہے پھر صنہ ۱۱۲ میں حدیث کو قرآن کی حکمت اور آنحضرت کو مفسر حقانی کہا ہے اس کی عبارات یہی صنہ ۳۳ میں نقل ہو چکی ہے پھر صنہ ۱۶۶ میں آیت اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ نقل کرکے اس کا وہی ترجمہ کیا ہے جسکو اب غلط ترجمہ بتاتا ہے اسمیں آنحضرت کی اطاعت کو اور ہر قسم کی حکومت کی اطاعت کو واجب کہا ہے پھر صنہ ۲۷۹ سطر ۴ جانب اخیر میں حضرت مسیح کے متعلق ایک حدیث نبوی نقل کرکے اسکو قرآن کی تفسیر کہا ہے پھر صنہ ۲۸۱ سطر ۱۰ میں حضرت مسیح کے متعلق گیاران پیشگوئیان نقل کرکے انکو تفسیر حقانی اور قرآن کی تبیین و تفصیل کہا ہے پھر صنہ ۲۸۵ سطر ۱۱ میں ایک حدیث کو تفصیل قرآن کہا ہے پھر صنہ ۳۱۵ سطر آخیر میں سنت کو کتاب اللہ کی تفسیر و تبیین و تفصیل کہا ہے پھر صنہ ۳۴۱ سطر اخیر میں حدیث کو کتاب اللہ کی تبیین و تفصیل کہا ہے۔ ان مقامات کی اصل عبارات ہم نقل کریں تو ایک طومار بن جائے۔ ناظرین یہ الفاظ جو ہمنے نقل کئے ہیں ان مقامات محولہ میں دیکھ لیں اور انصاف سے کہیں۔ کہ ان اعترافات کے برخلاف چکڑالوی کا اب یہ کہنا کہ آنحضرت کو صرف ابلاغ الفاظ قرآن کا منصب عطا ہوا تھا اور تفسیر و تفصیل مطالب معانی قرآن کا منصب نہین دیا گیا اور قرآن میں آپ کی نسبت تفصیل کرنے کا لفظ نہیں بولا گیا"۔ جو الفاظ بیان تعلیم آپ کی نسبت کہے گئے ہیں اُن سے آپکا منصب تفصیل و تفسیر ثابت نہیں ہوتا"۔ یہ طرفہ دروغگوئی نہیں تو پھر دنیا میں دروغ گوئی کس چیز کا نام ہے اور اس طرفہ پر طرہ یہ کہ مباحثہ میں چکڑالوی سوال اول کے جواب میں خود مان چکا اور بصفحہ ۱۰ مباحثہ کہہ چکا ہے کہ جن آیات کتاب اللہ میں رسول اللہ صلعم خود بھی اشد محتاج تھے تعلیم عمل کے انہیں تمام لوگ عموماً خصوصاً قیامت تک اشد محتاج ہوتے ہیں حدیث شریف کی جس طرح اشد محتاج خود ہی رسول اللہ صلعم تعلیم عمل کے تھے۔ پھر سوال دوم کے جواب میں بصفحہ ۵ مباحثہ کہہ چکا ہے کہ حدیث صحیح سے مراد قول یا فعل یا تقریر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو آپنے کسی مسئلہ قرآنیہ کے متعلق کیا یا کہا یا کسی کے کئے کو ثابت رکھا اور یہ تمام امور قرآن کے ترجمہ یا تشریح تک

محدود ہیں۔ ان اقوال میں چکڑالوی نے حدیث نبوی کو قرآن کی تشریح مان لیا ہے۔ اور عام لوگوں کو جتلائے کہ رسول مقبول کو عملی تعلیم میں احکام قرآن کی تشریح میں حدیث قولی وفعلی کا محتاج ٹھہرایا ہے۔ اور اب آنحضرت کے منصب تفصیل وتشریح سے انکار کیا جاتا ہے اور احادیث نبویہ کی پیروی کو کفر وشرک اور طاغوت کی پیروی بتایا جاتا ہے۔ اس سے بڑھکر دیری اور دغگوی دنیا میں اور کیا ہوگی۔

نویں آیت جس پر غلطی سے بنمبر ۱۰ لگایا ہے فتوے میں اس مضمون کی ہے۔ کہ جو

لوگ خدا اور اس کے رسولوں کے ماننے میں فرق کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں۔ کہ ہم خدا کو تو مانینگے مگر رسولوں کو نہ مانینگے وہ پکے کافر ہیں۔	اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا (نساء ع ۱۰)

اس کا جواب چکڑالوی نے کوئی نہیں دیا۔ صرف ملحدانہ تعریف وتصرف سے اس کا ترجمہ بدل دیا ہے۔ جس میں رسولوں کا ترجمہ رسالت سے کیا ہے۔ پھر رسالت سے قرآن مراد بتایا ہے۔ یہاں اصل ترجمہ چکڑالوی کا نقل کیا جاتا ہے جس سے ناظرین کو اس کا ملحدانہ تصرف معلوم ہو۔ وہ اس کا ترجمہ ان الفاظ سے کرتا ہے۔ جو لوگ اللہ یعنی اس کے رسول کی رسالت کا انکار کرتے ہیں اور جو لوگ چاہتے ہیں۔ کہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسولوں کی رسالت میں فرق کریں یعنے کتاب کو جدا اور رسالت رسول کو جدا سمجھتے ہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم قرآن مجید کے کچھ حصہ کو مانتے ہیں اور کچھ نہیں مانتے الخ۔

الجواب

اس ملحدانہ تصرف کا یہی جواب ہے۔ کہ ظاہر الفاظ قرآن کو چھوڑ کر من گھڑت معنی مراد ٹھہرانا کفر والحاد ہے اور یہ فرقہ باطنیہ کا شیوہ ہے جو اہل اسلام کے نزدیک کافر ہیں **شرح عقاید** اور **فقہ اکبر** میں ہے۔

النصوص من الکتب والسنۃ تحمل علےٰ ظواہرھا مالم یصرف عنہا مانع قطعی والعدول الی معان یدعیہا الملاحدۃ الباطنیۃ زندقۃ (شرح عقائد وشرح فقہ اکبر)	کہ قرآن اور حدیث کے کھلے کھلے الفاظ سے انکے ظاہری معنے مراد لیے جائینگے۔ جبتک کہ کوئی قوی مانع ظاہر سے نہ روکے اور جو معنی خلاف ظاہر ملحدین باطنی مراد بتاتے ہیں وہ چھپا کفر ہے!!

باطنی ملحدوں کے اس قسم کے معنی جو آیاتِ نماز و زکوٰۃ و حج کے وہ مراد بتاتے ہیں۔ ان کی تفصیل اشاعۃ السنۃ جلد ۶ نمبر ۳ امیں بضمن فتوے علماے پنجاب وہندوستان بحق مرزا قادیان بیان ہوئے ہیں۔ یہ اقوال فہمایش اہل اسلام نقل کئے گئے ہیں۔ چکڑالوی جو حدیث چھوڑ قرآن کو بھی نہیں مانتا چہ جاے اقوال علماء اسپر الزام قایم کرنے کے واسطے اس کا قول نقل کیا جاتا ہے۔ وہ اس آیت کا ترجمہ مباحثہ کے ص میں ایسا کر چکا ہے جس میں رسل سے رسول نے رسالت مراد بیان کر چکاہے۔ وہ ترجمہ یہ ہے۔ کافر چاہتے ہیں کہ اللہ کی کلام میں اور اسکے رسولوں کی کلام میں فرق کریں ایسا کرنے سے یہ لوگ بڑے سخت پکے کافر ہیں۔ اس الزام کے علاوہ وہ چکڑالوی کو یہ بھی تھوڑا سا حیا و شرم کو کام میں لاکر سوچنا چاہئے۔ کہ جو ترجمہ اسنے آیت زیر بحث کا کیا ہے وہ کیونکر بن سکتا اور صحیح ہوسکتا ہے۔ یہ صاف اور کھلی بات ہے۔ کہ تفرقہ جسپر اس آیت میں وعید ہے ہمیشہ دو چیزوں میں ہوتا ہے نہ ایک چیز اور اس کے دوسرے نام یا تفسیر میں۔ پس اگر آیت زیر بحث میں خدا تعالےٰ اور اسکے رسل سے ایک چیز ہی (قرآن کتاب اللہ) مراد ہوتی۔ تو اس ایک چیز میں تفرقہ کرنے پر کفر کا حکم کیوں لگایا جاتا اور اُس کے مابعد والی آیت میں اس ایک ہی چیز میں تفرقہ نہ کرنے والوں کو ثواب کا وعدہ کیوں دیا جاتا۔ نزول ان آیات کے وقت میں ایسے کون لوگ تھے جو اللہ تعالےٰ اور اُس کی کتاب کو جدا جدا سمجھتے تھے اور اس وجہ سے وہ بقول چکڑالوی سخت اور پکے کافر کہلائے۔ اور وہ کون لوگ تھے جنھوں نے خدا تعالیٰ اور اس کی کتاب کو ایک سمجھا اور اس وجہ سے خدا تعالیٰ نے انکو مومن کہا۔ ان دونوں آیتوں میں ان دونوں فریق کے حال کی حکایت ہے۔ لہذا ضروری امر ہے کہ نزول قرآن کے وقت دونوں فریق کے اشخاص موجود ہوں

اور یہ جایز نہیں ہے۔ کہ آج کل کے لوگ ان آیات کے مصداق ہوں یعنی۔ چکڑالوی اور اس کے پیرو جو اللہ تعالےٰ کو اور اس کی کتاب کو یا رسالت کو جدا نہیں سمجھتے دوسری آیت کے مصداق اور مومن ہوں اور روئے زمین کے مسلمان جو اللہ تعالیٰ کو ایک ابدی و ازلی مستقل ذات سمجھتے ہیں اور اُسکے رسولوں کو جو خدا تعالےٰ کے اشرف مخلوق ہیں یا اُنکے کلام کو جو انسانی کلام ہے (گو اُس کا مضمون الہامی ہے) جدا سمجھتے ہیں پہلے آیت کے مصداق اور کافر ہوں کیونکہ اُن آیات میں موجودہ زمانۂ نزول کی حکایت ہے۔ چنانچہ چکڑالوی نے اس کا ترجمہ حال کے صیغوں "چاہتے ہیں اور جدا سمجھتے ہیں" سے کیا ہے۔ لہذا یہ ممکن نہیں کہ زمانہ آیندہ کے افراد اسکے مصداق ہوں پس اگر چکڑالوی زمانہ نزول کے وقت ان دونوں آیتوں کے مصداق پیدا نہ کرسکے اور اس کی مثال میں کسی شخص یا فرقے کا نام نہ لے سکے تو پھر شرم و حیا کو کام میں لاکر مان لے کہ اس کے من گھڑت معنی صرف اسکا الحاد اور محض زندقہ و الحاد ہے اور آیت کے معنے صحیح وہی ہیں جو تمام مسلمان کرتے چلے آئے ہیں اور فتوے میں بیان ہوئے ہیں۔ کیونکہ وہی معنے ایسے ہیں جنکے زمانہ نزول آیت میں مصداق موجود تھے۔ پہلی آیت قرآن کا مصداق تمام کفار تھے جو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولوں میں یوں فرق کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کو تو مانتے تھے اور اُس کے رسولوں کو نہ مانتے تھے اور آیت دوم کے مصداق عام مومن مسلمان تھے جو اللہ اور اس کے رسولوں میں سے کسی ایک میں اس طور پر فرق نہ کرتے کہ خدا تعالےٰ کو تو مانتے اور اسکے رسولوں میں سے کسیکو نہ مانتے۔ آیت دوم میں لفظ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ یعنے ہم اُن میں سے ایک کو بھی نہ ماننے سے فرق نہیں کرتے ایسا شاہد ناطق اور دلیل قطعی ہے جس سے یقیناً ثابت ہوتا ہے۔ کہ لفظ رسل سے اس آیت میں خدا تعالیٰ یا اس کا کلام (قرآن کتاب اللہ) ہرگز مراد نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے تمام رسول مراد ہیں۔ جن میں سے ایک کو نہ ماننا بھی کفر اور ایمان کے برخلاف ہے اور اگر لفظ رسل سے مراد خدا تعالےٰ ہی کا کلام (قرآن) مراد ہوتا تو دوسری آیت میں لفظ مِنْهُمْ جمع مذکر جس کے واسطے کم سے کم بحکم اقل الجمع ثلثہ تین اشخاص کا ہونا ضروری ہے کیوں بولا جاتا ہے اور اس ضمیر کا مرجع کہاں اور کون ہے افسوس مجھے بار بار

کہنا پڑتا ہے۔ کہ چکڑالوی بےعلم ہے اس کی بےعلمی اور مسائل صرف و نحو و عربیت سے ناواقفی اس کو اجتہاد سراسر الحاد پر جو اس آیت کے ترجمے میں اس سے سرزد ہوا ہے باعث ہوئی ہے۔ صرف و نحو میں تھوڑی سی واقفیت رکھنے والا بھی یہ جرأت نہیں کرسکتا جو اس ترجمہ میں اس سے ہوئی ہے۔ یہی اجتہاد سراسر الحاد چکڑالوی نے آیت نمبر ۳۔ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ میں لفظ رسول کے ترجمہ میں کیا ہے چنانچہ ص۶۵ اس رسالہ میں رسول کا ترجمہ رسالت کیا ہے اور واو والرسول واو عطف بنا کر کہا ہے وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ۔ اَطِيْعُوا اللّٰهَ کی تفسیر ہے۔ اس ترجمے کے الحاد ہونے پر وہی دلیل ہے۔ کہ رسول سے رسالت مراد لینا ظاہر کے خلاف ہے جس کا بلا مانع قوی ترک کرنا الحاد ہے اور اس الحاد کا بطلان و فساد معلوم کرنے کے لئے یہ بھی چکڑالوی کو سوچنا چاہئے۔ کہ اَطِيْعُوا اللّٰهَ کا عطف تفسیر اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ہو کیونکر سکتا ہے۔ اور عطف تفسیر کس کو کہتے ہیں اور تفسیر کس کا نام ہے۔ کیا مسلمان صحابہ کرام جو اس آیت میں سب سے پہلے مخاطب ہیں یا اُس زمانے کے تمام مسلمان خواص و عوام جو خدا پر اور خدا کی کتاب پر ایمان لا کر يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کا خطاب پائے ہیں اللہ تعالیٰ اور اُس کی کتاب کو نہ جانتے اور نہ مانتے تھے اور اَطِيْعُوا اللّٰهَ کے معنی ان پر مخفی یا مشتبہ تھے جس کے تفسیر کرنی اور کھولنے کی خدا تعالیٰ کو ضرورت ہوئی اور اس کی تفسیر کی اور وہ بھی ایسے الفاظ سے اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ جو اطیعوا اللہ سے بڑھ کر نہیں جو تفسیر کے لئے ہونا چاہئے اور یہ ایک ضروری امر ہے بلکہ اطیعوا الرسول کا مضمون تو اطیعوا اللہ کے مضمون کی نسبت بہت کچھ خفا رکھتا ہے۔ تب ہی اور اسی واسطے چکڑالوی کو اسکی تفسیر کی ضرورت پڑی اور رسول سے اسکے رسالت مراد بتائی۔ اگر اطیعوا الرسول میں اطیعوا اللہ کی نسبت وضاحت ہوتی (جو تفسیر کے لئے ایک لازمی امر ہے) تو پھر چکڑالوی کو اُس کی تفسیر رسالت سے کیوں کرنی پڑتی۔ کیا دنیا میں کسی نے کبھی ایسی تفسیر بھی کی ہے جو مفسر کی نسبت خفی ہو اور اُس کی تفسیر پھر کرنی پڑے۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ اس تفسیر رسالت سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ اطیعوا الرسول کو اطیعوا اللہ کی تفسیر کہنا باطل ہے کیونکہ یہ لفظ پہلے لفظ سے معنی

مراد میں مخفی ہے اور ایسا مشتبہ جس کو مطلب و ربطن شاعر کہا جا سکتا ہے اور اسی وجہ سے اسکا مفسر ہونا فاسد و باطل و ناممکن ہے۔ یہی اجتہاد سراسر الحاد چکڑالوی نے رسالہ کے صفحہ ۶۵ میں ترجمہ آیت ۴۲ و ۵۵ و ۶۰ میں کیا ہے۔ انمیں سے جو پہلی آیت میں لکَ ضمیر مخاطب ہے جو آنحضرت کی طرف راجع ہے اور پانچویں آیت میں ضمیر یطاع سے جو رسول کیطرف راجع ہے رسالت مراد بتائی ہے۔ اس میں الحاد سابق سے بڑھکر الحاد کیا ہے ضمایر سے جو ذات اور شخص خاص کے لئے موضوع ہیں ان کے متعلقات رسالت وکتاب مراد لی ہے اور چھٹی آیت میں اپنے وہی سابق الحاد کیا رسول سے رسالت مراد ٹھہرا کر احمق و بے علم پیرووں کو دھوکہ دیا۔

اس الحاد کے فساد و بطلان پر بھی بیان سابق کافی دلیل ہے علاوہ براں چھٹی آیت میں الحاد کے متعلق یہ کہنا ہی تیر بہدف ہے۔ کہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ایک شرط و جزا ہے اور شرط و جزا کے مفہوم و مصداق میں مغائرت ہونا ضروری امر ہے اس ضرورت مغائرت سے صاف ثابت ہے کہ من یطع الرسول سے اطاعت رسول اُس اطاعت ہے علاوہ و مغائر جو خدا کی اطاعت کیجاتی ہے مراد ہے اور اس جملہ شرطیہ سے مقصود خداوندی یہی ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول و فعل و تقریر میں اطاعت کرے گا وہ خدا کی کتاب ہی کی اطاعت کرنیوالا قرار دیا جائیگا اور جس شخص نے اس رسول کی اطاعت سے اور خدا کے اُس حکم سے مُنہ پھیرا اوس سے خدا سمجھیگا اور اگر بقول چکڑالوی من یطع الرسول سے بھی خدا تعالیٰ اور اس کی کتاب کی پیروی مراد ٹھہرائی جاوے۔ تو اس جملہ شرطیہ کے معنے یہ ہونگے کہ جس نے خدا کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی جو سراسر لغو و عبث مضمون ہے تعالیٰ اللہ عما یقولون الظالمون الملحدون علوا کبیرا۔

اس تفصیل و تحقیق سے چکڑالوی کے جملہ الحادات کا فساد ظاہر ہوا اور ناظرین کو ثابت ہوگیا کہ یہ شخص آیات کتاب اللہ میں صرف الحاد کرتا ہے آیات قرآنیہ کو جو وجوب اتباع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر قطعی نصوص ہیں تحریف کرتا اور قرآن مجید سے کھیل کر رہا ہے۔

دسویں آیت (جسپر غلطی سے ۱۱ لگا یا گیا ہے) فتوے میں اس مضمون کی ہے کہ یہ رسول اپنی خواہش نفس سے کچھ نہیں بولتا جو کہتا ہے وحی سے کہتا ہے۔ اسکے جواب کا چکڑالوی نے صفحہ ۳۳ پر حوالہ دیا ہے اور صفحہ ۳۳ میں کہا ہے کہ اس آیت میں یہی مراد ہے کہ آیات قرآن مجید رسول اللہ اپنے ہوائے نفس سے نہیں کہتے ہیں بلکہ وحی سے کہتے ہیں۔ اس آیت میں عام نطق رسول کو وحی نہیں کہا کیونکہ قرآن مجید میں ایسی باتیں بھی درج ہیں جو آپنے اپنے خیال و خواہش سے کہیں جیساکہ دو چار مثالیں بطور نمونہ نقل ہو چکی ہیں لہذا اس آیت کا یہ ترجمہ کرنا کہ آپ جو کچھ دین میں کہتے ہیں خواہش نفس سے نہیں کہتے بالکل غلط ہے اور صحیح معنے یہ ہیں کہ آپ قرآن مجید اپنے پاس سے نہیں بناتے۔

الجواب

جو معنے اس آیت کے ہمنے بیان کئے ہیں اور عام مفسرین بیان کرتے چلے آئے ہیں یہی معنے چکڑالوی نے اپنی تفسیر اور دیگر تصانیف میں بیان کئے ہیں تفسیر کے صفحہ ۲ میں اس آیت کا ترجمہ باین الفاظ کیا ہے۔ یہ ہمارا رسول اپنی طرف سے ہمارے دین کے بارے میں فقط وہی کہتا ہے جسکے کہنے کیلئے بذریعہ وحی اسکو حکم ہوا ہے۔ اور صفحہ ۱۱۲ میں اس نے آنحضرت کی تفسیر آیت یؤمنون بالغیب کو اس آیت کا مصداق ٹھہرایا ہے اور وحی الہی قرار دیا ہے۔ اور رسالہ تراویح کے صفحہ ۵۹ سطر ۴ میں آنحضرت کا ایک قول متعلق تراویح کو اس آیت کا مصداق ٹھہرایا ہے۔ اور اس قول کو وحی الہی قرار دیا ہے اور طرفہ یہ کہ مباحثہ کے صفحہ ۸ میں حدیث نبوی کو ترجمہ قرآن کہکر اور کلام خدا میں فرق کرنے والے کو کافر ٹھہرا کر حدیث نبوی کو اس آیت مصداق ٹھہرایا۔ اور وحی الہی قرار دیا۔ اب چکڑالوی کا اس معنے کو بالکل غلط کہنا کیونکر لائق قبول و اعتبار ہو سکتا ہے۔

اس معنی کے غلط ہونے پر جو اس نے دلیل پیش کی ہے کہ آنحضرت سے بعض باتیں خواہش نفس سے بھی سرزد ہوئی تھیں ہمکو ہر ایک بات کا خواہش نفس ہونا صحیح نہیں ہو سکتا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ جو باتیں آپ سے خواہش نفس یا انسانی عقل سے سرزد ہوئی ہیں ان باتوں کو خدا تعالیٰ نے یا خود آنحضرت نے بیان کر دیا ہے۔ اور ان کی نسبت بتا یا گیا ہے کہ وہ باتیں لائق پیروی واقعہ نہیں (جیسے آنحضرت صلعم نے ایک دفعہ انسانی عقل سے حکم دیا تھا کہ نر کھجور کا پھل مادہ کھجور پر

نہ ڈالو۔ اور جب لوگوں نے اس حکم کی تعمیل کی تو کھجور کے پھل کی کمی ہوئی۔ تب آنحضرت نے صاف فرمایا کہ دنیا کے کام تم مجھ سے بہتر جانتے ہو۔ میں جب دین کے متعلق کوئی حکم دوں تو اسکو قبول کرلیاکرو۔ ایسی باتوں کے علاوہ جس قدر اقوال و افعال و ہدایات متعلقہ دین آنحضرت سے سرزد ہوئے ہیں اور انکو نہ تو خدا تعالے نے نامنظور فرمایا اور نہ خود آنحضرت نے انکا خلاف ظاہر کیا۔ ان سب کا وحی الہی ہوں بحکم آیت مذکورہ باقی و مسلم رہا۔ تمام مسلمان جانتے اور مانتے ہیں اور جب چکڑالوی مسلمان تھا تو وہ بھی مانتا تھا اور اس مباحثہ میں بھی مان چکا ہے کہ آنحضرت کی تقریر (کوئی کچھ کہے یا بولے اور آنحضرت اسکو دیکھکر یا سنکر سکوت اختیار کریں) لایق سند و حجت ہے اور آنحضرت کے خاموش رہنے سے اس فعل یا قول کا صحیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو پھر خدا تعالے کی تقریر (آنحضرت کے قول یا فعل کو دیکھکر اسپر سکوت کرنا اور اسپر ناخوشی ظاہر نفرمانا) کیوں شرعی حجت نہ ہوگا؟ اور کیا اس سے ثابت اور متیقن نہ ہوگا؟ کہ وہ فعل یا قول نبوی اللہ تعالے کے حکم اور اجازت و مرضی سے وقوع میں آیا ہے؟ اور یہ بھی ایک قسم کی وحی ہے جسکو وحی تقریری کہا جاسکتا ہے۔ چکڑالوی اس بات کو اور اپنے سابق اعتراف کو اب نہیں مانتا کو ہم آنحضرت کے ہر ایک قول و فعل کا جسپر خدا تعالے نے انکار کیا ہو نہ خود آنحضرت صلعم نے اس کا خلاف ظاہر کیا ہو خدا تعالیٰ کی وحی اور مرضی سے صادر ہونا صریح آیات قرآن سے ثابت کرتے ہیں۔

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْهُ مِن قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ ۚ وَمَا يَعْزُبُ عَن رَّبِّكَ مِن مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ (یونس رکوع ۶)

اللہ تعالے نے فرمایا ہے۔ اے رسول تو جس حال میں ہوتا ہے اور جو قرآن پڑھتا ہے اور تم سب لوگ جو کام کرتے ہو ہم حاضر و ناظر ہوتے ہیں جب تم اس کام میں لگتے ہو اور تیرے رب سے کوئی چیز ذرہ برابر اور نہ اس سے چھوٹی بڑی آسمانوں اور زمین میں غائب و مخفی نہیں ہے۔ ایک اور

وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا (سورۂ مریم ع ۲)

آیت میں ارشاد ہوا ہے۔ تیرا رب بھولنے والا نہیں ہے۔

یعنے ایسا نہیں کہ تجھے بھول جائے اور تجھ پر اپنی وحی نازل نہ کرے۔ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تب نازل ہوئی تھی* جب نزول وحی میں کچھ دیر ہوگئی تھی۔ ایک اور آیت میں ارشاد ہے۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ (سورہ آل عمران ع ۱۷)

خدا ایسا نہیں کہ مومنوں کو جس حال میں وہ ہوں یوں ہی چھوڑ دے اور ناپاکی (ناحق) کو پاک (حق) سے اسے ممتاز نہ کرے۔ ان آیات سے صاف اور یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کیا یا فرمایا وہ خدا تعالیٰ نے سب کچھ جان لیا۔ آپ کا کوئی قول یا فعل نہ خدا تعالیٰ پر مخفی رہا اور نہ خدا تعالیٰ ان اقوال و افعال کی نسبت وحی بھیجنا اور حکم دینا بھول گیا۔ بلکہ از انجملہ جو قول یا فعل آپ سے بمقتضائے بشریت بطور سہو یا نسیان یا غلطی سرزد ہوا اسکو فوراً دین سے علیحدہ کیا اور اس کی غلطی پر لوگوں کو آگاہ کر دیا اور جو کچھ باقی رہا وہ سب کا سب خدا کے نزدیک حق اور دین تھا۔ اور وہ خدا تعالیٰ کے حکم اجازت اور رضا کے مطابق سرزد ہوا تھا اس میں آپ کی خواہش یا خطا یا وسوسہ شیطان کا کوئی دخل نہ ہوا تھا اگر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسکو ضرور دین سے علیحدہ کرتا اور مسلمانوں کو یوں ہی بے خبر نہ چھوڑتا اس سے بھی بڑھکر چکڑالوی پر ایک سخت الزامی حجت وہ آیت قرآن ہے۔ جس میں ارشاد ہے۔ کہ

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (ع ۷)

نبی کی خواہش میں شیطان نے کچھ ملا دیا تو خدا تعالیٰ نے شیطانی ملونی کو مٹا دیا۔

اس آیت کو چکڑالوی نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۴۳ میں نقل کر کے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ جسقدر ایسے خیالات اور آرزوئیں سہواً آپ کی زبان ظاہر ہوئے ہیں (جنکی تعداد اٹھارہ سے زیادہ نہیں کم ہو تو ہو) ان کو خدا تعالیٰ نے منسوخ کر کے رسول اللہ کو ان سے پاک و مبرّیٰ کر دیا اور آپکی امت کو ایسی تمنا و خیال کی پیروی سے ہٹا کر خالص اپنی آیتوں کا متبع بنا دیا۔ ہم اس نتیجہ مستخرجہ چکڑالوی سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جسقدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان وحی ترجمان سے یا فعل احکام دین

* یعنی جب نزل لما تاخر الوحی ایاما وقال النبی صلعم لجبریل ما یمنعک ان تزورنا اکثر مما تزورنا (صفحہ ۷۴۹ رواہ البخاری عن ابن عباس کما فی الاتقان)

بذریعہ احادیث قولی وفعلی ظہور پذیر ہوئے اور اُن کی تعداد لاکہوں سے کم نہیں زیادہ ہو تو ہو از انجملہ جن اقوال و افعال کو خدا تعالےٰ نے مٹا دیا ہے اور اُن کی پیروی سے امت کو ہٹا دیا ہے۔ صرف وہ اقوال تو خدا کی طرف سے اور اس کے حکم اور وحی اور مرضی سے نہ تھے باقی سب کے سب اقوال خدا تعالےٰ کی وحی سے اور حکم اور مرضی سے تھے اور اقرار وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ میں داخل تھے تب ہی خدا تعالےٰ نے انکو نہ مٹایا اور ان کی پیروی سے امت کو نہ ہٹایا۔ اور اگر وہ اقوال خدا کی وحی سے نہ ہوتے۔ اور القاے شیطانی یا عقل انسانی سے سرزد ہوتے۔ تو خدا تعالےٰ ان کو بھی ضرور مٹاتا اور آپ کی امت کو اُنکی پیروی سے ہٹاتا اور خوب کھولکر اور صاف صاف الفاظ میں یہ حکم قرآن مین نازل فرماتا کہ وہ لاکھوں اقوال جو آنحضرت کی زبان سے سرزد ہوئے اور ہوتے ہیں اور آیندہ زندگی بھر میں ہوتے رہینگے وہ سب کے سب القاے شیطانی ہیں یا نتیجہ عقل انسانی ان کی پیروی ہرگز نہ کرنا اور انکو ہماری وحی سے اور ہمارے احکام نہ سمجھنا۔ اور ایسا ہی خدا تعالےٰ آپکی ان افعال کی نسبت جنکا قرآن میں ذکر نہیں حکم نازل فرمایا اور جبکہ تمہیں خدا تعالےٰ نے قرآن مجید مین آپکے اُن لاکھوں اقوال وافعال کی نسبت ویسا حکم نازل نہین فرمایا۔ تو اس سے خدا تعالےٰ کے اس وعدے یا عادت معہودہ کے مطابق جو اس آیت میں بیان ہوئی ہے بجز اس کے اور کیا یقینی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ وہ اقوال وافعال القاے شیطانی یا نتیجہ عقل انسانی نہیں ہیں بلکہ سربسر وحی رحمانی ہے۔ جس کا آیت زیر بحث میں ذکر و بیان ہوا ہے۔ یہ ایک ایسی حجت قاہرہ و برہان ظاہرہ و باہرہ ہے جسکے نتیجہ مذکورہ سے چکڑالوی کہیں بھاگ نہیں سکتا اور قیامت تک اس کا کوئی جواب اس سے بن نہ سکیگا۔ اگر وہ کچھ شرم وحیا کا پابند رہا جیسے کہ ایک دانا نے کہا ہے ؎

آنانکہ چشم بر گل تحقیق واکنند از ہرچہ فہم رنگ نگیرد حیا کنند
در مبحثے کہ غیر خموشی علاج نیست بر ہرزہ دست تکیہ بچون و چرا کنند

اور اگر شرم وحیا کو اس نے بالاے طاق رکہدیا تو جو چاہے گا کہیگا۔ یہ بھی داناؤں کا مقولہ ہے ؎

بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن۔ جو اس حدیث نبوی کا ترجمہ ہے اذا لم تستحی فاصنع ما شئت۔

اس مدعا کی کہ آنحضرت کا ہر ایک قول و فعل و تقریر جو بسند صحیح آپ سے ثابت ہو وحی الٰہی ہے۔ اور فرد و مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى میں داخل اور بہت سی آیات قرآن ہیں جن سے جملہ انبیا اور آنحضرت کی عصمت ثابت ہے۔ مگر اس حجت قاطع و برہان ساطع کے بعد جو چکڑالوی کے لئے مسلمہ حجت ہے کسی دوسری دلیل کے بیان کرنے کی ضرورت و حاجت باقی نہیں رہتی اور اس آیت نے اس انکار کی ٹانگ توڑ دی ولله الحمد و از انجملہ گیارہویں آیت (جس پر غلطی سے ۱۲ لگا دیا گیا ہے) فتوی میں اس مضمون کے ہے کہ جو کچھ رسول تمکو دے لیلو اور جس سے روکے رک جاؤ۔ اس کا جواب چکڑالوی نے یہ دیا ہے کہ یہ خاص مال غنیمت کی نسبت حکم ہے۔ نہ عام حکم اور کہا ہے کہ لفظ ما جو اس آیت میں آیا ہے گو عام ہے۔ مگر عام کی عمومیت ان چیزوں کی نسبت مراد نہیں لی جا سکتی جنکے مراد ہونے سے کوئی مانع ہو۔ جیسے آیت اُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ میں ماوراء سے عورت مشرکہ کافرہ مراد ہوئے اور آیت مَا تَرَكَ میں لفظ ما سے مال امانت وغیرہ اور آیت مَا اَفَاءَ اللّٰهُ میں لفظ ما سے شراب و خنزیر اہل کتاب مراد ہونے سے مانع قطعی دوسری آیات قرآن میں موجود ہیں۔

الجواب

اس آیت میں لفظ ما سے غنیمت کے علاوہ احکام نبوی کی مراد ہونے سے کوئی مانع نہیں ہے جیسے آیت اُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ میں لفظ ما سے عورت مشرکہ مراد ہونے سے آیت وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ (یعنی مشرکہ سے نکاح مت کرو) قطعی مانع موجود ہے اور آیت مَا تَرَكَ میں لفظ ما سے مال امانت مراد ہونے سے آیت اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا یعنی خدا تعالی تمکو حکم دیتا ہے کہ امانتیں انکے مالکوں کو ادا کرو۔ خود ہضم نہ کر جاؤ قطعی مانع موجود ہے اور آیت مَا اَفَاءَ اللّٰهُ میں لفظ ما سے خنزیر و شراب اہل کتاب مراد ہونے سے آیات وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ قطعی مانع موجود ہیں۔ ایسا کوئی مانع آیت وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ

میں لفظ **ما** سے جملہ احکام نبوی مراد لینے سے موجود نہیں ہے۔ بلکہ برخلاف اس کے قرآن میں صدہا آیات اکہ از انجملہ چودہ آیات فتوی میں منقول ہوئے ہیں اور ان کے جواب میں جو چکڑالوی نے کہا ہے کہ اسکے ردّ و جواب مین اب قلم جاری ہے جس نے چکڑالوی کی زبان کو گنگ اور ٹانگ کو لنگ کر دیا ہے) ایسے دلائل قطعی ہین جو آنحضرت کے ہر ایک حکم و قول کے اتباع کو ویسا ہی واجب کرتی ہیں جیسے احکام قرآن کے اتباع کو اور اسیوجہ سے اکابر صحابہ نے جو قرآن کے نزول کے وقت موجود تھے اور وہ قرائن حالیہ و مقالیہ و مواقع نزول آیات قران کا مشاہدہ کر رہے تھے اس **ما** کو جملہ احکام نبوی کی نسبت عام قرار دیا ہے چنانچہ فتوے میں بصفحہ ۲۲۱ نمبر ۷ جلد ۱۹۔ اشاعۃ السنۃ حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آپنے گودنے والی بال چننے والی دانت باریک کرنیوالی عورتوں کی لعنت کو جو صرف حدیث نبوی مین وارد ہے خدا کی لعنت اور ما لعنت افعال مذکورہ حکم خدا قرار دیا ہے اور آیت وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ میں داخل کیا اسکے مقابلہ میں جو چکڑالوی نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۷۰ میں لکھا ہے۔ کہ جس عورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تہا کہ تیرا خاوند تجھپر حرام ہے۔ اس عورت نے آپ کے اس کہنے کو نہ مانا تہا اور اُلٹا آپ سے جھگڑا کیا تھا۔ جیسا کہ پارہ ۲۸۔ رکوع (۱) میں مذکور ہے۔ اور اگر رسول کے ہر ایک حکم کی اطاعت فرض تھی تو کیون اس عورت پر خدا کیطرف سے جھڑکی نہ ائے!!

یہ محض دروغ گوئی اور دہوکہ دہی ہے۔ اس دہوکہ دہی میں ہی چکڑالوی نے مرزا قادیانی اور نیچری علیگڈہ کو مات کر دیا ہے کہ اول تو اس آیت میں وارد ہے نہ کسی حدیث صحیح سے یہ بات ثابت ہے کہ اس عورت کو آنحضرت نے یہ کہدیا تہا۔ کہ تیرا خاوند تجھپر حرام ہے۔ مفسرین نے یہ روایت بلا سند نقل کی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ دوسری روایت بہی نقل کی ہے۔ کہ آنحضرت نے اسکو یہ فرمایا تھا کہ تیرے معاملہ کی بابت مجھے خدا تعالے کا کوئی حکم نہیں پہونچا اور چونکہ زمانہ جاہلیت میں یہ عام خیال و رواج تھا کہ جو شخص اپنی بیوی کو والدہ کی پشت سے تشبیہ دے اس کی عورت اسپر حرام ہو جاتی ہے اس لئے وہ عورت گھبرائی اور بار بار اُس نے آنحضرت سے یہ شکایت کی جس کو

خداتعالےٰ نے جھگڑا اٹھایا ہے۔ وثانیاً بفرض تسلیم صحت روایت اول مفسرین) حکم عام وجوب اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو صدہا آیات قرآن سے ثابت ہوتا ہے خاص کر کے حکم نبوی مستثنیٰ سمجھا جائیگا جس کو بقول چکڑالوی آنحضرت نے اپنی خواہش نفس سے کہا تھا اور خداتعالےٰ نے اس کو مٹادیا۔ اور اس کی پیروی سے امت کو ہٹادیا۔ ولیکن اس خاص حکم میں آنحضرت کی پیروی واجب نہ ہونے سے یہ نکلنا کہ آنحضرت کے ہر ایک حکم کی (اگر اس حکم کو خداتعالےٰ نے نہ مٹایا ہو اور اس کی پیروی سے امت کو نہ ہٹایا ہو) اطاعت فرض نہیں دریغ گوئی و دہوکہ دہی نہیں تو اور کیا ہے اور یہ قیاس مع الفارق بلکہ قیاس بمقابلہ ان نصوص قطعیہ کے (جن میں آنحضرت کی اطاعت کو فرض کیا گیا ہے) نہیں تو قیاس مع الفارق اور قیاس بمقابلہ نص کسی چیز کا نام اور شیطان نے جو بمقابلہ نص اسجدوا لآدم قیاس کیا تھا اس قیاس میں اور اس قیاس چکڑالوی میں کیا فرق ہے؟ وازانجملہ بارہویں آیت جسپر غلطی سے نمبر ۱۳ لگایا گیا ہے فتویٰ میں اس مضمون کی ہے کہ جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ عذاب سے ڈریں اس کا جواب چکڑالوی نے یہ دیا ہے کہ اس آیت میں **امرہ** کا ترجمہ حکم رسول غلط ہے۔ صحیح ترجمہ حکم خدا ہے اور امرہ کی ضمیر امر کی طرف راجع ہے جو پہلے مذکور ہے نہ رسول کی طرف۔

الجواب

آیت کے سیاق وسباق کی شہادت سے امرہ کا ترجمہ حکم رسول صحیح ثابت ہوتا ہے اور ضمیر کا مرجع لفظ رسول ہے جو اس ضمیر سے پہلے تین دفعہ مذکور ہوا ہے۔ اس آیت میں پہلے یہ بیان ہے۔ کہ مومن وہی ہیں جو آنحضرت کے ساتھ کسی قومی کام کے لئے جمع ہو کر بلا اجازت آپ کے نہیں چلے جاتے پھر فرمایا جو لوگ آپ کا اذن چاہتے ہیں وہی مومن ہیں پھر فرمایا جب وہ اذن چاہیں تو جسکو رسول چاہے اذن دے پھر فرمایا مومنو! رسول کو ایسے طور پر نہ پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ جو لوگ چھپکر چھپکر مجلس سے گھسک جاتے ہیں۔ اونکو خداتعالیٰ خوب جانتا ہے۔ پھر ان لوگوں کے حق میں فرمایا کہ وہ لوگ رسول کا حکم خلاف کرنے سے (یعنی بلا اجازت کھسک

جانے سے) عذاب سے ڈرین یہ سباق صاف مقتضی ہے کہ امرہ کا ترجمہ حکم رسول صحیح ہے اور امرہٖ کی ضمیر رسول کی طرف راجع ہے اور اسی نظر سے تفسیر معالم اور فتح البیان میں اس آیت کے وہی معنی کئے ہیں جو فتوےٰ میں بیان کئے ہیں پھر ان معنوں کو غلط کہنا کسی صاحب علم و شرم سے تو ممکن نہیں اور جسکو نہ علم نہ شرم وہ جو چاہے سو کہے۔

وازانجملہ تیرھوین آیت رجسپر غلطی سے ۱۴ لگا یا گیا ہے) فتوے مین اس مضمون کی ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول حکم دین تو مومنون کو اس کے ماننے نہ ماننے کا اختیار باقی نہین رہتا اس کا جواب چکڑالوی نے وہی دیا ہے جو آیت نمبر ۳ و ۴ وغیرہ کا جواب دیا ہے کہ یہاں میں رسول کی رسالت مراد ہے اور رسالت سے قرآن اور کہا ہے کہ اس آیت کا ترجمہ رسول حکم دے غلط ہے صحیح ترجمہ یہ ہے۔ کہ جو قرآن حکم دے اسکے ماننے یا نہ ماننے کا اختیار باقی نہین رہتا۔ اس کا جواب بھی وہی ہے جو آیات مذکورہ کے جواب کا جواب دیا گیا ہے کہ یہان رسول سے رسول مراد بتانا کفر و الحاد ہے اور آیت کے صحیح معنے یہی ہین کہ جو رسول حکم دے اسکے ماننے نہ ماننے کا اختیار باقی نہیں رہتا چکڑالوی نے اس آیت کے جواب میں ہنسی بھی کی ہے کہ خدا و رسول صلاح و مشورہ کرکے حکم دیتے ہین اور رسول سے رسالت مراد لینے کی ایک دلیل بیان کی ہے کہ رسول خدا کا وکیل تو نہیں ہوتا کہ جو حکم وہ دے خدا کو اس کا ساختہ پرداختہ منظور رہو۔ خدا نے رسول کو صاف ارشاد کیا ہے وَمَا اَنْتَ عَلَیْھِمْ بِوَکِیْلٍ یعنے تو ان پر وکیل ہرگز نہین مقرر کیا گیا۔ اس مقام میں اس ہنسی کا اور اس کی دلیل جواب دیا جاتا ہے جس کا وعدہ صفحہ (۳۴۲) میں کیا گیا تھا ہنسی کا جواب تو یہ ہے کہ خدا تعالے نو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے صلاح مشورہ کرکے حکم دیا کرتا تھا۔ مگر اس کے رسول نے تو دین کا کوئی حکم خدا تعالے کی صلاح و مشورہ اور اس کی وحی اجازت کے بغیر نہین دیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دین مین احکام قرآن کے علاوہ جب کسی حکم دینے کا موقعہ پیش آیا۔ آپنے وہ حکم خدا تعالے سے دریافت کیا اور پھر خدا تعالے نے بواسطہ وحی خفی حکم صادر فرمایا

اور وہی حکم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو سُنا دیا حاکم حقیقی (خدا تعالیٰ) اور محکوم (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) میں یون ہی صلاح و مشورہ ہوا کرتا تھا - اِس صلاح و مشورہ دلیل وہی آیات قرآن مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى وغیرہ دلائل قطعی ہیں جنکا جواب الجواب و دندان شکن چکڑالوی کو مل چکا ہے اور اس کا جواب با صواب قیامت تک وہ کچھ نہ دے سکیگا -

اب رہا اس کی دلیل مشعر خذلان و موجب تذلیل مستدل ذلیل کا جواب سو یہ ہے -

سخن شناس نۂ ملحد اخطا اینجاست - میان چکڑالوی نہ تم عربی جانتے ہو نہ محاورات عرب سے واقف ہو - نہ قرآن سے تمکو مس ہے اور نہ علوم خوادم قرآن مین تمکو دخل و معہذا تم مجتہد مطلق بن بیٹھے اور اس اجتہاد مین وسیع میدان الحاد تک جا پہنچے ہو نہ تمکو لفظ رسول اور وکیل کے معنی معلوم ہین اور اُن الفاظ کے متعلقات (صلات) کی تمکو کچھ خبر ہے - اسی وجہ سے تم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو صرف چٹھی رسان کی طرح قرآن کا پیغام رسان جانتے ہو اور آپ کے منصب تشریع احکام شرعی اور نیابت و خلافت الہی کے تم منکر ہو بیٹھے ہو - ذرا کتب لغت اور ادب عرب میں نظر رکھنے والون سے پوچھکر یہ بات معلوم کرو کہ وکیل کے معنے گو ایک ایسے بھی ہین جو بجز خدا تعالےٰ کسی میں پائے نہین جاتے - مگر ایک معنے ایسے بھی ہین جو معنی رسول کے قریب ہین اور وہ معنی رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہین بلکہ ہر ایک وکیل و مختار میں بھی پاسے جاتے ہین - ان معنی ثانی کی نظر سے آنحضرت کو رسول کہنا وکیل کہنے کے برابر ہے خصوصاً اس حالت میں کہ آپکو رسول کہنے کے ساتھ خدا تعالےٰ نے منصب حکومت و استحقاق اطاعت و اختیار تشریع احکام حلال و حرام و اجازت امر و نہی و تبیین و تفسیر وحی جلی سب کچھ عطا کر دیا ہے اور آپکے نطق و بیان کو اپنی وحی قرار دیا ہے چنانچہ خوب بسط و تفصیل سے یہ منصب آپ کا ثابت کر دیا گیا ہے - جس کا جواب با صواب تا قیامت تم سے ادا نہو سکیگا - با این ہمہ عطا و اصطفا پھر جو آپ کی نسبت قرآن مجید میں کہا گیا ہے - کہ آپ وکیل نہیں ہین - تو اُس کے معنے یہ نہیں کہ

آپ خدا کی طرف سے اور خدا تعالیٰ کے وکیل نہین ہین اور آپکو تشریع احکام حلال و حرام کا اختیار نہین۔ اگر اس لفظ وکیل سے یہ معنی مراد ہوتے۔ تو آپ کے حق میں یہ الفاظ فرمائے جاتے لست لنا بوکیل (یعنے تو ہمارا وکیل نہیں)، یا یہ الفاظ ارشاد ہوتے لست منا بوکیل یعنی تو ہماری طرف سے وکیل بلکہ اس کے معنے تو وہ پہلے معنی ہیں جو اللہ تعالیٰ سے مخصوص ہیں یعنے لوگونکا کارساز یا اُن کی ہدایت کا ذمہ وار اور اُنپر داروغہ وجبار نہیں اُن معنی لفظ وکیل کی نظر سے اس آیت کے معنے یہ ہوئے کہ لوگون کی ہدایت کا کام ہمنے تیرے سپرد نہین کیا اور اُن کے نہ ماننے کا تو جوابدہ نہوگا اور تجھسے اس امر کا جواب طلب نہ کیا جائیگا۔ کہ تونے انکو کیون فرمانبردار نہ بنایا اور کیون کفر سے نہ ہٹایا اور کیون راہ راست پر نہ پہنچایا یہ کام خاص ہمارا ہے۔ تیرا کام تو صرف ڈرا دینا اور احکام الٰہی کا سنا دینا ہے۔ یہ معنے اس لفظ وکیل کے جس کی آپ سے نفی کی گئی ہے خود اس آیت سے جس کا ایک ٹکڑا چکڑالوی نے نقل کیا ہے اس کے لفظ عَلَيْهِمْ سے بآسانی سمجھ مین آسکتے ہیں۔ مگر بشرطیکہ کچھ سمجھ ہو اور الفاظ عربی علی اور ل اور من کے معنے سے کچھ خبر ہو اور اس معنی کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نفی ہونے کی مبین اور مفسر قرآن میں اور بہت سی آیات موجود ہین مگر جبکہ کوئی سننے اور دیکھنے اور سمجھنے والا ہو سو اگر درخانہ کسی است حرفی بس است۔ اور یہان تو آیات قرآن اور محاورات عرب اکثرت کے ساتھ اس معنی منفی کی تشریح کر رہے ہین اولاً اہم کتب لغت و محاورات عرب سے لفظ وکیل کے وہ معنی جنہین پہلے معنے اللہ تعالیٰ سے مخصوص ہیں اور ان ہی معنی سے وکیل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت میں نفی کی گئی ہے اور دوسرے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں پائے جاتے ہیں اور ان معنی کی نظر سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کا وکیل کہنا صحیح ہے بیان کرتے ہیں۔ پھر کتب لغت کی تائید مین آیات قرآن نقل کی جائینگی۔ قاموس میں ہے وکل باللہ یکل وتوکل علیہ واوکل واتکل استسلم الیہ ووکل الیہ الامر وکلا ووکولا سلمہ وترکہ یعنی جب خدا تعالیٰ کی نسبت لفظ وکل

توکل - اوکل - اتکل بولتے ہین تو اسکے معنے یہ ہوتے ہین کہ سب کچھ خدا تعالی کو سونپا اور اوس کی فرمانبرداری کی اور اسکو کارساز بنالیا اور جب کسی انسان کی نسبت کہتے ہین کہ اسکو وکیل کیا - تو اس کے معنے یہ ہوتے ہین کہ وہ کام اس کو سپرد کیا اور اس کے اختیار مین چھوڑا۔ اِس عبارت سے صاف ثابت ہے - کہ وکیل بمعنے اول خدا تعالی سے مخصوص ہے اور بمعنی ثانی رسول وغیرہ انسانون پر بولا جاتا ہے - یہی دوسرے معنی قاموس میں ارسال و رسالت کے کئے ہین جو رسول میں پائے جاتے ہین چنانچہ کہا ہے الارسال التسلیط والاطلاق والاهمال والتوجیہ والاسم الرسالۃ یعنی ارسال کسی چیز یا شخص کو باوجود خود صاحب قدرت وطاقت ہونے کے کسی کام مین لگانا اور مطلق اختیار دینا اور اوس پر اسکو چھوڑنا اور متوجہ کرنا - اسی محاورہ سے لفظ رسالت ہے منتہی الارب میں ہے - وکل باللہ وکلا بالفتح تکیہ نمود بہ خدا و اعتراف کرد بعجز خود وکل الیہ الامر وکلا و وکولا کار بر وگذاشت و سپرد بوے - اس عبارت میں پہلے معنے وکیل کو خدا کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور دوسرے معنے کو عام اور یہی دوسرے معنے منتہی الارب میں ارسال کے کئے گئے ہیں جو انبیاء مین پائے جاتے ہیں چنانچہ صفحہ ۹۵ میں کہا ہے ارسل فلان بسیار شیر گردید و صاحب گلہ ہا شد و نیز ارسال برگماشتن و فرو گزاشتن بخود ورہا کردن و فرستادن بہ پیغام - صراح مین ہے - توکیل وکیل گردانیدن و گزاشتن کار بکسے توکل اعتراف بعجز و اعتماد بر غیر خود کردن - توکلت علی فلان امری ای اعتمد - اس مین وکالت کے وہ معنے جو خدا تعالی سے مخصوص ہیں مد نظر رکھے ہیں اور معنی وکالت بمعنی رسالت کو بنظر اول پر اور ارسال کے معنے یہ بیان کئے ہیں - ارسال فرستادن پیغام - رسالت پیغام مرسل رسول فرستادہ - ان عبارات و محاورات سے بخوبی واضح ہوا کہ لفظ وکیل بمعنے کارساز و عاجز نواز خدا تعالی سے مخصوص ہے اور بمعنی کارندہ و گماشتہ بندگان خدا کو بھی کہا جاتا ہے اور اس معنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خدا تعالی کے وکیل ہیں - اب بیان کتب لغت کی تائید میں آیات قرآن نقل کی جاتی ہین - جنسے صاف ثابت ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وکیل ہونے۔ کی بعنے اول جو خدا تعالے سے مخصوص ہین نفی کی ہے نہ بمعنی ثانی جو تمام بندگان خدا اختیاران عدالت وغیرہ سب میں پائی جاتے ہین۔ جس آیت کا ٹکڑا

اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ (زمر۔ ع ۱۴)

چکڑالوی نے نقل کیاہے اس کا پورا مضمون یہ ہے کہ ہمنے تیری طرف کتاب لوگون کے رہنمائی کے لئے حق کے ساتھ بھیجی ہے پھر جس نے راہ پائی اپنی جان کے لئے اور جو بھٹک گیا اوس کا وبال اوسپر پڑیگا۔ تو اون کی ہدایت کا وکیل (ذمہ وار) بناکر نہیں بھیجا گیا۔ یعنی تجھسے جواب طلب نہ کیا جائے گا۔ کہ کیون وہ راہ پر نہ آئے اس مضمون

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ (شورى ع ۱)

کی ایک اور آیت ہے جس میں ارشاد ہے۔ کہ جو لوگ مجھے چھوڑ اپنے کارساز و مالک دوسرون کو بناتے ہین ان کا خدا تعالی خود نگران اعمال ہے اور تو ان پر وکیل (محافظ و ذمہ وار) نہیں یعنی تجھسے سوال نہ ہو گا کہ وہ کیون خدا تعالے سے منحرف ہے۔ اسی مضمون کی ایک اور

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ۭ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ (هود۔ ع ۲)

اور آیت ہے جسمین ارشاد ہے۔ شاید تیرا دل (اے ہماری نبی) تنگ ہو کہ وہ کہتے ہین کہ اسپر خزانہ کیون نہین اوترا۔ تو تو صرف ڈرانیوالا ہے ہر چیز کا کارساز تو خدا تعالی ہے یعنے تیرا یہ کام نہین کہ جو کچھ وہ چاہین وہی انکو بہم پہنچادے۔ اسی مضمون کی ایک اور آیت ہے جس میں

وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۭ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ (انعام ع ۸)

ارشاد ہے۔ کہ تیری قوم اس قرآن کو جھٹلاتی ہے حالانکہ وہ حق ہے۔ تو کہدے میں تمپر وکیل نہیں ہون یعنے میرا یہ کام نہین کہ تمکو جھٹلانے سے روک لون۔ ایک اور آیت مین ارشاد ہے

لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ (غاشیہ)

تو اونپر داروغہ نہین ہے۔ جو منھ پھیر لیگا اور کافر ہوگا اسکو خدا تعالی خود بڑا دکھ دیگا۔

ان آیات نے صاف فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ جن آیات مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا گیا ہے۔ کہ آپ وکیل نہین امین یہ مراد ہے۔ کہ آپ بندون کی ہدایت کے مالک و خود مختار ذمہ وار نہین ہین ان آیات مین یہ مراد ہرگز نہین کہ آپ خدا تعالی کیطرف سے تشریع احکام حلال و حرام کے مختار اور وکیل نہین۔ اس معنے سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وکیل ہونے کے نفی کرنے سے چکڑالوی نے مسلمانون کو دھوکا دیا ہے۔ اور خدا تعالی پر افترا کیا ہے۔ ایسی باتین قرآن سے نکالکر وہ کتاب اللہ کی آیات سے ہنسی کر رہا ہے اور جاہلوں کو آیات کے غلط معنی سنا کر گمراہ کرتا ہے۔ اور واقعہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالی کیطرف سے وکیل۔ نائب۔ خلیفہ و رسول سب کچھ تھے اور آپکا ساختہ پرداختہ خدا تعالی منظور ہے اور کیون نہ ہو آپ دین مین اپنی طرف سے کچھ بھی نہین کہتے تھے۔ بلکہ آپ جو فرماتے تھے خدا تعالی کے حکم سے مرضی سے اجازت سے وحی سے کہتے

چودھوین آیت (جس پر غلطی سے نمبر ۱۵ لگایا گیا ہے) اور اس فتوے کی آخری آیت ہے اس مضمون کی ہے۔ کہ اُن لوگون پر خدا کی رحمت ہے جو رسول نبی امی کی پیروی کرتے ہیں

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ٘ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىٕثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ١ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ١ۙ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (اعراف)

وہ نبی جس کا ذکر توریت و انجیل مین پاتے ہیں اور اونکو نیک کامون کا حکم دیتا ہے۔ بری باتون سے روکتا ہے ستھری چیزین اُن کیلئے حلال کرتا ہے خبیث چیزین اون پر حرام کرتا ہے اونکے بوجھ اوتارتا ہے انکی طوق دور کرتا ہے جو لوگ ایمان لائے اونہون نے آپ کی عزت کی اور آپ کو مدد دی اور اُس نور کی جو اس کے ساتھ اوتارا گیا ہے (یعنی قران و حدیث) پیروی کی وہی چھٹکارا پانے والے ہیں۔ اس آیت مین چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کی تعریف و توصیف چند ایسی صفات سے ہوئی ہے

جو رسالت یا قرآن کی صفات بن نہیں سکتی جیسے آپ کا نبی ہونا۔ امی ہونا وغیرہ وغیرہ لہذا چکڑالوی نے رسول کی تاویل رسالت سے نہیں کی۔ اور ناچار مجبور ہو کر آپ کی ذات مقدس ہی مراد بتائی مگر اس شرارت سے پھر بھی نہ رہ سکا کہ آپ کے حکم امر و نہی وغیرہ کو احکام کتاب اللہ سے مخصوص کر دیا اور ترجمہ آیت میں از خود یہ بڑھا دیا کہ جو آپ کتاب اللہ کے مطابق حکم دیتے ہیں وہ مومن مان لیتے ہیں اور جو صریح الفاظ آیت سے آپکا منصب تشریع احکام ثابت ہوتا ہے اس کا یہ جواب دیا ہے۔ کہ محمد عربی کو اللہ تعالے نے وکیل بنا کر دنیا میں نہیں بھیجا تھا بلکہ صرف رسول۔ بن آپکا صرف یہ منصب تھا کہ آپ خدا کے فرمودہ امر و نہی اور حلال و حرام مذکورہ قرآن لوگوں کو پہنچا دیں یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک۔

الجواب

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خدا کی طرف سے وکیل و مختار ہو کر آنا ابھی ایسا ثابت کیا گیا ہے جسمین چکڑالوی کو دم مارنے کی مجال اور جگہ نہین اب اسکو لازم ہے۔ کہ وہ اس آیت کو اسکے ظاہری الفاظ اور ان الفاظ کے حقیقی معانی سے مان لے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب تشریع احکام حلال و حرام کو تسلیم کرلے اور اس آیت کے جو غلط معنی اُس نے کئے ہین۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف وہی احکام حلال و حرام جو قرآن مین مذکور ہیں لوگوں کو پہنچائے تھے ندامت کے ساتھ واپس لے لے۔ آنحضرت صلعم کا احکام مذکورہ قرآن پہنچانا تو تمام اہل سلام مسلم ہے۔ اس کے ذکر و بیان و ثبوت کی ضرورت ہی کیا ہے۔ علاوہ بران ایسے احکام بھی آپ نے پہنچائے ہین۔ جنکا قرآن مین ذکر نہین (جیسے گدہے کتے وغیرہ کی حرمت) اور آیت بلغ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ان احکام کو بھی شامل ہے۔ اور لفظ مَآ اَنْزَلَ عام ہے جس مین احکام علاوہ از قرآن جو بذریعہ وحی خفی خدا کی طرف سے نازل ہوتے تھے داخل ہین۔ اور اس بات کا چکڑالوی اپنی تفسیر مین اقرار کر چکا ہے چنانچہ اصل عبارت تفسیر صفحہ ۳۳ وغیرہ مین نقل ہو چکی ہے لہذا اب اس کا مَآ اَنْزَلَ کو قران مجید سے مخصوص

کرنا اور احکام حدیث نبوی علاوہ از احکام قرآن کو اس سے خارج کرنا تحریف والحاد و زندقہ (چھپا ارتداد) نہین تو اور کیا ہے

امر ششم کے متعلق جو اصل الزام چکڑالوی پر قائم کیا گیا اور صفحہ ۲۸۴ مین منقول ہے۔ اسکے اٹھانے اور مٹانے کے لئے چکڑالوی نے صحابہ کے ذریعہ پچھلے لوگون کو قرآن پہنچنے کے انکار کی تائید مین چند آیات قرآن پیش کی ہین۔ جن سے وہ الزام رفع نہین ہو سکتا اور یہ امر ثبوت کو نہین پہنچتا کہ پچھلے لوگون تک قرآن صحابہ کے ذریعہ نہین پہنچا۔ از انجملہ چار آئتین ایسی پیش کی ہین جن مین قرآن مجید کو صرف کتاب کہا گیا ہے۔ ان آیات کو نقل کرکے اُن سے چکڑالوی نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جس حال مین قرآن مجید لکھا لکھایا کتاب کی صورت میں بنا بنایا آنحضرت کے وقت موجود تھا تو پھر صحابہ کا اس مین کیا دخل ہے۔ چنانچہ صفحہ ۴۰ رسالہ مین وہ لکھتا ہے۔ کہ اسی طرح اور کئی مقامات مین قرآن مجید کو کتاب کہا گیا ہے۔ اگر زمانہ رسول صلعم مین قرآن مجید کتاب کی صورت مین نہین تھا۔ بلکہ لوگون کی زبانون و منتشر اوراق و پراگندہ ہڈیون اور تیون پر ہی تھا تو اسکو اللہ تعالے کا کتاب فرمانا جھوٹ اور خلاف واقعہ ٹھہریگا معاذ اللہ۔ کتاب زبان عرب مین مکتوب یعنی لکھی ہوئی اور جمع کی ہوئی چیز کو کہتے ہین (دیکھو منتہی الارب) پس لفظ کتاب ہی ظاہر کرتا ہے۔ کہ قرآن مجید رسول اللہ کے زمانہ ہی مین لکھا گیا تھا اور جمع ہو گیا تھا۔

الجواب

چکڑالوی نے جو کچھ کہا ہے محض جھوٹ کہا ہے اور اس سے بھی اس کا مدعا و نتیجہ ثابت نہین ہو سکتا۔

اس کی جھوٹ دروغ گوئی کا بیان

یہ بات نہ تو منتہی الارب مین لکھی ہے اور نہ کسی اور کتاب لغت عربی مین ہے کہ کتاب وہی کہلاتی

جو سب کی سب پوری لکھی گئی ہو اور کتاب کی صورت مروجہ زمانہ حال مین جمع ہو گئی ہو۔ بلکہ منتہی الارب وغیرہ کتب لغات مین ہر ایک نوشتہ کو کتاب کہا گیا ہے۔ خواہ دو حرفی خط ہی کیون نہو جلد ۴ منتہی الارب مین بصفحہ ۲۳۰۵ لکھا ہے۔ کتاب بالکسر نبشتہ ونامہ ایسا ہی صراح مین لکھا ہے۔ کتاب۔ نوشتہ ونامہ۔ اور قاموس مین ہے کتبہ۔ کتبًا وکتابۃ خطہ کلتبۃ واکتتبہ او کتبہ خططہ واکتتبہ استملاہ کاستکتبہ والکتاب مایکتب فیہ والصحیفۃ یعنے کتاب کے معنے لکھنے کے ہین اکتتب کے معنے دوسرے سے لکھوا لیا کتاب اس کو کہتے ہین جسمین کچھ لکھا جاوے اور خط کو بھی کہتے ہیں۔ اس شہادت ومحاورات عرب کے موافق کتاب ہر ایک کتبہ ونوشتہ (خواہ وہ پتھر یا ہڈی پر ہو خواہ ایک ہی ورق ہو) کتاب ہی کہلاتا ہے۔ اور خدا تعالی کا ان متفرق پارہائے قرآن کو جو آنحضرت کے وقت مین کھجور کے پٹھون بکری کے شانون اور متفرق کاغذو پر لکھی ہوئی تھی۔ چنانچہ صحیح بخاری مین ہے اور وہ بصفحہ (۱۷۰) تفسیر چکڑالوی سے منقول ہوگا۔ جھوٹ نہین کہلانا جھوٹ وہی بات ہے جو چکڑالوی نے کہی۔ کہ زبان عرب مین کتاب وہی کہلاتی ہے جو سب کی سب ایک جگہ جمع ہو کر کتاب کی عرفی صورت مین آگئی ہو۔

اس کے اس جھوٹ سے بھی اس کے مدعا ونتیجہ کا ثابت نہ ہونا

بطور فرض محال فرض کیا اور مان لیا کہ آنحضرت کے وقت مین قرآن مجید ایک جگہہ لکھا گیا تھا اور کتاب کی عرفی صورت مین جمع ہو گیا تھا پھر بھی مداخلت اور وساطت صحابہ کے بغیر لکھا نہین گیا۔ اس کو کتاب کی صورت مین جمع کرنے والا کون تھا۔ کیا وہ آسمان سے خدا تعالی کے ہاتھ سے لکھا ہوا آیا تھا یا جبرئیل علیہ السلام لکھکر لایا تھا۔ ان دونو احتمالون کی نفی چکڑالوی کے اس اعتراف سے بخوبی ہوتی ہے جو صفحہ ۸ رسالہ مین اسنے کیا ہے اور وہ بصفحہ (۲۹) نمبر (۱۱) منقول ہوا ہے۔ کہ قرآن تئیس ۲۳ سال مین تھوڑا تھوڑا نازل ہوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خالی ورقون کی ایک کتاب

جلد کرالی ہوگی۔ اس میں جون جون آیات نازل ہوتی گئین۔ انکو جس صورت مین جبرئیل نے کہا لکھدیا اور اپنی تفسیر مین چکڑالوی نے یہ بھی کہاہے۔ کہ حضرت جبرئیل لوح محفوظ سے قرآن یاد کرکے آتے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد کرا دیتے چنانچہ اصل عبارت تفسیر عنقریب منقول بصفحہ (۲۷) ہوگی۔ اب رہا تیسرا احتمال کہ آنحضرت خاص اپنے دست مبارک سے قرآن لکھہ لیتے۔ چکڑالوی کا ادعا اسکے قول آیندہ مین بھی پایا جاتاہے۔ مگر قرآن اس ادعا کو صاف جھٹلاتاہے۔ قرآن نے آنحضرت کو امی کہاہے اور یہی امر عام اہل اسلام وغیرہ اقوام مین مسلم چلا آتاہے اور امی وہی کہلاتاہے جو نہ لکھہ سکے اور نہ لکھا ہوا پڑھ سکے اور آنحضرت کی نسبت یہ بھی قرآن مین آگیاہے کہ آپ کبھی نہ لکھتے اور نہ لکھا ہوا پڑھ لیتے۔ ایسا ہوتا تو منکرین کو قرآن کے کلام الہی ہونے میں شک کرنے کا اور اس کی ثبوت مین یہ عذر پیش کرنے کا موقعہ ملجاتا۔ کہ یہ شخص لکھا پڑھا ہے اپنی لیاقت علمی سے یہ قرآن ازخود تصنیف کرلیاہے۔

> وما کنت تتلو من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون (سورۃ عنکبوت ع ۵)

اور جب ایک جگہہ جمع ہونا اور لکھا جانا قرآن کا نہ خدا کی طرف سے ہے نہ جبرئیل کیطرف سے اور نہ خود حضرت رسالت کے دست مبارک سے ہوسکتا تھا تو پھر اس قرآن کو ایک جگہہ کرنیوالے اور لکھنے والے بجز اصحاب نبوی جو کاتبان وحی کہلاتے تھے اور وہ پانچ مشہور کاتب تھے اور کون شخص ہوسکتاہے۔ اور یہی اہل اسلام کا اعتقاد ہے۔ اور اسیکو چکڑالوی نے اپنی تفسیر مین تسلیم و بیان کیاہے۔ چنانچہ اپنی تفسیر کے صفحہ ۲۲ میں لکھاہے۔

قرآن مجید کی تالیف و جمع اور ترتیب و ترکیب کا مسئلہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے تھوڑے دنوں کے پیچھے ہی معرض سوال مین آگیا۔ اگرچہ قرآن مجید کو کسی بیرونی شہادت کی ضرورت نہین اور اس کی اپنی اندرونی شہادت کافی وافی اور شافی ہے جیساکہ اوپر ثابت ہوچکاہے مگر تاہم اب ہم ہر موافق و مخالف کی تفہیم کیلئے یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ آیات مرفوعۃ الصدر کی تعلیم کے موافق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کس طرح اور کس طریق پر تقریری اور تحریری طور پر تبلیغ

فرمایا کرتے اور کس طرح یہ قرآن مجید جو اب ہمارے ہاتھوں مین بین الدفتین موجود ہے اسی کی تالیف وجمع اور ترتیب کی نسبت سوال ہونے اور پھر اُن کے جواب ملنے لگے سو اِن باتو نکے دیکھنے کے لئے سب سے معتبر اور سب سے صحیح تاریخ کی ضرورت ہے۔ اور وہ سب کو معلوم ہے کہ بعد کتاب اللہ اصح الکتب صحیح بخاری ہے۔ سو پہلے تو ہم اسی کتاب کی روایات کو معرض نقل میں لاتے ہین اور پھر اسکے بعد صحاح کی اور کتابوں کی معتبر اور صحیح روایتوں کو جنپر سے جرح مدفوع ہے بطور شہادت ومتابعات بعونہٖ ومنہٖ وتوفیقہٖ تعالیٰ نقل کرتے ہیں۔

احادیث متعلقہ تالیف وجمع قرآن کریم

(۱) عن قتادة رض قال سئلت انس بن مالك رضى الله تعالیٰ عنہ من جمع القرآن علی عهد النبی صلعم قال اربعة کلهم من الانصار ابی بن کعب ومعاذ بن جبل وزید بن ثابت وابو زید (البخاری باب القراء من اصحاب النبی م کتاب فضائل القرآن)	حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تابعی ہیں اور ۱۱۷ھ ہجری کے بعد ان کی وفات ہوئی انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر بار عموماً ساتھ ہی رہتے تھے سوال کیا کہ یہ قرآن مجید بین الدفتین بایں ترتیب وتالیف ہم مین پڑھا جاتا

ہے نبی صلعم کے عہد مبارک مین اس کا جامع کون تھا اونھوں نے فرمایا کہ چار شخص جو سب کے سب انصار تھے اس کو جمع کیا تھا اور وہ چار شخص یہ ہین۔ ابی بن کعب۔ معاذ بن جبل۔ زید بن ثابت اور ابو زیدؓ۔ اس حدیث مین لفظ القرآن اور جمع کچھ تشریح طلب ہیں القرآن مین ال عہدی حضوری ہے اور جو معنے ھذا یا ھذہٖ آتا ہے گویا تابعی قرآن مجید کو جو اُن کے وقت میں جس ترتیب آیات وسور اور جس تالیف اور جمع کے ساتھ موجود تھا اور رات دن اس کی تلاوت ہوتی تھی سامنے حاضر کر کے سوال کرتا ہے اور صحابی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو اسی قرآن مسئول عنہ کی بابت فرماتے ہین جو اوپر لکھا گیا ہے اور جمع کی مراد سینے کی جمع نہیں ہے۔ سینے مین جمع کرنے والے یعنے حفاظ تو بکثرت تھے یہان صرف جمع کتابت مراد ہے یعنے قرآن مجید جون جون نازل ہوتا تھا حسب فرمان ہدایت نبوی صلعم لکھنے والے۔ اور واضح رہے کہ کاتبان وحی کئی ایک اصحابؓ

تھے جنہین سے سب سے اخص کاتب یعنے چیف زید بن ثابت تھے اور اگر اتفاقاً یہ کبھی بوقت نزول موجود نہ ہوتے تھے تو اور اصحاب سے یہ کام لیا جاتا تھا مثلاً تین تو وہی اصحاب ہین جو اوپر لکھے گئے ہین اور کبھی ابوالدرداء رضی اللہ تعالی عنہ سے یہ کام لیا جاتا تھا اور کبھی اورون سے بھی مگر عموماً اور اکثر یہ کام زید بن ثابت ؓ سے لیا جاتا تھا اور لوگون مین اونکو کاتب وحی اور کاتب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لقبون سے یاد کیا جاتا تھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نزول وحی کے وقت حکم دیا کرتے تھے کہ زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ اور اوسکو کہو کہ قلم دوات وغیرہ ساتھ لاوے۔ براء (صحابی) رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ جب یہ آیہ کریمہ (لا یستوی القاعدون من المؤمنین الایۃ) نازل ہوی تو اوسوقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

(۲) ادع لی زیداً ولیجی باللوح والدواۃ والکتف الحدیث (بخاری باب کاتب النبی)

کہ زید کو میرے پاس بلاؤ اور وہ تختی اور دوات اور شانے کی ہڈی لیکر آوے ۔ اسی طرح پر ثابت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی اون کو ایسا ہی فرمایا کہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو وحی نازل ہوا کرتی تھی اوسکو لکھا کرتا تھا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔ انشاء اللہ تعالے

کن کن چیزون پر نبی صلعم وحی کو لکھا یا کرتے تھے۔

چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین کاغذ کمیاب تھا اس واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی اس بات کا انتظار نہ فرماتے تھے کہ ضرور کاغذ ہی ہو تو اسپر لکھا جاوے بلکہ اس وحی کے لکھانے میں اس قدر اعتنا اور اہتمام مالا کلام فرمایا کرتے تھے کہ جب کبھی کوئی آیت یا سورت نازل ہوا کرتی تھی تو اوسی وقت زید بن ثابت رضی اللہ کو بلایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ مل سکے وہی لیکر حاضر ہو جاوے کچھ پرواہ نہین کہ وہ کاغذ کا کوئی ٹکڑا ہو یا شانے کی کوئی ہڈی یا پکی مٹی کا کوئی طباق یا چمڑہ وغیرہ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے مفصل حدیث آگے لکھی جائیگی انشاء اللہ تعالے اب صرف مسئلہ متعلقہ کے متعلق اس حدیث کا ٹکڑا لکھا جاتا ہے۔ زید بن ثابت کاتب وحی فرماتے ہین کہ مینے حسب فرمان صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ قرآن مجید کو ان اشیاء سے جنپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا تھا نقل کیا چنانچہ

اُنکے الفاظ یہ ہین۔

فتتبعت القرآن اجمعہ من العسب والرقاع واللخاف وصدور الرجال (الحدیث بخاری باب یستحب للکاتب ان یکون امینا عاقلا) کتاب الاحکام

پس مین نے اس قرآن مجید کی (جو اسوقت باین ترتیب و تالیف و جمع موجود ہے) تلاش کی اور کھجور کی تختیون اور کاغذ یا چمڑہ کے ٹکڑون اور پتھر کی تختیون یا پکی مٹی کے برتنون مثلاً طباق وغیرہ اور حفاظ کے سینون مین سے نقل کرکے ایک جلد مین اکٹھا کردیا۔ غرضکہ اس اہتمام کے ساتھ قرآن کریم کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بلا امتیاز کاغذ یا چمڑہ یا پتھر یا ہڈی کے اُسی دم لکھوایا کرتے تھے جس دم کوئی آیت نازل ہوا کرتی تھی۔ اب یہ بتایا جاتا ہے کہ کس کیفیت کے ساتھ آیات نازل شدہ لکھائی جاتی تھیں۔

جس ترکیب کے ساتھ جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام آسمان سے وحی لاتے تھے اوسی ترکیب کے ساتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو حفظ کراتے تھے جیسا کہ پہلے آیات قرآنیہ سے ثابت ہوچکا ہے پھر اُسی ترکیب کے ساتھ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کاتبان وحی کو لکھواتے اور دیگر حفاظ کو حفظ کراتے اور جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام سے دور کرتے تھے۔ لکھوانے کا یہ حال تہا کہ آپ فرمادیتے کہ اس آیت کو فلان سورت کے فلان آیت کے آگے لکھدو عثمان بن عفان۔ خلیفہ سوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ رسول اللہ

قال عثمان کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مما تنزل علیہ الآیات فیدعو بعض من کان یکتب لہ ویقول لہ ضع ہذہ الآیۃ فی السورۃ التی یذکر فیہا کذا وکذا وتنزل علیہ الآیۃ والآیتان فیقول مثل ذلک الحدیث (ابوداؤد باب من جہر ببسم اللہ الرحمن الرحیم)

صلی اللہ علیہ وسلم پر جب کچھ آیتین نازل ہوتی تھین تو آپ اپنے کسی کاتب کی طلب فرمایا کرتے تے اور اسکو فرمایا کرتے تھے کہ اس آیت کو فلانی سورۃ مین جہان یہ یہ ذکر ہے رکھ دیئے لکھ اور آپ پر ایک یا دو آیتین ہی نازل ہوا کرتی تہین تو آپ اسی طرح فرمایا اور لکھوایا کرتے تھے۔

اور جبکہ اس تسلیم و اعتراف چکڑالوی اور قرار داد اہل اسلام سے ثابت ہوا ہے کہ قرآن کو لکھنے والے وہی اصحاب ہوتے تھے تو چکڑالوی پر پہر وہی الزام جسکے مٹانے کے لئے اس نے

یہ جھوٹ بنایا تھا قایم ہوگیا۔ اور یہ جھوٹ اس کے کام نہ آیا۔ اب اسکو چاہئے کہ یا تو کل اصحاب نبوی کو مومن صادق و عادل مان لے اور انکی مروی احادیث نبوی کو جو بسند صحیح اس نے محدثین کو پہنچی ہین قبول کرے اور ان اصحاب کو منافق و بے اعتبار ٹھیرانے سے رجوع دتوبہ مشتہر کرے۔ اور اپنے مذہب باطل رد احادیث صحیحہ نبویہ سے تائب ہوکر تمام مسلمانوں مین شامل ہوجائے اور اگر یہ امر اس سے نہو سکے اور توبہ کرنا اسکو موت معلوم ہو تو پھر قرآن کو اور اسلام کو بھی دونو ہاتھ سے سلام کرکے کھلم کھلا کافر اور دہری بن جائے اور ذراسی شرم اور عقل کو کام مین لاکر سوچے کہ قرآن ان ہی اصحاب نبوی سے پہنچا ہے وہ بے اعتبار ہوئے تو پھر قرآن پر کیونکر اعتبار کیا جائے۔ ان چار آیتون کے بعد دو آیتین قرآن کی چکڑالوی نے اور پیش کی ہین ایک وہ آیت جس مین کفار کا یہ قول نقل ہوا ہے۔ کہ قرآن پہلوں کے قصے ہیں

قالوا اساطیر الاولین اکتتبہا پ۱۸ ع۱۹	انکو حضرت نے لکھوالیا ہے۔ چکڑالوی نے اس کا ترجمہ

لکھ لکھوالیتا کیا ہے۔ اور اس سے آنحضرت کے مخالفین معترضین (عیسائیون وغیرہ) کو اس بات کے کہنے کا موقعہ دیا ہے کہ آنحضرت امی نہ تھے وہ ایک لکھے پڑھے شخص تھے اپنی علمی لیاقت سے قرآن از خود تصنیف کیا ہے اور اس عبارت پر یہ جرات کہ صحابہ وغیرہ سلف امت پر معترض ہوکر یہ بولا ہے۔ کہ اس آیت سے یقیناً ثابت ہوتا ہے۔ کہ کفار عرب بھی یہ جانتے تھے کہ محمد کے پاس قرآن شریف لکھا ہوا ہے اب جو ہمارے زاہد اور مقدس مولوی کہتے ہین کہ کچھ قرآن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاریون کے سینے سے لکھا تھا۔ ان کی خدمت مین گذارش ہے۔ کہ وہ اس عقیدہ سے توبہ کریں اپنا عقیدہ کافرون کے عقیدے سے بھی بدتر نہ بناوین۔

اور دوسری آیت اس مضمون کی نقل کی ہے۔ جس مین ارشاد ہے

ان علینا جمعہ و قرآنہ پ۲۹ ع۱۴	کہ قرآن کا جمع کرنا اور پڑھا دینا ہمارے ذمہ ہے۔

اس آیت سے آنحضرت کا امی نہونا ثابت کیا اور مخالفین اسلام کو اسی اعتراض سابق کا

اسی اعتراض سابق کا موقعہ دیا اور یہ کہا ہے۔ کہ اس آیت سے یہ بات متیقن ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وعدہ تھا۔ کہ ہم قرآن کو ایک جگہ جمع کردینگے اور اس ایک جا کو تم دیکھ دیکھ پڑھتے رہوگے۔ پس اگر قرآن شریف کا ابوبکر اور پھر خلیفہ چہارم کی خلافت میں جمع ہونا مانا جائے۔ تو تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ اپنے رسولؐ کے ساتھ کیا تھا۔ وہ پورا نہیں کیا۔ ان دو آیتوں سے جو چکڑالوی نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ قرآن مجید آنحضرتؐ کے وقت میں لکھا گیا تھا۔ اور جمع ہوچکا تھا اس کا جواب تو ادا ہوا۔ کہ پھر بھی اصحاب کا توسط و دخل جمع وکتابت قرآن مجید سے رفع نہیں ہوسکتا اور چکڑالوی اصل الزام سے بری نہیں ہوسکتا۔

علاوہ برآں جو اس نے ان آیات سے نتیجہ نکالا ہے۔ کہ آنحضرتؐ اُمّی نہ تھے۔ خود قرآن لکھ لیتے اور لکھا ہوا دیکھکر پڑھ لیتے۔ یہ درپردہ عیسائیوں وغیرہ مخالفینِ اسلام کی حمایت ہے۔

مسلمانوں کی فہمایش کے لیے اس کے اس نتیجے کے ابطال کے لیے وہ آیات قرآنی کافی ہیں۔ جو بصفحہ (۳۶۴ تا ۳۶۸) میں منقول ہوئی ہیں۔ جن میں صاف بیان ہوا ہے کہ آنحضرتؐ اُمّی تھے۔ لکھنا اور لکھا ہوا پڑھنا نہ جانتے تھے اور مخالفین اسلام کے لیے ان کے ہمخیال مخالفوں کے اقرار کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمّی تھے۔ کافی وافی ہیں۔ مگر یہ مقام ان کے اقوال کی تفصیل کا نہیں ہے چکڑالوی نے یا اُسکے کسی ہمخیال عیسائی نے اسبات میں کچھ لکھا۔ تو اُسکے مقابلہ میں ہم مخالفین اسلام کی شہادت پیش کریں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

چکڑالوی کی اس جرأت سے خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ایک نہ ایک دن وہ قرآن مجید کو آنحضرتؐ کی تصنیف قرار دیکر اس (قرآن) سے بھی انکار کریگا۔ جیساکہ آنحضرتؐ کی حدیث سے برملا انکار کرچکا ہے اور اسلام کو دونو ہاتھوں سے سلام کرکے عیسائی یا کھلم کھلا لا مذہب بن جائے گا۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اسکے شر و پیروی سے بچاوے۔

جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالی جناب میں چکڑالوی نے یہ گستاخی و بے ادبی کی ہے تو جو اس قول میں اس نے اعتقاد صحابہ و تابعین و تمام مسلمین کو جو اسکی تفسیر کی عبارت میں بصفحہ (۳۶۴)

صحیح بخاری سے نقل ہو چکا ہے۔ کافروں کے عقیدہ سے بدتر کہا ہے۔ وہ کونسے قرآن کا محل ہے۔ اِن آیات ستہ کے علاوہ تین آیتیں چکڑالوی نے اور نقل کی ہیں۔ اور ان سے وہی نتائج نکالے ہیں۔ جنکا ہم ابطال کر چکے ہیں۔ لہذا اب ہم نہ ان آیات کو نقل کرتے ہیں۔ نہ ان کے نتائج کا کوئی جواب دیتے ہیں۔

امور مستلزمہ کفر چکڑالوی سے انکار حدیث نبوی کے متعلق اسکے عذرات واستدلالات کا جواب ادا ہوا۔ تو امور مستلزمہ بدعت وفسق چکڑالوی کے متعلق اسکے عذرات واستدلالات کا جواب دینا ضروری نہ تھا۔ تاہم استقصاء الزام واستیفاء افحام کی غرض سے ان تین امور کے متعلق (جن سے اس نے برملا انکار کیا ہے۔ اور اس انکار کی وجہ سے علماء وقت نے اسپر بدعت وگمراہی کا حکم وفتویٰ لگایا ہے اور وہ تین امور صفحہ ۲۱ میں نقل ہو چکے ہیں) اس کے استدلالات کا جواب دیا جاتا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

امر اوّل و دوم۔ مردہ کو صدقات مالیہ کا ثواب و افعال خیر کا فائدہ پہنچنے اور شفاعت انبیاء کے واقعہ ہونے سے جو اس نے برملا انکار کیا ہے۔ اس کے ثبوت میں اُن آیات کو پیش کیا ہے جن میں یہ ارشاد ہے۔ کہ انسان کے واسطے وہی پیش آیگا۔ جو اس نے کیا یا کمایا ہو۔ اور کوئی نفس دوسرے کا بدلہ نہ ہوگا۔ اور خدا کا حکم (تقدیر) اور قول (وعدہ عذاب) بدلا نہ جائیگا۔

"چکڑالوی نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ جہاں قرآن میں بیان ہے۔ کہ خدا کے اذن سے شفاعت ہوگی اس سے مراد شہادت ہے نہ شفاعت معافی گناہ۔"

الجواب

ان ہی آیات سے معتزلہ یم نے مردہ کو عمل غیر سے نفع نہ ہونے اور کسی کو دوسرے کی دعا کا فائدہ نہ پہنچنے اور گناہگار مومنوں کے لیے انبیاء کی شفاعت واقعہ نہ ہونے پر استدلال کیا ہے مگر ہمارے علماء اہلسنت نے انکے جوابات ایسے دیئے ہیں جن سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ معتزلہ ان آیات کا مطلب ہی نہیں سمجھے۔ چکڑالوی بیچارہ تو انہیں کا خوشہ چین اور کاسہ لیس ہے۔

شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری رحمہ نے کہا ہے۔ زندوں کا مردوں کے لیے دعا

منها دعاء الاحياء للاموات وصدقتهم عنهم نفع لهم فى علو الحالات خلافًا للمعتزلة تمسكًا بان القضاء لايبدل وكل نفس مرهونة بما كسبت والمرء مجزى بعمله لا بعمل غيره - اجيب بان عدم تبدل القضاء بالنسبة الى الموتى لاينافى دعاء الاحياء لهم فان ذلك النفع بالدعاء يجوز ان يكون بالقضاء وان توفيق الاحياء للدعاء لهم يجوز ان يكون بكسبهم عملاً فى الدنيا استحقوا به مثل ذلك الجزاء فيكون مجزيا بعمله فى الاخرة على انه قد ورد فى الاحاديث الصحيحة من الدعاء للاموات خصوصًا فى صلوة الجنازة وقد توارثه السلف واجمع عليه الخلف ولو لم يكن للاموات نفع فيه لكان عبثًا بل جاء فى القرآن آيات كثيرة متضمنة للدعوات للاموات كقوله تعالى رب ارحمهما كما ربيانى صغيرًا وقوله رب اغفرلى ولوالدى ولمن دخل بيتى مومنًا وللمؤمنين والمؤمنات وقوله تعالى ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان

کرنا۔ ان کی بلندی درجات کے لیے نفع رساں ہے معتزلہ اسکے مخالف ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ خدا کا حکم (تقدیر) نہیں بدلتا اور وہ اس مضمون کی آیات سے کہ انسان اپنے ہی عمل کا بدلہ پاتا ہے۔ تمسک کرتے ہیں۔ اہلسنت انکا یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ دعا کرنا تقدیر کے برخلاف نہیں تقدیر یوں ہی ہوتی ہے۔ کہ زندہ دعا کریگا۔ تو مردہ کو اس سے نفع ہوگا۔ اور زندوں کا دعا کرنا مردہ کا عمل بھی ہوسکتا ہے۔ اسنے زندگی میں ایسا عمل کیا یعنے ایمان لایا جس سے وہ اپنی نائب زندہ کے عمل کی جزا کا مستحق ہوگیا۔ تو وہ عمل زندہ کا اس مردہ کا عمل ہوا۔ حدیث میں بلکہ قرآن میں مردوں کیلئے دعا کا حکم آچکا ہے اور یہی سلف وخلف میں متفق علیہ چلا آیا ہے ایک آیت میں ماباپ کے حق میں یہ دعا سکھائی گئی ہے۔ اے خدا انکو بخش دے جیسا کہ انہوں نے مجھے چھوٹی عمر میں پالا ہے۔ ایک آیت میں حضرت نوح کی دعا ہے۔ اے خدا میرے ماباپ اور مومنوں کو بخش۔ ایک آیت میں پہلے تمام مومنوں کیلئے دعا کی ہدایت وحکایت ہے معتزلہ اس آیت کو جس میں ارشاد ہے۔ کہ انسان کیلئے وہی ہے جس کے لیے اسنے سعی کی بھی پیش کرتے ہیں اسکا جواب یہ ہے۔ کہ یہ آیت تو ہماری (اہلسنت کی) دلیل

وتمسك المانعون بقوله وان ليس للانسان الا ماسعى والجواب ان الاية حجة لنا لان الذي اهدى ثواب عمله لغيره سعى في ايصال الثواب الى ذلك الغير فيكون له ماسعى بهذه الاية ولا يكون له ماسعى الا بوصول الثواب اليه فكانت الاية حجة لنا لا علينا (شرح فقه اکبر صـ۱۰۲)

ومن الادلة على تحقق الشفاعة قوله واستغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنات ومنه قوله تعالى فما تنفعهم شفاعة الشافعين. اذ مفهومه انها تنفع المؤمنين (شرح فقه اکبر صـ۱۰۴)

ہے نہ تمہاری۔ کیونکہ جو شخص کسی کی طرف سے نیابۃً عمل کرتا ہے اسکی سعی یہی ہوتی ہے۔ کہ اسکے عمل کا ثواب اسکو پہنچے پھر بحکم اس آیت کے اس عمل کا ثواب اسی شخص کو پہنچنا چاہیے جسکے واسطے اسنے عمل کیا تھا۔ اسوجہ سے یہ آیت ہماری سند ٹھیری نہ ہمارے برخلاف تمہاری اور منجملہ ان دلائل کے جن سے شفاعت کا واقعہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یہ آیت ہے جس میں ارشاد ہے کہ کافروں کو شفاعت کرنیوالوں کی شفاعت نفع نہ دیگی۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ شفاعت واقع ہوگی۔ اور وہ مومنوں کو نفع پہنچائے گی۔ ایسا ہی تفسیر بیضاوی تفسیر کبیر اور تفسیر فتح البیان میں معتزلہ کے ان استدلالات کا جواب دیا ہے۔ اور تفسیر فتح البیان میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے نقل کیا ہے۔ کہ جو شخص یہ عتقاد رکھتا ہے۔ کہ ایک انسان دوسری کے عمل سے نفع نہیں اٹھا سکتا۔ اسنے تمام مسلمانوں کے اجماع کا خلاف کیا۔ پھر اس اعتقاد کے باطل ہونے پر اکیس ۲۱ دلائل کتاب اللہ وسنت سے پیش کیے ہیں۔ جو ملاحظہ شائقین کے لائق ہیں۔

ان سب جوابات و دلائل سے بڑھکر چکڑالوی پر سخت حجت۔ چکڑالوی کا اپنا یہ عمل و مذہب ہے، کہ اوس نے اپنی من گھڑت نماز کے رسالہ میں بصفحہ (۳۰) نماز جنازہ کی دعاؤں میں وہ دعا قرآن شامل کی ہے۔ جسمیں گذشتہ مسلمانوں کے لیے مغفرت کی دعا ہے۔ اور وہ آیت شرح فقہ اکبر کی عبارت میں بصفحہ (۳۷۵) گذر چکی ہے۔ اسمیں تمام گذشتہ اموات کے لیے دعا کرنے کا حکم چکڑالوی کی الکارہ کلی کی جڑ کو کاٹتا ہے۔

چکڑالوی نے جو شفاعت سے شہادت مراد بتائی ہے۔ اسکی ابطال کے لیے وہ آیت کافی

ہے جو اصل فتوے میں بصفحہ (۲۲۹) اور عبارت شرح فقہ اکبر میں بصفحہ (۲۷۶) گذری ہے جس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے۔ کہ شفاعت مومنوں کو نفع دیگی۔ اور اگر شفاعت سے ہر جگہ قرآن میں شہادت مراد ہوتی۔ تو اسکا کافروں کو نفع نہ دینا اور مسلمانوں کیلئے نافع ہونا کوئی معنے نہیں رکھتا۔

شہادت کا اثر اصل عمل سے بڑھکر نہیں ہوتا۔ نہ اس سے کافروں کو انکی عمل سے بڑھکر سزا ملتی ہے۔ نہ مومنوں کو اصل عمل سے بڑھکر جزا ملتی ہے۔ عمل سے بڑھکر عذاب سے نجات یا ترقی درجات کی موجب تو شفاعت ہی ہوتی ہے۔ **امر سوم**۔ (آنحضرت صلعم پر القاء شیطانی ہونے) کی ثبوت میں چکڑالوی نے وہ آیت سورۃ الحج* پیش کی ہے جو بصفحہ (۳۵۴) منقول ہوئی ہے۔ اور اسکی تائید و تمثیل میں چار واقعہ قرآن سے نقل کیے ہیں۔ جنکا ذکر صفحہ (۲۹۴) میں ہوا ہے۔

الجواب چکڑالوی نے اسبات میں جو کچھ کہا ہے۔ اسمیں سفید جھوٹ سے کام لیا ہے نہ اس آیت میں یہ ذکر یا بیان ہے۔ کہ آنحضرت صلعم یا دیگر رسولوں پر شیطان کا القا و تسلط ہوتا ہے۔ نہ ان واقعات اربعہ سے آنحضرت صلعم کا شیطان کے قابو میں آنا ثابت ہوتا ہے۔ بلکہ اس آیت سے تو آنحضرت کی عصمت اور آپکے اقوال و افعال کی دخل شیطان سے محفوظیت ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ صفحہ ۳۵۵ میں بیان ہو چکا ہے۔ اور ان واقعات اربعہ سے آنحضرت صلعم کا محل تسلط شیطان ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔

اس آیت کا ترجمہ معہ تفسیر یہ ہے۔ اے نبی تجھ سے پہلے بھی جو رسول یا نبی گذرا ہے اسکی بات اور آواز میں یعنے نہ اُسکے دل پر نہ زبان پر شیطان نے کچھ ڈالا۔ یعنے اپنی آواز کو آواز رسول میں ملادیا۔ تو اللہ تعالے نے شیطان کی ملونی کو ہٹا کر نبی کو آگاہ کردیا اور نبی صلعم کے مونہ سے جو کچھ آیات و احکام نکلی اُن کو پختہ اور محفوظ کردیا۔ یعنے شیطان کا تصرف حضرت کی کلام میں کچھ نہیں ہوا۔ صرف اسکا تصرف یہ ہوا

قال البغوی ان اکثر المفسرین قالوا معنے تمنی تلے وقرأ کتاب اللہ ومعنے القی الشیطان فی امنیتہ ای فی تلاوتہ وقراءتہ قال ابن جریر ھذا القول اشبہ بتاویل الکلام ویؤید ھذا ماتقدم فی تفسیر قولہ لایعلمون الکتاب الا امانی وقیل معنی تمنے حدث ومعنے فی امنیتہ فی حدیثہ

* صفحہ ۳۵۴ میں کاتب کی غلطی سے سورہ حج کی جگہ سورہ نور لکھا گیا ہے۔ ناظرین اسکو درست کرلیں۔

روی ھذا عن ابن عباس وقیل معنے تمنے قال فحاصل معنے الآیۃ ان الشیطان اوقع فی مسامع المشرکین ذالک من دون ان یتکلم بہ رسول اللہ ولا جری علے لسانہ (فتح البیان صفحہ ۱۸۱ جلد اول)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ آواز نکالکر سامعین کے کانوں تک پہنچائی۔ اور وہ بھی قائم رہنے نہ پائی۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کی ملونی پر آنحضرت صلعم کو اطلاع کردی۔ ایسا ہی تفسیر فتح البیان۔ تفسیر کبیر۔ تفسیر معالم وغیرہ میں ہے۔

اور واقعات اربعہ مذکورہ کے متعلق قرآن مجید میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے ثابت ہو اکہ شیطان کا آنحضرت صلعم پر القاریا تسلط ہوا۔

پہلے واقعہ کے متعلق چکڑالوی نے صرف آنحضرت صلعم کا کسی حلال چیز کی نسبت قسم کھانا بیان کیا ہے۔ اور قرآن میں بھی کوئی لفظ اس سے بڑھکر نہیں ہے۔ اور آنحضرتؐ کا یہ قسم کھانا ایک خانگی مصلحت اور انسانی عقل وتجویز سے تھا۔ جسکو خدا تعالےٰ نے خلاف افضل ٹھہرا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے افضل امر بتایا پس اس فعل نبوی میں شیطان کا القاء تجویز کرنا شیطان ہی کا کام ہے نہ کسی انسان کا۔

الظاھر ان الخطاب لیس بطریق العتاب بل بطریق التنبیہ علے ان ما صدر منہ لم یکن کما ینبغی (تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۲۳۲)

دوسرے واقعہ میں چکڑالوی نے آنحضرت صلعم کا ایک عورت کو اُسکے خاوند پر حرام کرنا بیان کیا ہے۔ اُسکی نسبت ہم بصفحہ (۳۵۷) بیان کرچکے ہیں کہ یہ امر نہ قرآن میں ہے نہ کسی حدیث صحیح میں یہ صرف تفسیر ونکی ایک روایت ہی جسکے برخلاف بھی انہیں روایت موجود ہے۔ اور اگر فرض کیا اور مان لیا جائے کہ آپنے اس عورت کو حرام بھی کہدیا تھا تو وہ بنظر عام دستور اور رسم عرب کے تھا۔ آنحضرت نے عقل انسانی سے رواج عام کے مطابق اس عورت کو کہدیا تھا کہ میری رائے میں تو حرام ہو چکی

ھھنا روایتان یروی انہ قال ما عندی فی امرک شیئی ویروی انہ قال لھا حرمت علیہ (تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۴۸)

الظھار کان من اشد طلاق الجاھلیۃ ++ + لاکن الذین روی انہ قال لھا حرمت او قال ما اراک الا حرمت کالدلالۃ

علیٰ انہ کان نعرضہا (تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۱۳۹)

جسکو خدا تعالےٰ نے فسخ کردیا۔ اس لئے انسانی میں القاء شیطانی تجویز کرنا بھی شیطان ہی کا کام ہے۔ نہ کسی انسان کا۔

تیسرے وقعہ کی نسبت چکڑالوی نے بیان کیا ہے۔ کہ چند لوگوں نے عذر کیا۔ کہ ہم لڑائی میں جانے سے معذور ہیں تو آپ نے اُنکو گھر رہنے کی اجازت دی۔

اس اجازت دینے سے صاف ظاہر ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے اپنے انسانی عقل سے کام لیا اور انکو معذور سمجھکر اجازت دیدی۔ خدا تعالیٰ نے جو عالم الغیب اور وقف حقائق ہے۔ ان لوگوں کا جھوٹ ظاہر کر کے آپکو آگاہ کردیا۔ اور جو آپ سے انسانی غلطی ہوئی تھی۔ اُسکو معاف کیا۔ اس انسانی رائے کو بھی شیطانی القاء کہنا شیطان ہی کا کام ہے نہ کسی انسان کا۔

چوتھے وقعہ میں چکڑالوی نے بیان کیا ہے۔ کہ آپ تبلیغ احکام الٰہی میں سرگرمی و توجہ سے مصروف تھے۔ کہ اندھے نے آپکی کلام کو قطع کرنا چاہا۔ اسلئے آپ متوجہ نہ ہوئے۔ یہ فعل نبوی انسانی عقل کے عین مطابق تھا۔ اس اندھے کو انسانی عقل اور عام اصول اخلاق کے رو سے ہرگز قطع کلام نبوی مناسب تھا عقلاء کا مقولہ ہے ؎ مجالِ سخن تا نہ بینی زپیش ٭ بہ بیہودہ گفتن مبر قدر خویش ٭ ؎

دو چیز تیرہ عقل ست دم فروبستن ٭ بوقتِ گفتن و گفتن بوقت خاموشی

لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس اندھے کیطرف متوجہ نہونا عقل انسانی اور عام اصول اخلاق کے عین مطابق تھا۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلےٰ درجہ اخلاق پیدا کیا تھا۔ چنانچہ فرمایا ہے "وانک لعلیٰ خلق عظیم" لہٰذا خدا تعالیٰ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عام اصول اخلاق پر چلنا اور اس اندھے کی دل شکنی کرنا اور غنی کو فقیر پر مقدم کرنا جو اس عدم توجہی سے بظاہر مفہوم و موہوم ہوتا تھا پسند نہ آیا۔ اور

الاول ان ابن ام مکتوم کان یستحق التادیب والزجر فکیف عاتبہ اللہ علیہ الجواب الامر وان کان علیٰ ما ذکرتم الا ان ظاہر الواقعۃ یوہم تقدیم الاغنیاء علی الفقراء وانکسار قلوب الفقراء ولہذا السبب وقعت المعاتبۃ ونظیرہ ولا تطرد الذین یدعون ربہم بالغداوۃ والعشی

(تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۷۰۱) آنحضرت صلعم کو اس عدم توجہی پر متنبہ کیا گیا۔

پس اس فعل نبوی کو القار شیطانی قرار دینا بھی شیطان ہی کا کام ہے۔ نہ کسی انسان کا۔

یہ بات سلمانوں میں مُسلّم ہے اور محتاج بیان و ثبوت نہیں کہ حضرات انبیاء علیہم السلام تسلط شیطانی سے محفوظ و معصوم ہیں۔ جسپر نص قرآن انّ عبادی لیس لک علیہم سلطان قطعی دلیل ہے۔ چکڑالوی بہ تقلید و پیروی عیسائیوں کے اس بات کو نہیں مانتا تو کوئی اور دلیل پیش کرے۔ جو عصمت انبیاء کو باطل کرتی ہو۔ ان چاروں واقعات اور آیات سورہ حج سے تو اُسکا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ اس بحث و تفصیل سے چکڑالوی کے ایک ایک فقرہ ایک ایک حجت و عذر کا جواب جو مستلزم کفر و بدعت چکڑالوی کے متعلق اسکے رسالہ میں تھے پورا ادا ہوا۔

اسنے ہمارے جواب الجواب مباحثہ کا بھی برائے نام کچھ جواب دیا ہے۔ مگر چونکہ اوّلاً ہم اُسکو لائق خطاب و بحث نہیں جانتے۔ جو کچھ ہمنے اسوقت تک لکھا ہے۔ وہ مضمون "چکڑالوی پر اقبالی ڈگری" کی تائید میں دوسرے لوگوں کی فہمایش کے لیے لکھا ہے۔ اور ثانیاً جواب جواب الجواب مباحثہ کو مضمون "چکڑالوی پر اقبالی ڈگری" سے پورا تعلق بھی نہیں ہے۔ وہ جواب صرف احمقانہ اور جاہلانہ جواب ہے۔ لہٰذا ہم اس جواب جواب الجواب کے متعلق تفصیلی بحث کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ صرف اپنے ناظرین کو اسکے مغالطات پر اجمالی اطلاع دیتے ہیں۔

مغالطہ اوّل صفحہ ۱۵ میں چکڑالوی سود قرض کا حکم قرآن سے بیان کرکے مدعی ہوا ہے کہ وہ حکم تمام معاملاتِ سود پر حاوی ہے۔ وجہ مغالطہ قرآن میں صرف ربٰو قرض کا بیان ہی اس سے ربٰو افضل (مثلاً ایک روپیہ کی ۱۹ ماشہ چاندی لینا۔ جیسا کہ آجکل نرخ ہے۔ یا ایک اشرفی کے بدلے دس تولہ سونا لینا) کا حکم کہاں نکلتا ہے۔ جسکے دماغ میں ذراسی عقل ہوگی اور حواس قائم وہ کبھی نہ کہیگا۔ کہ آیت حکم سود قرض سے حکم سود فضل سمجھ میں آتا ہے۔

مغالطہ نمبر ۲۔ صفحہ ۱۔ وحی خفی یار لوگوں کی تراشیدہ ہے۔ وجہ حدیث نبوی کو خود چکڑالوی

(اسکا بقیہ صفحہ ۲۸۳ و ۲۸۴ میں دیکھو)